U884.

Title - GHAYATUL MARAAM FI TEHREERUL MAWALAD WAL BAYAMUL TAAZEEM SAYYEDUL INAAM

Author - Sayyed Raouf Ahmad.

Publisher - Matba Alvi.

Date - 1854.

Pages - 104.

Subjects - Seerat - Waladat Nabvi; Islam - Masail; Islam - Munazirah - Bainul Faraq.

حسبی نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

حسب الحکم مہر ذیل مطبع کتب المنافع المسمی بسلطان المطابع

فتوی

مشعر استحباب و استحسان قیام باستماع ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصنیف مولانا مولوی محمد مظہر کریم صاحب

مع جواب الجواب آن از مولوی عبد الواحد فرخ آبادی و مولوی نجم الدین قنوجی

و غایۃ المرام فی تحقیق المولد و القیام

تقریظ سید الانام

از مولوی سید رؤف احمد صاحب و چند استفتا ہای دیگر

باہتمام مقبول الدولہ احسان الملک کپتان مرزا محمد مہدی علیخان بہادر قبول ثابت جنگ

در بندر کلکتہ در مطبع علوی احمدی بسنہ [illegible] طبع گردید
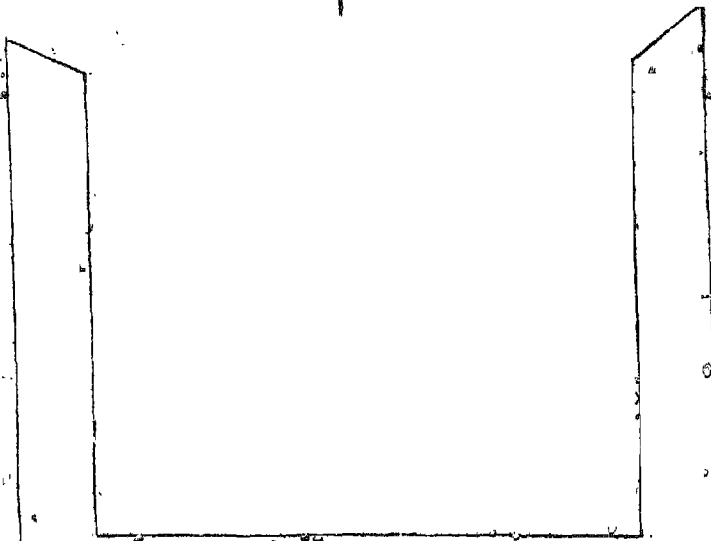
بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدمت میں علمای دین اور مفتیان شرع متین کے یہہ عرض ہی کہ قیام بیچ مولد شریف کے واجب ہی یا سنت ہی یا مستحب اور جو شخص کہ قیام نکری وہ کس سزا کی قابل ہی اور واجب القتل ہی یا نہیں اور کونسا گناہ اوس سی صادر ہوا کبیرہ یا صغیرہ یا کچہہ اس سی بھی زیادہ اور نماز اس شخص کی بھی درست ہی یا نہیں بیان کیجیی اور اجر پائیی

هو المصوب

قیام وقت ذکر مولد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنظر تعظیم باتفاق علمای حرمین شریفین و علمای دیگر دیار مستحب و افضل ہی جو شخص قیام نکری وہ نہایت بی ادب اور بی تمیز ہی اور اگر بنظر استخفاف و استہزا نہوئی یہ قیام معمولی علمای کرام کو کہ مستحب ہی برا جانیگا اور گناہ سمجہیگا تو وہ کافر ہوگا اگر توبہ نکریگا تو واجب التعزیر و التادیب ہوگا اور ایسی شخص کی پیچہی نماز نہ پڑہنا چاہیی واللہ اعلم بالصواب کتبہ محمد مظفر کریم عفی عنہ

جواب الجواب از مولوی عبد الواحد فرخ آبادی قیام یعنی کہڑی ہونا اگرچہ ایک نوع تعظیم آنیوالی کی واسطی ثابت ہوتی ہی مگر کہڑی ہونا حسب

قدوم پر وہ بھی جب رسالہ مولود مین ہوا اور اگر قرآن اور حدیث مین ذکر قدوم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہزار بار آوی کوئی نہ کہیگا ہو یہہ بات کتب شرعیہ سے معلوم
نہین ہوئی فقط وا ہمہ کا زور ہی اور باتفاق علمای حرمین شریفین و علمای دیگر قیام
مستحب اور افضل ہونی پہ اسکی اگر تسلیم کیا جاوی تو بدون دلیل شرعی کی حجت
نہین ہی اور جو یہہ اعمال علمای حرمین کیف ما کان آور اقتدای علمای
کرام کیف ما اتفق ہر زمانی مین بدون حجت شرعی کی مامور نہ ہون یہہ بات اصول
شرع سے ثابت نہین ومن ادعی فعلیہ البیان بلکہ علمای نامدار او فضلای تقوی شعار مثل
ملا علی قاری حنفی وغیرہ نی جہات حرمین مین رسائل لکہی ہین اور داد انصاف کی
دی ہی اور اسلاف صالحین نے بھی بہت سے صوفیان کرام نی گناہ امیر اور معارف با
کی آتے یہہ خفا ہی حاصل انکہ اگر کوئی شخص کو اونکی حجت گروانی علمای شریعت کی سامنی
اصلا جائز نہوگا علاوہ اسکی فحول علمای دیندار نی کتب مشہورہ مین تصریح کی ہی
بدعت اور بی اصل ہونی اس فعل پر چنانچہ شیخ محمد شامی نی اپنی کتاب جو مسمی سبل الرشاد
فی احوال خیر العباد المشہور بسیرۃ الشامی ہی چہٹی باب مین لکہا ہی عبارت اونکی یہہ
ہی جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام
بدعۃ لا اصل لہ انتہی اور عارف فانی عالم ربانی عاشق سید الثقلین خادم الحرمین
الشریفین شیخ محمد بن فضل اللہ جونپوری نی کتاب تحفۃ العشاق مین لکہا ہی بیان مین
مما جاء فی آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یفعلہ العوام عند
ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشیء بل مکروہ اور فاضل
نصیر الدین گجراتی ثم المبر ہانپوری نی اپنی کتاب طریقۃ السلف مین لکہا ہی قد احدث
بعض جہال المشائخ امورا کثیرۃ لا نجد لہا اثرا ولا اسما فی کتاب ولا سنۃ
منہا القیام عند ذکر ولادتہ صلعم انتہی اور تحفۃ القضاۃ مین لکہا ہی سئل
القاضی عن مجلس المولود الشریف قال لا ینعقد لانہ محدث وکل محدث

ضلالة وكل ضلالة في النار وما يفعلون من الجهال على راس كل حول في
شهر الربيع الاول ليس بشيء ويقومون عند ذكر مولده صلى الله عليه وسلم
ويزعمون ان روحه صلى الله عليه وسلم يجيء وحاضر فزعمهم باطل بل هذا
الاعتقاد شرك وقد منع الائمة الاربعة عن مثل هذا انتهى پس جو قیامات
مروجہ بدعت و محدث ہو اسکا ترک بے ملامت جائز ہی اوسکی تارک پر بلکہ تارک اوسکا اوس کی روح
مین ہی جنکی شان مین قرآن پاک مین آیا ہی لا يخافون لومة لائم اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نی اونکی حق مین فرمایا ہی من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر
مائة شهيد ایسی شخص کو بی ادب بی تمیز کہنا آپ بی ادب اور بی تمیز بننا ہی گواہ ہی اور ایسا
فعل محدث کا حقیقی جانبی والا متبع سنت رسول اللہ ہی اور تارک ایسی بی سند معمول اور
مرسوم قیام کی قیام عوام کالانعام بلکہ بعضی علماء کی بی ادب کا کب لائق ملام ہی ایسی بات
کفر اور کافری ایسی شخص کی طرف کرنا مفتری کا کام ہی بلکہ نسبت کرنی کفر کا ایسی متبع
سنت سنیہ سید الانام علیہ وعلی آلہ وصحبہ الف الف سلام کی طرف بلوف اور ہراس
مین ہی اعاذہ اللہ من ذلک اور ایسی شخص کو واجب التعزیر اور بی ادب کہنا اور
اوسکی پیچھی نماز کا نہ پڑہنا یہ بنا فاسد علی الفاسد ہی اور اوس دین اور شریعت کی
بات ہی جسکا اذن اللہ تعالی جلشانہ اجتہادی نہین دیا اور مخالف ہی مذہب
جمہور اہل سنت وجماعت کی کثرہم اللہ سوادہم ایسی قول بی دلیل کا کیا اعتبار ہی
وہو الہادی الی الصواب وہو المرجع والمآب کتبہ محمد عبد الواحد عفا اللہ عنہ

جواب الجواب دیگر از مولوی نجم الدین قنوجی قول مجیب اول کا محض بیہودہ
اور غیر صحیح اور خلاف اہل سنت وجماعت کی ہی اور یہ دال اوپر کم علمی اور ضلالت
اوسکی ہی ایسی ہی شخصون کی مصداق یہ حدیث ہی افتوا بغير علم فضلوا
واضلوا اور یہ جواب الجواب مولوی محمد عبد الواحد صاحب کا مدلل بعبارات کتب معتبر اور
نہایت صحیح ہی کس واسطی کہ اول مولد کی کرنیکی کچہہ اصل نہین ہی کہ شیخ تاج الدین
عمر بن علی اللخمی والسکندری المشہور بالفاکہانی من متأخری المالکیۃ فی ان عمل المولد

چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں العبادۃ عبارۃ عن الفعل الذی
یؤتی بہ لغرض تعظیم الغیر یعنی عبادت وہ فعل ہے کہ جو غیر کی تعظیم کرنے کی غرض
سے کیا جاوے اور مولانا نسفی نے شرح عقائد میں لکھا ہے الاشراک ھو اثبات الشریک
فی الالوہیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ
کما لعبدۃ الاصنام اور عقل سے سوچا چاہیے کہ وقت خاص وضع حمل البتہ شخص ایک
اوس جگہ کوئی موجود رہ سکتا ہے جسکی واسطے ان نادانوں نے قیام کہ در حقیقت عبادت ہے
واجبات سے لازم کیا ہے ہیچ ہے فکر ہر کس بقدر ہمت اوست اور اگر قیام مولد کو صرف
تعظیماً کہا جاوے تو صد بار جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زبان پر آتا ہے کوئی
کھڑا نہیں ہو جاتا ہے یہہ بھی ایک خام خیالی اور بے عقلی اونکی ہے کیونکہ اصل وصل نقلی ہے اور
نقل عقل اور علاوہ اسکے صحاح کی حدیثوں سے یہہ حدیث ہے عن انس رض قال لم یکن
شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم
یقوموا لما یعلمون من کراہیتہ لذلک وعن معاویۃ رض قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ
من النار وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا
علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا
جب حیات میں اپنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام کو واسطے تعظیم کی مکروہ جانتے تھے تو بعد
انتقال شریف حضرت کی قیام مولد کیونکر اور کس دلیل سے مستحب ہو گیا ہم لوگ کچھ مقلد علماء
حرمین شریفین کے نہیں ہیں جو فعل کہ اونکی خلاف آیت اور حدیث کے قبول کریں اور فعل بے دلیل
ہرگز قابل اعتبار کے نہیں ہے فقط   مجیب الجواب صحیح مصیب ہذا من الروایات الصحیحۃ

اضعف العباد کمترین محمد نجم الدین قنوجی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق الموجودات وخص الانسان من بينهم بانواع التشرف والكرامات
وجعله ذا عقل وفهم وعلم واشرف المخلوقات وبعث رسلا مبشرين و
منذرين بالكتب والمعجزات واصطفى منهم نبينا وسيدنا على سائر الخلق
وارتضاه بجميع الكمالات واخرجنا به من الظلمات الى النور بكمال الحسنات و
انقذنا به من الجهل والضلالة الى الهدايات ووفقنا بتقليد المجتهدين الصائبين
واتباع العلماء الراسخين بانواع القربات وفضلنا باشرف ميلاد النبي الذي
حوى شرفا وفضلا على سائر الممكنات وجعل محبته وتعظيمه فرض عين على
كل واحد من الكائنات والقيام من انواع تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم الذي هو
من الواجبات ع يا رب صل وسلم دائما ابدا على حبيبك خير الخلق كلهم
اما بعد اضعف عباد الله الاحد سید رؤف احمد رزقه الله الرزاق الصمد محبة الرسول الاحمد
بیان میں لاتا ہے کہ اس عرصہ میں جناب افادت مآب حامی السنة الحمیدة قامع البدعة

الذمیمة عمدة المحققین زبدة المدققین استاذنا و مولانا مولوی محمد مظہر کریم صاحب دام برکاتہم
نے استفتا بعبارت مختصر درباب استحباب قیام وقت ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بھیجا کہ طریقہ مسلوکہ اسلاف کرام و علمای ذوالاحترام کا ہی دستخط فرمایا تہا
بنظر اسکے کہ مستفتی جاہل اور بے علمی روایات مدللہ سے خالی تہا تاہم ہر ایک عالم کا
قاصر نہو مولوی عبدالواحد فرخ آبادی نے مع نجم الدین قنوجی نے اوسکا رد لکہا چونکہ مضامین
رد الجواب سے جہالت و بے علمی اور ضلالت اونکی ظاہر اور عیان تہی اور تحریرات سابقہ علما
حرمین شریفین و علمای دہلی و رامپور وغیرہ کی تائید جواب محررہ جناب استاذنا کافی اور
وافی نہین لہذا جناب ممدوح ملتفت تحریر رد الرد نہوئی جواب جاہلان باشد خموشی یہان
اگر دونون رد کچہ بہی استعداد علمی اور تدین رکہتی تو جناب ممدوح جواب اوسکا ایسا دندان
شکن لکہتی کہ اونکو بجز سکوت و پشیمانی کی اور کچہ حاصل نہوتا کیونکہ تحقیق مسائل دینیہ مین جناب
ممدوح ید طولی رکہتی ہین اور عمر اپنی بیچ سیر کتب شرعیہ و مباحثہ علمای کرام کی بسر کی ہی اور
مسائل دقیقہ و مشکلہ مین ہنگام مناظرہ علمای کبار و فضلای ذوی الاقتدار کے حق بجانب اونکی
ازروی روایات کتب معتبرہ و استحسان و تصویب دیگر علمای نامدار اطراف و اقطار کی قرار پایا کیا
مگر ہر گاہ کہ یہ رد مطالب رد الجواب کا حقیقی نظر کی رنگ ہاشمی اور حرارت اسلامی جوش مین آئی
کہ سکوت اور عدم تعرض کا متحمل نہوا کیونکہ باوجود بے علمی اور جہالت کی سخت زبان درازی و کج
سر زد ہوئی اور کلمات شنیعہ و ملحدانہ اور بے ادبانہ سی تحریر اونکی مملو ہی اور تحقیر اور تضلیل بلکہ
تکفیر علمای کرام اور محدثین و اولیای عظام و متصوفین عالی مقام کی از سلف تا خلف اور
ا سادات و آداب بجناب نبوی آپکی اوس مین سے مفہوم و مستفاد ہوتی ہی لہذا بموجب قول بزرگی
اگر بینم کہ نابینا و چاہست * اگر خاموش بنشینم گناہست * تحقیقا للحق و ابطالا للباطل ضرور
پڑا کہ ہوشیار فہمای رد الجواب کی بخوبی کیجاوی تا موجب ہدایت گمراہان ہو اور بیکسان اور
اہلکات مبتدعون کی کہ مشغول عمل آنکا ہو کر مبتدعین اضلال تلبیسات باطلین سی محفوظ
اور مصئون رہین اور مغالطہ اور فریب مین نہ آجاوین لہذا نام اس رسالہ کا غایة المرام فی
تحقیق المولد و القیام بتعظیم سید الانام رکہا اللہم احفظنا من المتعصبین لاہل البدعة والمنادین لاولیاء

المجیبین لآلہ واصحابہ وصل وسلم علیہ اب بمطلب شروع کرتا ہوں کہ واضح ہو کہ بیچ جواب کے انکار حضرت
دو امر مہم مذکور ہیں ایک محافل مولد شریف اور دوسرا قیام وقت ذکر ولادت سید الانام
صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی دونوں امر محل نزاع ہیں پس تنقیح اسکی بسلسلہ استحباب اور
استحسان ان دونوں امر خطیر کی اس مقام پر بطور مختصر بیان ہوتی ہیں اما ثبوت امر اول
پس جمہور محدثین مستندین و فقہای مجتہدین و کافہ علمای متقدمین و متاخرین و اولیاء اللہ
اور سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین نے مستحب اور مستحسن ہونا محفل مولد شریف کا اختیار
کیا ہی اور اپنی تصانیف میں بدلایل واضحہ تحریر فرمایا ہی اگر اون سب کا تفصیلاً ذکر
کیا جائی تو ضبط اونکی اسما کا حد حد و حساب سے افزون و قید دائرہ حصر عقل سی بیرون
ہی بلکہ اگر اکتفا اوپر اکثر کی کیجاوی تو بھی یہہ رسالہ نہایت طویل ہو جائی اسواسطی
بمقتضای مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کی تصریح اسما بعضی کی بدون نقل کلام متمسک
بہ بعینہ کی اور نقل کلام بعضی پر اکتفا کی جاتی ہی کہ ہر واحد ان ثقات سی مقتدی اور
مستند بانفرادہ ہی چہ جائیکہ اتفاق ان اکابر کا اور اجماع اس جم غفیر کا ایک امر خطیر پر
ہو پس اتباع اوسکا واجب اور ناگزیر ہی حضرت شیخ الفقہاء والمحدثین تاج العلماء
والعاشقین شیخ شیوخ العالم قطب الاقطاب الغوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ و امام المحدثین ابو الفرج ابن جوزی محدث فقیہ حنبلی و ابو الخطاب
عمر بن دحیہ کلبی و ابن خلکان محدث شافعی و علامہ قسطلانی صاحب المواہب اللدنیہ
و شارح صحیح بخاری و شیخ القراء الحافظ ابن الجزری و محمد بن علی دمشقی صاحب سبل الہدی
والرشاد و حافظ ابو الخیر سخاوی و حافظ عماد الدین ابن کثیر و علامہ ابن طغربک صاحب الدر
المنتظم و امام نووی شافعی شارح صحیح مسلم و حافظ ابو شامہ استاد امام نووی صاحب
کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث و شیخ ابو الحسن المعروف بابن الفضل ابو بکر
الحجاز و منصور البشار و ابن محمد النعمان و ابو موسی زرہونی و حافظ شمس الدین بن
ناصر الدین دمشقی و جمال الدین عجمی و یوسف الحجار و یوسف بن علی الشامی و امام
کمال بسطلی و امام الملک کتانی و امام جعفر ظہیر الدین و شیخ نصیر الدین و شیخ عمر بن

الملا و امام صدر الدین بن عمر شافعی و حافظ ابن حجر مکی عسقلانی صاحب المولد الکبیر و حافظ
دمشقی و جلال الدین سیوطی و شارح ابن ماجہ و امام محقق ابو زرعہ عراقی حسین و شیخ
ابن حجر ہاشمی و احمد بن محمد مدنی المشہور بقشاشی و امام برزنجی و شیخ عبد الحق محدث
دہلوی ہین اور منجملہ ان بزرگوارون کی حال تبحر علم ہر قسم حضرت غوث صمدانی و محبوب سبحانی
اور ابن جوزی کا اظہر من الشمس و ابین من الامس ہی چھہ سو ہجری کی آغاز مین تصنیفات
اونکی ہوئی ہین کہ ابتک وہ موجود ہین اور ابو الخطاب بن دحیہ کلبی نی کتاب التنویر
فی شرح المولد السراج المنیر سنہ چھہ سو چار ہجری مین تالیف فرمائی ہی اور ابن
خلکان محدث نی حال اونکا اس طرح رقم کیا ہی ابو الخطاب عمر بن دحیۃ الکلبی
کان من اعیان العلماء ومشاہیر الفضلاء متقنا بعلم الحدیث النبوی
وما یتعلق بہ عارفا بالنحو واللغۃ وایام العرب واشعارہا اشتغل بطلب
الحدیث فی اکثر بلاد الاندلس الاسلامیۃ ولقی بہا علماءہا ومشایخہا
ثم رحل منہا الی بر العدوۃ ودخل مراکش واجتمع بفضلاءہا ثم ارتحل الی
افریقیۃ ومنہا الی الدیار المصریۃ ثم الی الشام والشرق والعرب والعراق ودخل
علی عراق العجم خراسان وما والاہا ومازندران کل ذلک فی طلب الحدیث و
الاجتماع بائمتہ والاخذ عنہم وہو فی تلک الحال یؤخذ عنہ ویستفاد منہ و
قدم مدینۃ اربل سنۃ اربع وستمائۃ وہو متوجہ الی خراسان فرای صاحبہا
الملک المعظم مظفر الدین بن زین الدین مولعا بعمل مولد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عظیم الاحتفال بہ فعمل لہ کتابا کتاب التنویر فی شرح مولد السراج
المنیر فقرأہ علیہ بنفسہ ولما عمل ہذا الکتاب دفع الیہ الملک الف دینار
یعنی ابو الخطاب بن دحیہ کلبی تہا اعیان علما اور مشاہیر فضلا سی حاذق بعلم حدیث نبوی
وما یتعلق بہ عارف علم نحو و لغت اور ایام و اشعار عرب کا تہا مشغول ہوا واسطی طلب حدیث کے
شہرہای اسلامیہ اندلس مین اور ملاقات کی وہان کے علما اور مشایخ سی بعد اوسکے
شہر بر العدوہ و مراکش مین جا کر وہان کی فضلا سے ملا بعدہ افریقیہ اور دیار مصریہ مین پہر

شام و مشرق و مغرب و عراق عرب و عراق عجم و خراسان و ر گرد اوسکی اور مازندران مین آیا
ہر ایک جگہہ حدیث طلب کرتا تھا اور ائمہ اور فضلا سے ملتا تھا اور استفادہ لیتا تھا اور وقت
ہوا شہر اربل مین بیچ سال چھہ سو چار ہجری کی بحالت جانی طرف خراسان کی سیر
دیکھا مظفر الدین بن زین الدین بادشاہ اربل کو جو بیعاوہ برکرتے محافل مولد شریف
کی پس تصنیف کی کتاب التنویر فی شرح مولد السراج المنیر واسطے بادشاہ مسطور کے
کی اور بذات خود پڑھا اوس کتاب کو محفل مولد شریف مین اور بادشاہ موصوف نے
ہزار دینار اس تصنیف کی صلہ مین اوسکو عنایت فرمائے اور مولد ابو الفرح بن جوزی
رحمۃ اللہ علیہ مین ہے وَقَدْ بَسَطَ الْكَلَامَ فِي تَرْغِيبِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَا زَالَ اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ وَالْمِصْرِ وَالْيَمَنِ وَالشَّامِ وَسَائِرِ بِلَادِ
الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ يَحْتَفِلُونَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَيَفْرَحُونَ بِقُدُومِ هِلَالِ الرَّبِيعِ الْاَوَّلِ وَيَغْتَسِلُونَ وَيَلْبَسُونَ بِالثِّيَابِ
الْفَاخِرَةِ وَيَتَزَيَّنُونَ بِاَنْوَاعِ الزِّينَةِ وَيَتَطَيَّبُونَ وَيَكْتَحِلُونَ وَيَاْتُونَ بِالسُّرُورِ فِي
هٰذِهِ الْاَيَّامِ وَيَبْذُلُونَ عَلَى النَّاسِ بِمَا كَانَ عِنْدَهُمْ مِنَ الْمَضْرُوبِ وَالْاَحْجَارِ
وَيَهْتَمُّونَ اِهْتِمَامًا بَلِيغًا عَلَى السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيَنَالُونَ بِذٰلِكَ اَجْرًا جَزِيلًا وَفَوْزًا عَظِيمًا وَمِمَّا جُرِّبَ عَنْ ذٰلِكَ اَنَّهُ وُجِدَ فِي ذٰلِكَ
الْعَامِ كَثْرَةُ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ وَسَعَةِ الرِّزْقِ وَ
اِزْدِيَادِ الْمَالِ وَالْاَوْلَادِ وَالْاَحْفَادِ وَدَوَامِ الْاَمْنِ وَالْاَمَانِ فِي الْبِلَادِ
وَالْاَمْصَارِ وَالسُّكُونِ وَالْقَرَارِ فِي الْبُيُوتِ وَالدَّارِ بِبَرَكَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی تحقیق کلام بیچ ترغیب مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر دیجیا اور سب لوگ
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور مصر اور شام اور تمام شہرہای عرب مین مشرق سی مغرب تک
ہمیشہ سے جمع ہوتی ہین مجلس مولد شریف مین اور خوش ہوتی ہین رویت ہلال ربیع الاول
سی اور غسل کرتی ہین اور جامہای فاخرہ پہنتی ہین اور انواع انواع زینت کرتی
ہین اور خوشبو استعمال کرتی ہیں اور سرمہ لگاتی ہین اور ان ایام مین بہت

خوش ہوتی ہین اور نقد وجنس جو اونکی پاس ہوتا ہی سب خیرات کرتی ہین اور بڑا
اہتمام اوپر پڑہنی اور سننی مولد شریف کی کرتی ہین اور وہ پہونچتی ہین بسبب اوسکی
اجر جزیل اور ثواب عظیم کو اور تحقیق مجرب ہوئی ہی یہہ بات کہ جس سال کوئی مولد
سنتا ہی نیکی اور برکت بہت پاتا ہی اور سلامتی اور عافیت اور کشادگی روزی اور
زیادتی مال اولاد و احفاد اور امن و امان ہوتی ہی اون شہرون مین اور سکون
و قرار ہوتا ہی اون گہرون مین مولد شریف کے برکت سی فی الفتح المبین
شرح الاربعین للامام النووي قال شیخنا الامام ابو شامة ومن احسن
ما ابتدع في زماننا ما يفعل كل عام في اليوم الموافق ليوم مولده صلى الله عليه
وسلم من الصدقات والمعروف واظهار النعمة والسرور فان ذلك مع ما فيه
من الاحسان الى الفقراء مشعر لمحبة النبي صلى الله عليه وسلم وتعظيمه
وجلالته في قلب فاعل ذلك وشكر الله تعالى على ما من به من ايجاد رسوله
الذي ارسله رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم انتہی کلامہ فی فتح المبین
شرح چہل حدیث امام نووی رہ کی لکہا ہی کہ فرمایا ہی استاد ہمارے ابو شامہ نی کہ
بہترین بدعتہا ہی حسنہ ہمارے زمانی مین یہہ ہی کہ کی جاتی ہی ہر سال وسدن مین
کہ روز ولادت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق ہوتا ہی خیرات اور معروف اور
اظہار نعمت اور خوشی اور ایک نفع پہونچاتا ہی فقرا و محتاجون پر دوسری یہہ بات آگاہی
دینی والی ہی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور اوسکی تعظیم اور بزرگی سی بیچ دل فاعل
کرنیوالی کی اور ہمین شکرگزاری ہی اللہ تعالی کی کہ اسدن مین پیدا کیا ہی اپنی رسول
کو واسطی رحمت تمام عالم کی سُئل الامام المحقق الولی ابو زرعة العراقي عن فعل
المولد أمستحب او مكروه وهل ورد فيه شيء او هل فعله من يقتدى
به فاجاب بقوله الوليمة واطعام الطعام يستحب في كل وقت فكيف اذا
انضم الى ذلك السرور بظهور نور النبوة في هذا الشهر الشريف ولا
نعلم ذلك من السلف ولا يلزم من كونه بدعة كونه مكروها فكم من

بدعۃ مستحبۃ بل واجبۃ اذا لم ینضم بذالک مفسدۃ یعنی امام محقق ولی
ابو زرعہ عراقی سے لوگون نے پوچھا عمل مولود شریف سے نہ مستحب ہے یا مکروہ اور آیا کچھ
اثر اسباب مین وارد ہوا ہے یا کسی مقتدا نے اسکو کیا ہے تو انہون نے جواب دیا کہ
ولیمہ اور کہانا کہلانا ہر وقت مین مستحب ہے پس کیونکر مستحب نہو گا جسوقت مین
منضم ہو گی طرف اسکی خوشی واسطے ظاہر ہونے نور نبوت کے اس ماہ مبارک مین اور
نہین جانتا ہون مین کہ سلف نے اسکو کیا ہے اور اوسکی بدعت ہونے سے لازم نہین آتا
ہے کہ مکروہ ہوا سواسطے کہ بعضی بدعت مستحب بلکہ واجب ہین جب تک کہ کوئی مفسدہ
اسمین نہو قال الحافظ ابو الخیر السخاوی عمل المولد الشریف لم ینقل احد
من السلف الصالح فی القرون الثلثۃ الفاضلۃ وانما حدث بعدہم ثم لا زال
اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یشتغلون فی شہر مولدہ صلی
اللہ علیہ وسلم بعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علی الامور البہجۃ الرفیعۃ
یتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون
فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ
فضل عظیم کہا حافظ ابو الخیر سخاوی نے عمل مولد شریف کو نقل نہین کیا کسی سلف
صالح نے تینون قرن فاضلہ مین اور حادث ہوا ہے بعد اوسکے پس اہل اسلام ہمیشہ تمام
اطراف اور شہرون کلان کی ہمیشہ مشغول رہتے ہین ماہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مین ساتھہ عمل کرنے دعوتہائے بدیعہ کی کہ مشتمل ہے اوپر امور خوش اور بلند کی اور
صدقے دیتے ہین اوس مہینے کی راتون مین طرح طرح کی صدقے اور ظاہر کرتے
ہین خوشی اور داد و دہش زیادہ کرتے ہین اور قراءۃ مولد شریف مین زیادہ
اہتمام کرتے ہین اور ظاہر ہوتی ہے اوپر انکی مولد شریف کی برکتون سے بزرگی
عظیم قال الحافظ عماد الدین ابن کثیر کان صاحب اربل یعمل المولد الشریف
فی ربیع الاول ویحتفل بہ احتفالا ہائلا وقد صنف الشیخ ابو الخطاب
بن دحیۃ لہ کتابا سماہ التنویر فی مولد البشیر النذیر وقد اثنی علیہ

الائمة منهم الحافظ ابو شامة شيخ النووي في كتاب الباعث على
انكار البدع والحوادث وقال ومثل هذا الحسن يندب اليه ويشكر فاعله
ويثنى عليه کہا حافظ عماد الدین کوکبری تها بادشاه اربل کا که محفل مولود شریف
کی ربیع الاول کی مہینی مین بڑی دہوم سی کرتا تہا اور تصنیف کیا شیخ ابو الخطاب بن
دحیہ نی واسطی اوس بادشاہ کی ایک کتاب مولد شریف کی نام اوسکا رکہا تنویر
فی مولد البشیر النذیر اور تعریف اور ثنا اوسکی کی ہی اماموں نی اونمین سی ہی ابو شامہ
استاد امام نووی بیچ کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث کی اور کہا حافظ
عماد الدین مذکور نی اور بعد اس فعل کی ہر آئینہ نیک ہی مستحبین کی جانتی ہی اور
اوسکی اور تعریف کیا جاتا ہی فاعل ایسی فعل کا اور ثنا کی جاتی ہی اور اوسکی
قال ابن الجوزي لم يكن في ذلك الا ارغام الشيطان وادعام اهل الايمان
کہا ابن جوزی نی نہین ہی بیچ محفل مولد شریف کی مگر خاک مین ملانا شیطان کو اور خوشنودی
مومنین کی ہی قال العلامة ابن طغربك في الدر المنظم وقد عمل المحبون
النبي صلى الله عليه وسلم فرحا بمولده الولائم فمن ذلك ما عمله بالقاهرة
من الولائم الكبار الشيخ ابو الحسن المعروف بابن القفل قدس سره وشيخ
شيخنا ابو عبد الله بن محمد بن النعمان وعمل ذلك قبله جمال الدين العجمي الهمداني
وممن عمل ذلك على قدر وسعه يوسف الحجار بمصر وقد راى النبي صلى
الله عليه وسلم وهو يحرض يوسف المذكور على عمل ذلك قال وسمعت
يوسف بن علي بن زريق الشامي الاصل المصري المولد الحجار بمصر في
منزله حيث يعمل مولد النبي صلى الله عليه وسلم يقول رايت النبي صلى
الله عليه وسلم في المنام منذ عشرين سنة وكان لي اخ في الله تعالى يقال
له الشيخ ابو بكر الحجار فرايت كانني وابا بكر هذا بين يدي النبي صلى الله
عليه وسلم جالسين فامسك ابو بكر لحية نفسه وفرقها نصفين فذكر
النبي صلى الله عليه وسلم كلاما لا افهمه فقال النبي صلى الله عليه وسلم مجيبا

له لولا كانت هذه في النار ودارالي وقال لا ضير سألك وكان سبيله قصب
فقلت لأي شيء يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال حتى لا تبطل المولد
ولا السنن قال يوسف فعملته منذ عشرين عاما الى الآن قال وسمعت
يوسف المذكور يقول سمعت ابا بكر الحجار يقول سمعت منصورا
يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام يقول لي قل له لا يبطله
يعني المولد ما عليك مما أكل ومن لم يأكل قال وسمعت شيخنا ابا عبد الله بن ابي محمد النعمان
يقول سمعت الشيخ ابا موسى الزرهوني يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم
في النوم فذكرت له ما يقول الفقهاء في عمل الولائم في المولد فقال النبي صلى
الله عليه وسلم من فرح بنا فرحنا به کہا علامہ طغرل بیگ نے کتاب درر منتظم کی
بیچ تحقیق کیا محبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خوشی میلاد شریف کی بیچ
شہر قاہرہ میں بڑی محفل کہانی کی شیخ ابو الحسن مشہور بابن القفل قدس سرہ نے اور
استاذ الاستاذ ہمارے عبد اللہ محمد بن نعمان نے اور اس سے پہلی کی محفل کہانی سے
جمال الدین عجمی ہمدانی نے اور ایسا ہی ہیں بہت سے جنہوں نے کی یہہ محفل اپنی مقدور
کی موافق یوسف حجار ہمدانی مصر میں اور خواب میں دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو جو حال کہ تحریص دلاتی تھی آپ یوسف مذکور کو اوپر اس عمل کے
تھی کہا علامہ مذکور کہ سنا میں نے یوسف حجار بن علی بن رزاق شامی الاصل
مصری المولد کو مصر میں اوسکے گہر میں جہاں کرتا تہا وہ مولد نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہتا تہا وہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ خواب
میں اسکو عرصہ بیس برس کا ہوا اور تہا میرا ایک دوست شیخ ابو بکر حجار سو دیکھا میں نے
میں اور میرے بہائی ابو بکر ہیں ہم دونوں سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے ہیں پھر ذکر
کیا اوسنے اگلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا کلام کہ سمجھا میں اوسکو پہر قریب ہوا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی جواب میں اگرچہ ہوتا تہا مرسلہ ہولتی یہہ داڑہی
اپنی میں اور سینے کی جانب متوجہ ہو آپ نے ارشاد کیا کہ تجھکو ماروں گا اور اوپر نیچے ہاتھ میں لکڑی

محفل کی تھی سینی عرض کیا کہ کیا تقصیر سرسی ہی فرمایا کہ تا نہ گئی تو مولد شریف اور
سنت کا بطلان کہا یوسف نے تب سی تیس برس سی اب تک محفل مولد شریف
کی کرتا ہون اور روایت کی عبارت مذکور نے یوسف مسطور سی اور یوسف نے ابوبکر
حجار سی اور ابوبکر حجار نے منصور نشار سی کہ وہ کہتا تہا کہ مین شرف ہوا رویا مین زیارت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی فرمایا مجھسی کہدی تو یوسف حجار سی کہ بطلان نکر ہے
مولد شریف کا کرنی سی نہیں ہی شہر کیا اور کوئی کہا ہی یا کہا ہی اور کہا علامہ نے سنا مین نے
شیخ بن محمد نعمان سی کہ اوس نے سنا کہا شیخ ابو موسی ضریر ہولی نے کہ مین نے خواب مین دیکھا
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پس ذکر کیا مین نے آگی انحضرت کی قول فقہا کا بیچ بدعت
ولائم مولد کی پہر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی جواب مین جو خوشی کریگا ہمارے سبب
ساتہہ خوشی کرینگی ہم اوسکی ساتہہ وقال الامام الحافظ ابو الخیر بن الجزری شیخ القراء
فی کتابہ عرف التعریف بالمولد الشریف من خواصہ انہ امان فی ذلک العام
وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام قد رئی ابو لہب بعد موتہ فی النوم فقیل
ما حالک فقال فی النار الا انہ یخفف عنی کل لیلۃ اثنین وان ذلک باعتاقی
ثویبۃ عند ما بشرتنی بولادۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبارضاعہا لہ
فاذا کان ابو لہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ
لیلۃ مولد محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم الموحد من امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم یسر بمولدہ ویبذل مالہ ولعمری انما یکون جزاءہ من
اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم کہا امام حافظ ابو الخیر ابن جزری نے
کہ اوستاد قاریون کی تہی کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین کہ خواص مولد شریف
سی ہی امنی اوس سال مین اور خوشی اور جلد ہونا ہی واسطی بر آمد حاجات اور
مطلب کی اور دیکہا لوگون نی ابو لہب کو خواب مین پس پوچہا کہ تیرا کیا حال ہی کہا
ابو لہب نی دوزخ کی آگ مین جلتا ہون مگر ہر شب دوشنبہ مین تخفیف عذاب کی مجہسی
ہوتی ہی اور بیشک تخفیف عذاب بسبب آزاد کرنی میری ثویبہ کی ہی نزدیک خوشخبری

دی اوسکی ساتھ پیدایش پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دودھ پلایا تھی اوسکی بی بی صاحبہ
پس ابو لہب سی کافر کو جسکی مذمت قرآن شریف میں مذکور ہی بسبب فرحت اوس خوشی
مولد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تخفیف عذاب ہو تو کیا حال مسلم موحد امت
محمدیہ کا کہ خوشی کرتا ہی بسبب مولد شریف کی اور مال اپنا خرچ کرتا ہی قسم ہی مجکو اللہ تعالی
اوسکی جزا یہی ہو گی جنات نعیم میں داخل کریگا و ذکر بحوالہ الحافظ شمس الدین
محمد بن ناصر الدین الدمشقی ثم انشد اذا کان هذا کافرا جاء ذمه وتبت
یداه فی الجحیم مخلدا اتی انه فی یوم الاثنین دائما یخفف عنه
للسرور باحمدا فما الظن بالعبد الذی کان عمره باحمد مسرورا
ومات موحدا اور مثل ابن جزری کی ذکر کیا ہی حافظ شمس الدین محمد ناصر الدین
دمشقی نی کتاب مورد الصادی فی مولد الہادی میں اور بعد اوسکی یہہ اشعار لکھی حاصل
مضمون دیکھا یہہ ہی جبکہ یہہ کافر ایسا کہ سورہ تبت میں مذمت اوسکی ہی اور دوزخ میں ہمیشہ رہنا
کی دن اوسکو تخفیف ہوتی ہی بسبب خوشی مولد احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کیا گمان
ہی ساتھ اوس بندہ مسلم کی تمام عمر اوسکی فرحت اور سرور مولد احمد میں گذری ہو
اور موحد مرا ہو قال الشیخ الامام العلامة الشهیر بابن البطاح فی فتوی بخطه اذا
انفق المنفق تلك الليلة وجمع جمعا اطعمهم ما يجوز واسمعهم ما يجوز سماعه
ودفع للمسمع المشوق للآخرة ملبوسا كل ذلك سرورا بمولده صلى الله عليه
وسلم فجميع ذلك جائز ويثاب فاعله اذا احسن القصد ولا يختص ذلك بالفقراء
دون الاغنياء الا ان يقصد مواساة الاحوج والفقراء اكثر ثوابا
شیخ علامہ مشہور ابن البطاح نی بیچ فتوی مخطی اپنی کی جسوقت خرچ کیا خرچ کرنیوالی نی
شب میلاد میں اور جمع کیا ایک جماعت کو کہ کھانا کھلایا انکو وہ کھانا جو جائز ہی
اور سنایا انکو وہ کہ جائز ہی سننا اوسکا اور دیا سننی والی مشتاق آخرت کو لباس
واسطی سرور ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پس یہہ سب جائز ہی اور ثواب
ملیگا اوسکی فاعل کو اگر قصد نیک کیا ہوگا اور یہہ دعوت متعلق [illegible]

نہین ہی ساتھہ محتاجین کی بلکہ اسمین فقرا اور اغنیا برابر ہین مگر یہہ کہ قصد کری کہ غمخوار
محتاج تہی اور فقیرون کی زیادہ ثواب رکہتا ہی قال الفاضل عبد الله بن شمس الدین
الانصاری فی کتابه المسمی بمنهاج الدین ومعراج المسلمین ذکر فی فصل الخطاب
وحدثناه فی معناه العباس بن عبد المطلب قال کنت مواخیا لابی لهب مصاحبا
له فلما مات وقد اخبر الله تعالى عنه ما اخبر حزنت علیه وهمنی امره فسالت الله
حولا ان یرینی ایاه فی المنام قال فرایت نارا تلتهب فسالته عن حاله فقال
صرت الی النار فی العذاب فلا یخفف عنی العذاب الا لیلة الاثنین من کل
اللیالی والایام فانه یرفع العذاب عنی قلت وکیف ذلك فقال ولد فی تلك اللیلة
محمد صلی الله علیه وسلم فجاءتنی امیمة فبشرتنی بولادته ففرحت بمولده واعتقتها
فرحا فاثابنی الله تعالى بان رفع عنی العذاب فی کل لیلة الاثنین لذلك کہا عبد الله
بن شمس الدین انصاری نی بیچ کتاب اپنی مسمی بمنہاج الدین ومعراج المسلمین کی ذکر کیا گیا
ہی بیچ فصل الخطاب کی اور روایت کی ہمسی عباس بن عبد المطلب نی کہ تہا مین بہائی ابی لہب کا
اور یار اوس کا پس جب موا وہ وحال یہہ ہی کہ خبر دی اللہ تعالی نی اوس سی جو کچھ کی خبر
دی پس غمگین ہوا مین اوپر اوسکی اور رنج مین ڈالا مجہکو اوسکی کام نی پس سوال کیا
مین نی اللہ سی یہہ کہ دکہلا دی اللہ مجہکو اوسکو خواب مین کہا عباس نی پس دیکہا مین نی
ایک آگ کو کہ جلتی ہی تب پوچہا مین نی اوس سی اوسکا حال پس کہا اوسنی داخل ہوا
مین دوزخ مین بیچ عذاب کی پس نہین تخفیف کیا جاتا ہی مجہسی مگر روز دوشنبہ مین
سب دنون اور راتون سی اوٹہا لیا جاتا ہی عذاب مجہسی کہا مین نی کیونکر ہی یہہ کہا پیدا ہوا
بیچ اوس رات کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس آئی ایک لونڈی میری پس بشارت دی مجکو ساتہہ
پیدا ہونی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پس خوش ہوا مین اوسکی پیدا ہونی سی اور آزاد کیا مین
اوس لونڈی کو خوشی سی پس ثواب دیا مجکو اللہ تعالی نی اس طور پر کہ اوٹہایا جاتا ہی مجہ
سی عذاب ہر رات دوشنبہ کی اس سبب سی قال الشیخ الامام جلال الدین بن عبد الرحمن
بن عبد الملك المعروف بالمخلص الکتانی مولد رسول الله صلی الله علیه وسلم

مبجل مكرم قدس يوم ولادته وشرف عظيم وكان وجوده بعده سبب
النجاة لمن اتبعه وتقليل حظه من جهنم ممن اعد له الفرح بولادته صلى الله عليه
وسلم وتمت بركاته على من اهتدى به فشابه هذا اليوم يوم الجمعة من حيث
ان يوم الجمعة لا تسعر فيه جهنم هكذا ورد عنه صلى الله عليه وسلم فمن المناسب
اظهار السرور وانفاق الميسور واجابة من دعاه رب الوليمة للحضور

کہا شیخ امام جلال الدین بن عبد الرحمن بن عبد الملک المشہور بہ قسطلانی نے کہ مولد
شریف بیشک بزرگ اور مکرم ہی پاک ہی روز ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور ہی ایجاد آنکا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبب نجات کا اوس شخص کے
کہ اتباع کری اونکا اور کمی گناہوں کی اوس شخص سی کہ مہیا کیا اوسنی اسطی واسطے
خوشی ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تمام ہوویگی برکتین اسدن کی اوس
شخص پر کہ ہدایت ہی ہوگا ساتھہ اوسدن کی اس لیے کہ مشابہ ہی یہہ دن جمعہ کی دن
کی اس بات مین کہ بھڑکائی نہین جاتی دوزخ کی آگ اسیطرح وارد ہوا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سی پس مناسب ہی اظہار سرور اور خرچ کرنا جس قدر کہ میسر ہو اور اجابت
کرنا اوس شخص کا کہ بلائی اوسکو ولیمہ کرنیوالا واسطے حاضر ہونیکی قال العلامة ظهير الدين
بن جعفر هي بدعة حسنة اذا قصد فاعلها جمع الصالحين والصلوة على النبي
صلى الله عليه وسلم واطعام الطعام الفقراء والمساكين وهذا القدر يثاب
عليه بهذا الشرط في كل وقت واما جمع الدمائم وعمل السماع والرقص
ومثل ذلك فلا ينبغي بل يقارب ان يذم کہا علامہ ظہیر الدین بن جعفر نی کہ مولد
شریف بدعت حسنہ ہی اگر مقصود اسکی بانی کا جمع کرنا ہو صالحین کا اور درود بھیجنا اوپر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کھانا کھلانا فقرا او مساکین کا اور اسقدر پر ثواب ملیگا ساتھہ اسی
شرط کی ہر وقت مین لیکن جمع کرنا فاسقوں کا اور راگ اور ناچ کرنا اور مانند اسکی پس نہین ہی
بلکہ قریب ہی کہ برا ہوگا قال الشيخ نصير الدين ليس هذا من السنن ولكن اذا
انفق في هذا اليوم واظهر السرور فرحا بدخول النبي صلى الله عليه وسلم

فی الوجد واتخذ السماع الخالی من المردان والشهوة من المنکرات بانشاد
ما یشوق الی الآخرة ویزهد فی الدنیا فهذا اجتماع حسن یثاب قاصد
ذلک وفاعله [illegible] الا ان سؤال الناس ما فی ایدیهم بذلک فقط بدون
ضرورة وحاجة سؤال مکروه واجتماع الصلحاء فقط لیاکلوا ذلک الطعام
ویذکرون الله تعالی ویصلون علی رسول الله صلی الله علیه وسلم یضاعف
القربات والمثوبات کہا شیخ نصیر الدین نی کہ محفل مولود شریف مستحسن ہی
لیکن نیت صحیح کیا جاوی اس مین اور ظاہر کی جاوی خوشی بسبب ولادت نبی صلی
الله علیه وسلم کی اور اختیار کیا جاوی سماع خالی امردون اور شہوت سی کہ باتین ہی فسقیات
سی اور اختیار کیا جاوی ایسا شعر پڑہنا کہ شوق آخرت کا دلاوی اور بیرغبتی دنیا کی پس یہ
اجتماع نیک ہی کہ ثواب دیا جاویگا قصد کرنیوالا اور فاعل اسکا اوپر اوس کی مگر یہ کہ سوال
کرنا آدمیون کا جو چیز کہ اونکی ہاتہہ مین ہی صدقہ سی بنا بر اس اجتماع کی فقط بغیر
ضرورہ کی اور حاجت کی سوال مکروہ ہی اور جمع ہونا صرف نیک لوگونکا واسطی کہانی
کی اور ذکر کرنا خدا تعالی کا اور درود بہیجنا اوپر رسول صلی الله علیه وسلم کی دو چند کرتا ہی عبادت
اور ثواب کو قال الامام الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی
شامة فی کتابه الباعث علی انکار البدع والحوادث فالبدعة الحسنة
متفق علی جواز فعلها والاستحباب لها ورجاء الثواب لمن حسنت نیته
فیها وهی کل مبتدع موافق لقواعد الشریعة غیر مخالف لشیء منها ولا یلزم من
فعله محذور شرعی وذلک نحو بناء المنابر والمدارس وخانات السبیل
وغیر ذلک من انواع البر التی لم تعهد فی الصدر الاول فانه موافق لما جاءت
به الشریعة من اصطناع المعروف والمعاونة علی البر والتقوی ومن
احسن ما ابتدع فی زماننا هذا من هذا القبیل ما کان یفعل بمدینة اربل کل
عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی الله علیه وسلم من الصدقات
والمعروف واظهار الزینة والسرور فان ذلک مع ما فیه من الاحسان

الی

إلى الفقراء يُشعر بمحبة النبي صلى الله عليه وسلم وتعظيمه وجلالته في قلب فاعله وشكر الله تعالى على ما من به من إيجاد رسوله الذي أرسله رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم وكان أول من فعل ذلك بالموصل الشيخ عمر بن الملا أحد الصالحين المشهورين وبه اقتدى في ذلك صاحب إربل وغيرهم كما حافظ ابو شامه وستاد امام نووي نے اپنی کتاب مسمى بالباعث على انكار البدع والحوادث میں کہ بدعت حسنه کی جانب اور استحباب پر اتفاق ہی اور بدعت حسنه وہ امر نوہی کہ موافق قواعد شرعیہ کی ہو اور مخالف کسی امر کی اور لازم نہ آئی اوسکی کرنے میں کوئی ممنوع شرعی مانند بنانی منبروں کے اور مدرسوں کے اور سرائی کی اور سوا اونکی اقسام نیکی سی کہ نتہی زمانہ صحابہ میں اسواسطی کہ یہہ موافق ہی اصول شریعت کی اور بہترین بدعات سی کہ جو زمانی ہماری میں ہین قبیل خیرات سی وہ بدعت ہی کہ کیا جاتا ہی بیچ شہر اربل کے ہر سال بروز ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقات ور کام اچھی اور اظہار زینت اور خوشی اور اس فعل مین قطع نظر نفع پہونچانی فقرا کی اشعار ہی محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی و تعظیم اور جلال اونکی کا فاعل کی دلمین اور اسمین شکر گزاری ہی حق تعالی کی کہ پیدا کیا اوسنی اپنی رسول کو رحمۃ للعالمین اور پہلی شخص کہ کیا اوسنی اس محفل کو شہر موصل مین شیخ عمر بن ملا ہی کہ منجملہ صالحین مشہورین کی ہی اور اس فعل مین اقتدا کی اوسکی صاحب اربل وغیرہم نے قال الشيخ الإمام العلامة صدر الدين بن عمر الشافعي هذه البدعة لا بأس بها ولا يكره البدع إذا راغمت السنة وأما إذا لم تراغمها فلا يكره ويثاب الإنسان بحسب قصده في إظهار السرور والفرح بمولد النبي صلى الله عليه وسلم کہا شیخ امام علامہ صدر الدین بن عمر شافعی نی کہ محفل کرنا مولد شریف کی بدعت ہی کچھ مضائقہ نہین کرنا اوسکا اور مکروہ نہین ہوتی بدعت جبتک کہ مزاحمت نکریں سنت

یعنی اوسکی کرنیگا کوئی فعل مستحب ترک ہوجاویگا اور اگر مزاحمت کرے سنت کو پس وہ بدعت مکروہ
ہیں ہی اور ثواب دیا جاویگا آدمی بسبب قصد کرنے اوسکے صحیح اظہا
ر کرنیکے خوشی کے بوجہ میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قال الحافظ
ابن حجر اصل عمل المولد بدعة ولكنها مع ذلك قد اشتملت على محاسن و
ضدها فمن تحرى في عملها المحاسن وتجنب ضدها كان بدعة حسنة ومن لا
فلا وقال وقد ظهر لي تخريجها على اصل ثابت وهو ما ثبت في الصحيحين من ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشورا
فسألهم فقالوا هذا يوم اغرق الله فيه فرعون ونجى موسى فنحن نصومه شكرا
لله تعالى فقال انا احق بموسى منكم فصامه وامر بصيامه فيستفاد منه فعل ذلك
شكرا لله تعالى على ما من به في يوم معين من اسداء نعمة او دفع نقمة ويعاد ذلك
في نظير ذلك اليوم من كل سنة والشكر لله تعالى يحصل بانواع العبادات والسجود
والصدقة والتلاوة واي نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبي الكريم نبي
الرحمة في ذلك اليوم وعلى هذا فينبغي ان يتحرى اليوم بعينه حتى يطابق قصة
موسى عليه السلام في يوم عاشورا ومن لم يلاحظ ذلك لا يبالي بعمل المولد في
اي يوم من الشهر بل توسع قوم فنقلوه الى يوم من السنة کہا حافظ ابن حجر
مکی نے کہ اصل محفل مولود بدعت ہے یعنی زمانہ صحابہ میں نہ تہی مگر یہہ کہ محفل مشتمل ہے اوپر
امور نیک اور بد کے پس جب محفل میں امور نیک ہوں اور امور بد نہوں پس یہہ بدعت
نیک ہے ورنہ نہیں نیک ہے اور کہا ابن حجر نے ظاہر ہوئی اوپر تعیین کرنے محفل میلاد شریف کی
ایک دلیل شرعی وہ یہہ ہے کہ صحیح بخاری ومسلم میں حدیث صحیح منقول ہے کہ رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے مدینہ میں اور پایا یہود کو روزہ رکہتے ہوے روز عاشورا کو اور وقت
استفسار کے کہا یہودیوں نے کہ روز عاشورا اللہ تعالی نے غرق کیا تہا فرعون کو اور نجات
دی تہی حضرت موسی کو پس ہم واسطے شکر اللہ تعالی کے یہہ روزہ عاشورا رکہتے ہیں
پس فرمایا آپ نے میں حق ہوں ساتہہ حضرت موسی کے بہ نسبت تم لوگوں سے پس خود آپ نے

روزہ عاشورا رکھا اور لوگون کو حکم کیا کہ روزہ رکھین پس اس سے سمجھا گیا کہ فعل ہوا واسطے
ادای شکر حق تعالی کی کہ اس دن ہمین اللہ تعالی نی نعمت عظیم یعنی رسول کریم کو
پیدا کیا ہر سال اس دن مین محفل کی جاتی ہے اور شکر اللہ تعالی کا حاصل ہوتا ہے ساتھ انواع
عبادات اور سجدہ اور قیام کرنے اور ادای صدقہ و تلاوت سے اور کون بزرگ تر
ہے اس نعمت سے یعنی پیدا کرنا اس نبی الرحمۃ سے اسدن مین پس چاہیے واسطے فوت
کہ وہ نشان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کی جاوے تا کہ مطابق ہو قصہ
موسی علیہ السلام عاشورے کی دن مین اور جو شخص لحاظ مطابقت عاشورا کی نہین
رکھتا تمام ماہ ربیع الاول بلکہ تمام سال جب چاہتا ہے محفل کرتا ہے قال محمد بن علی
الدمشقی صاحب سبل الهدى والرشاد قال شيخنا في فتاواه عندي اصل عمل المولد
الذي هو اجتماع الناس وقراءة ما تيسر من القرآن ورواية الاخبار الواردة في
مبدء امر النبي صلى الله عليه وسلم وما وقع في مولده من الآيات ثم يمد لهم سماطا ياكلونه
وينصرفون من غير زيادة على ذلك من البدع الحسنة التي يثاب عليها صاحبها
لما فيه من تعظيم قدر النبي صلى الله عليه وسلم واظهار الفرح والاستبشار
بمولده الشريف وقال وقد ظهر لي تخريجه على اصل آخر غير الذي ذكره الحافظ
وهو ما رواه البيهقي عن انس رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم عق عن نفسه بعد
النبوة مع انه قد ورد ان جده عبد المطلب عق عنه في سابع ولادته والعقيقة
لا تعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على ان هذا فعله صلى الله عليه وسلم اظهارا للشكر
على ايجاد الله تعالى اياه رحمة للعالمين وتشريعا لامته صلى الله عليه وسلم
كما كان يصلي على نفسه لذلك فيستحب لنا اظهار الشكر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام
وغير ذلك من وجوه القربات والمثوبات کہا محمد بن علی دمشقی مصنف کتاب
سبل الہدی والرشاد نے کہ کہا ہمارے استاد نے اپنی فتاوی مین کہ میرے نزدیک
اصل محفل مولد شریف کی کہ وہ عبادت ہے جمع ہونے مسلمین اور پڑھنے قرآن شریف
سے جو ہو سکے اور روایت کرنے احادیث وارده سے بیچ ابتدا امر نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی اور وہ واقعات جو واقع ہوئی ہین آپ کی پیدائش مین پہر بچھانا دستر خوان کا
اور کہانا کہلانا اور متفرق ہونا بعد اسکی بغیر زیادتی کی بدعتون حسنہ سی ہی کہ اوسکی
کرنیوالی کو ثواب ملتا ہی کیونکہ اوسمین تعظیم ہی مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
اظہار خوشی و بشارت ہی مولد شریف ہونی کی اور جو کچھ ظاہر ہوئی ہی ایک سند
سوا اوسکی کہ شیخ ابن حجر نی لکھی ہی وہ حدیث انس رضی اللہ عنہ ہی کہ بیہقی نی
روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی عقیقہ اپنا کیا بعد نبوت کی
باوجودیکہ عبد المطلب آپ کی جد نی ساتوین دن عقیقہ آپکا کیا تہا اور عقیقہ کا اعادہ دوسری مرتبہ نہین
ہوتا ہی پس محمول کرتی ہین ہم اوسکو اوپر اس امر کی کہ یہہ فعل آپکا واسطی اظہار شکر کی تہا
کہ اللہ تعالی نی اونہین رحمت عالمیان پیدا کیا ہی اور بلحاظ اسکی کہ امت کی واسطی قانون
مستحکم ہوجاوی جسطرح کہ آپ اپنی اوپر درود پڑہتی تہی پس مستحب ہی ہماری واسطی ظاہر کرنا
شکر ولادت محمدی کا ساتھہ اجتماع مسلمین کی اور کہانا کہلانا اور سوای اسکی انواع عبادات
و ثواب سی قَالَ فِی شَرحِ سُنَنِ ابنِ مَاجۃ الصَّوَابُ اَنَّہٗ مِنَ البِدَعِ الحَسَنَۃِ المَندُوبَۃِ
اِذَا خَلِیَ عَنِ المُنکَرَاتِ شَرعًا کہا ہی شرح سنن ابن ماجہ کی کہ صواب یہہ ہی کہ محفل مولد شریف
بدعات حسنہ مستحبہ سی ہی جسوقت کہ خالی ہو منکرات شرعیہ سی اور رسالہ اثبات المولد للنبی
الامجد لمولانا احمد بن محمد القشاشی مدنی مین بعبارت عربی تیرہ ورق مین باسناد عبارات سبل الہدی
والرشاد کی مروی ہی نقل اوسکی بلحاظ تطویل نہین کی ہی جو شخص زیادہ تفصیل و تحقیق چاہی
فلینظر الیہا اور حضرت مولانا میرک جمال الدین میرزا حسن علی قدس سرہ العزیز نی رسالہ مولد شریفہ
مین لکہا ہی محفل مولد شریف برای جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کہ عبارتست از ذکر
اخبار معتبرہ ولادت و ارہاصات و نشر فضائل و معجزات آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم و بیان
اخلاق و ترغیب در اتباع سنت و ازالہ بدعت و تاکید در اطاعت و محبت و تکثیر صلوات و
تسلیمات بشرطی کہ خالی باشد از بدعات سیئہ و منکرات شرعیہ و مستقبحات معروفہ مانند
غنا و مزامیر و حضور نسوان مشتہیات و امارد و نقل روایات دروغ و مبالغات نامشروع
و اسبیار مولد خوانی وجز آن البتہ مستحسن نیست بلکہ مستحب و موجب ثواب دلائل اجمال

مولد شریف موصوف با رعایت شروط مذکوره در رسائل اثبات مولد از اکابر محدثین و علما از سلف
و خلف انتظام وارند و شیخ جلال الدین سیوطی از شرح نسائی و شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح
اربعین امام نووی حکم باستحسان آن فرموده اند و امام نووی هم بهمین مطلب میل فرموده اند
و قصیده مشتمل بر نعت آنحضرت صلی الله علیه وسلم حسان برای دفع هجو و ذم مشرکین از آنحضرت صلی
الله علیه وسلم در صحیحین مسطور است و بهمین جهت فرمودند اَللّٰهُمَّ اَیِّدْ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ
کذا فی الصحیحین یعنی بار خدایا تائید ده حسان را بجبرئیل و در حدیث آمده است که فرموده آنحضرت
صلی الله علیه وسلم حضرت بلال را که ترک مکن روزه دوشنبه زیرا که من زائیده شده ام روز دوشنبه
و این حدیث اصل است در جواز تعیین روز مولد و نیز در حدیث وارد است عن ابن مسعود رض
مَا رَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ اخرجه محمد فی الموطا و اختیار عمل مولد شریف
از مدت پانصد سال که زائد از علمای محدثین و فقهای عظام و صوفیان کرام و مشایخ اهل
سنت و جماعت و متبعان سنت در مسلمین ترویج یافته و سلاطین عادل بتائید ایشان کمر همت
بستند و ترویج آن منظور داشتند و صرف اموال بسیار بران نموده اند تا حال این عمل در دیار
عرب از حرمین شریفین و یمن و عراق و هند از اکابر علما و مشایخ کبرا و ارباب ورع و تقوی بلا خلاف
و دلائل مسطوره در کتب و رسائل جاریست انتهی و فاضل عبد الله ابن شمس الدین الانصاری در
منهاج الفاضلین و مصباح المسلمین گفت که قال ابو ابراهیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی
ذکر النبی ان یخشع و یخضع و یتوقر و یسکن من حرکته و یاخذ فی هیبته و اجلاله کما کان یاخذ لو کان
بین یدیه و یتادب بما ادبنا الله تعالی فی حیوته و کانت هذه سنة الخلفاء الراشدین و الصحابه
و التابعین و سیرة سلفنا الصالحین و ائمتنا الماضیین رض و قال القاضی ابو الفضل العیاض و فی فصل الشفا
صحابه رض چون یاد پیغمبر صلعم میکردند خاشع و خاضع می بودند و پوست بر تن ایشان می لرزید و
گریه میکردند و اکثر تابعین از راه محبت و اشتیاق بحضرت پیغمبر چنین می بودند و بعضی دیگر از
هیبت و عظمت همچنین میشدند و تعظیم و توقیر حضرت رسالت پناه هم چنانچه در حالت
حیات لازم و واجب بود لازم و واجب است در حالت وفات و الصلوة فیه چون یاد حضرت صلعم
کنند یا حدیث او خوانند یا اسم مبارک او شنوند باید که تعظیم بجا آرند و خود را خاشع و خاضع

دارند وهیبت بر خود فرو گیرند گویا در حضور آنحضرت اند وفی الشفاء اعلم ان حرمة النبی بعد موته
وتوقیره وتعظیمه لازم کما کان فی حال حیوته وذلک عند ذکره وذکر حدیثه وسنته وسماع
اسمه وسیرته ومعاملة آله وعترته وتعظیم اهل بیته وصحابته رض اور استفتاهای
دستخطی علمای دهلی ورامپور وغیره مشتمل مستحب ہونی محافل میلاد شریف کی بہت ہین
اونمین سی بعض کی نقل کیجاتی تاسب لوگون پر اتفاق جم غفیر علمای متقدمین اور
متاخرین ہر دیار کا اسپر کھلجاوی فقط **فتوی سیف مسلول** مصنفہ
علمای دین ومفتیان شرع متین درحق شخصیکه میگوید بودن محفل مولود شریف بتعیین
یوم گناه کبیره است **جواب** بودن محفل مولود شریف بتعیین یوم است که منقولست
در مواهب لدنیه نوشته گفت ابن جزری که هرگاه ابولهب کافر که در ذم آن قرآن نازل
شده بسبب خوشی کردنش شب مولد نبی صلی الله علیه وسلم در عذاب تخفیف یافت
پس چه باشد حال مسلم موحد از امت آنحضرت صلی الله علیه وسلم که خوشی کند بمولد او وخرچ
کند در محبت او آنچه بهم رسد قسم بجان خودم که نخواهد بود جزای او از خدای کریم مگر اینکه
داخل خواهد فرمود او را از فضل عمیم بجنات النعیم واهل اسلام همیشه محفل میکنند در شهر مولد
وولیمه ها میسازند ودر شبهای اول تصدق میکنند بانواع صدقات واظهار سرور میکنند
ودر نیکیها زیادت میسازند وبخواندن مولد کریم اهتمام مینمایند واز برکاتش هرگونه
فضل عظیم بر اوشان ظاهر میشود ومجرب کرده شده از خواص که امانست در آن سال ونوید
است بتعجیل حصول مطالب الله تعالی رحمت کند بر کسیکه شبهای مولد مبارک را اعیاد
سازد تا که صعب سخت رسد بر کسیکه در دل او انکار باشد تا اینجا از مواهب لدنیه ترجمه نموده شده
ومحمد بن علی دمشقی در سبل الهدی والرشاد از حافظ ابوالخیر سخاوی نقل کرده که عمل
مولد شریف بعد قرون ثلثه پیدا گردیده از آن بعد اهل اسلام در سایر اطراف وشهرها
کلان همیشه در شهر مولد مجالس میکنند طعام وصدقات واظهار سرور وزیادت در نیکیها
واهتمام بخواندن مولد کریم کرده می آیند واز برکات او بر ایشان فضل عظیم ظاهر میشود وابن
ابن جوزی نقل نموده که امانست در آن سال ونوید است بتعجیل حصول مراد وآرزو

ابن کثیر نقل نموده که صاحب اربل در ربیع الاول محفل مولد بکمال تکلف می نمود و ابن دحیه برای
او مولد تصنیف کرده و علمای بران عمل تعریف کرده اند که از انشان حافظ ابو شامه
استاد نووی است ابن جوزی گفت نیست دران مگر رغم شیطان و مضبوطی ایمان علامه
ابن ظفر نقل کرده که محبان نبی صلی الله علیه وسلم در خوشی مولد ولیمه ها ساخته اند در قاهره
از اوشان است ابن فضل و استاد او استاد ابو عبد الله النعمان و قبل او جمال الدین عجمی
و یوسف بن علی الشامی و منصور بشار و ابو موسی الزهونی و صاحب سبل الهدی و ابن شامه
در واقعات این اکابر و خوش گردیدن نبی صلی الله علیه وسلم و تاکید بران در منامات بیان
نموده گفته که امام بطاح در فتوی نوشته که درین شب جمع کردن مردمان و خورانیدن
آنچه جائز است خوردن آن و شنوانیدن آنچه جائز است شنودن آن و دادن بخوانندها
در خوشی مولد نبی صلی الله علیه وسلم اینهمه جائز است و بکنندگان آن ثواب بر قصد نیک
و قطعی نیست بفقرا اگر در فقرا ثواب زیاده است امام مخلص کتانی گفت که سبب نجات
و کمی عذاب است امام علامه ظهیر الدین گفت که بدعت حسنه است خالی از رقص و غیره
نمائم شیخ نصیر الدین گفت احسن است باعث ثواب خالی از ممنوعات امام ابو شامه
گفت که جواز بدعت حسنه و استحباب بدان و امید ثواب بحسن نیت متفق علیه است و
از احسن بدعات آنچه در روز موافق یوم مولد میکنند از صدقات و اظهار زینت
و سرور که با احسان فقرا اشعار است محبت نبوی صلی الله علیه وسلم و تعظیم و اجلال
وی در دل فاعل و شکر خدا و اول در موصل شیخ عمر این عمل نمود و اقتدا کرد باو صاحب
اربل و غیره امام صدر الدین گفت که بقصد اظهار سرور مولد نبی صلی الله علیه وسلم
ثواب داده میشود حافظ ابن حجر عسقلانی گفت که بدعت حسنه است و اصل آن از
حدیث بخاری و مسلم ثابت که یهود در مدینه روز دهم محرم روزه داشتند آنحضرت
استفسار فرمود گفتند که درین روز الله تعالی فرعون را غرق نمود و موسی را نجات
داد آنحضرت فرمودند که من بموسی احق ام از شما پس آنروز روزه داشتند و حکم روزه
آن روز فرمودند بنا برین سزاوار است که روز معین مولد قصد کرده شود و از حافظ

ابن جزری حافظ دمشقی استشهاد بقصه تخفیف عذاب ابی لهب شب ولادت نقل نمود و گفت
که شیخ جلال الدین سیوطی در فتاوی گفته که بدعت حسنه است باعث ثواب و اصلی دیگر
سوای آنچه حافظ ابن حجر بیان کرد برین ظاهر شده و آن عقیقه فرمودن آنحضرت است
از نفس خود بعد نبوت و در شرح سنن ابن ماجه گفت که بدعت حسنه مندوب است اگر خالی
از منکرات شرعیه باشد و چند اشعار ذکر کرده یکی از ان اینست   یا مولدا فاق الموالد کلها
خیر فاهیا و سید الاسیاد و ذکر کرده کلام شیخ جلال الدین سیوطی بر فاکهانی و در آنست که
احداث کرد او را ملک عالم و قصد کرد با و تقرب بخدا و حاضر شد نزد او جماعه که از ان علما
و صلحا اند بی نکیر از ایشان و پسند کرد ان را ابن دحیه این گروه علمای متدین آن را پسند
کردند و برقرار داشتند و انکار نمودند اینست که مختصر از سبل الهدی و ارشاد الفقها
نموده شده و همه آنچه دران مذکور است قطره ایست از بحر نسبت با آنچه دیگر اکابر ذکر نموده
اند فاما قدری که ذکر کردیم کافیست برای اثبات اینکه جمع کثیر و جم غفیر از ائمه دین و اهل
حل و عقد امور مسلمین اتفاق دارند بر استحباب و ندب این فعل و اصرار بر عمل آن پس قول
باطل که قائل گناه کبیره است محض از جهالت و بطالت و شذوذ از سواد اعظم و مخالفت
جماعت است عالمی را از عوام و خواص امت محمدیه بسبب استحسان و استحباب آن
کافر و فاسق گردانید نیست اگر بهره از علم دین میداشت لابد او را از کدام عدل و نصفه
بر میداشت و همت بتحقیق هدایت از تمام وسائط تا منتهی بر میگماشت حالا اگر
حدیثی از صحاح و غیره اگر داشته باشد پیش نماید که دران مرتکب گناه کبیره بودن برپا
مستحسن آن باشد و نیست بفضل الله تعالی و اگر دعوی داشته باشد پیش آرد همین سید ان
همین گوی بر سر شاخ نشسته بن ابرید کار عقل نیست فقط

محمد بهادر شاه بادشاه غازی
ابو ظفر سراج الدین

نقل مهر جناب مولانا مفتی محمد صدر الدین خان صاحب
صدر الصدور شاهجهان آباد

نقل مهر جناب مولانا سید محمد صاحب
مدرس مدرسه عربی دهلی

ابن کثیر نقل نموده که صاحب اربل در ربیع الاول محفل مولد بکمال تکلف می نمود و ابن دحیه برای
او مولد تصنیف کرده و علما بران عمل تعریف کرده اند که از انشان حافظ ابوشامه
استاد نووی است ابن جوزی گفت نیست دران مگر رغم شیطان و مضبوطی ایمان علامه
ابن حجر مکی گفت محبان نبی صلی الله علیه وسلم در خوشی مولد ولیمه ها ساخته اند در قاهره
از انشان است ابن فضل و استاد استاد ما ابوعبدالله النعمان و قبل ازین جمال الدین عجمی
و یوسف بن علی الشامی و منصور بشار و ابوموسی الزهونی و صاحب سبل الهدی گفت احوال
و واقعات این اکابر و خوش گردیدن نبی صلی الله علیه وسلم و تاکید بران در منامات بیان
نموده گفت که امام بطاح در فتوی نوشته که درین شب جمع کردن مردمان و خورانیدن
آنچه جائز است خوردن آن و شنوانیدن آنچه جائز است شنودن آن و دادن بخوانندہ
در خوشی مولد نبی صلی الله علیه وسلم اینهمه جائز است و کنندهٔ آن ثواب برقصد نیک
و خاص نیت الفقرا اگر در فقرا ثواب زیاده است امام مخلص کتابی گفت که سبب نجات
و کمی عذاب است امام علامه ظهیر الدین گفت که بدعت حسنه است خالی از رقص وغیره
ذمائم شیخ نصیر الدین گفت احسن است باعث ثواب خالی از ممنوعات امام ابوشامه
گفت که جواز بدعت حسنه و استحباب بیان و امید ثواب بتحسین نیت متفق علیه است و
از احسن بدعات آنچه در روز موافق یوم مولد میکنند از صدقات و اظهار زینت
و سرور که با احسان فقرا اشعار است بمحبت نبوی صلی الله علیه وسلم و تعظیم و اجلال
وی در دل فاعل و شکر خدا و اول در موصل شیخ عمر این عمل نمود و اقتدا کرد باو صاحب
اربل وغیره امام صدر الدین گفت که بقصد اظهار سرور بمولد نبی صلی الله علیه وسلم
ثواب داده میشود حافظ ابن حجر عسقلانی گفت که بدعت حسنه است و اصل آن از
حدیث بخاری و مسلم ثابت که یهود در مدینه روز دهم محرم روزه داشتند آنحضرت
استفسار فرمود گفتند که درین روز الله تعالی فرعون را غرق نمود و موسی را نجات
داد آنحضرت فرمودند که من بموسی احق ام از شما پس آن روز روزه داشتند و حکم روزه
آن روز فرمودند بنا برین سزاوار است که روز معین مولد خصوص کرده شود و از حافظ

ابن جوزی حافظ دمشقی استشهاد بقصه تخفیف عذاب ابی لهب شب دوشنبه نقل نمود و گفت
که شیخ جلال الدین سیوطی در فتاوی گفته که بدعت حسنه است باعث ثواب و اصلی دیگر
سوای آنچه حافظ ابن حجر بیان کرد برین جا بر شد و آن عقیقه فرمودن آنحضرت است از
نفس خود بعد نبوت و در شرح سنن ابن ماجه گفت که بدعت حسنه مندوبه است اگر خالی
از منکرات شرعیه باشد و چند اشعار ذکر کرده یکی ازان اینست یا مولدا فاق الشهور بکلها
شهر فاه ربنا بسید الاسیاد و ذکر کرد کلام شیخ جلال الدین سیوطی بر فاکهانی در آنکه
احداث کرد اورا ملک عالم و قصد کرد باو تقرب بخدا و حاضر شد نزد او جماعه که ازان علما
و صلحا اند بی تکبیر از ایشان و پسند کرد آنرا ابن دحیه این گروه علمای متدین آن را پسند
کردند و بر قرار داشتند و انکار نمودند اینست که مختصر از سبل الهدی و ارشاد الثقات
نموده شد و همه آنچه دران مذکور است قطره ایست از بحر نسبت بآنچه دیگر اکابر ذکر نموده
اند فاما قدری که ذکر کردیم کافیست برای اثبات اینکه جمع کثیر و جم غفیر از ائمه دین و اهل
حل و عقد امور مسلمین اتفاق دارند بر استحباب و ندب این فعل و اصرار بر عمل آن پس قول
باطل که قائل گناه کبیره است محض از جهالت و بطالت و شذوذ از سواد اعظم و مخالفت
جماعت است عالمی را از عوام و خواص امت محمدیه بسبب استحسان و استحباب آن
کافر و فاسق گردانیده است اگر بهره از علم دین میداشت لابد اورا از کدام جدل [?] نقد
بر میداشت و همت بر تحقیق عبارات از تمام وسائط تا منتهی بر میگماشت حالا اینکه
حدیثی از صحاح و غیره اگر داشته باشد پیش نماید که دران مرتکب گناه کبیره بودن برای
مستحسن آن باشد و نیست بفضل الله تعالی و اگر دعوی داشته باشد پیش آرد همین میدان
همین گوی بر سر شاخ نشسته بن [?] اربدین [?] کار عقل نیست فقط

محمد بهادر شاه بادشاه غازی
ابو ظفر سراج الدین سنه [illegible]

نقل مهر جناب مولانا مفتی محمد صدر الدین خان صاحب
صدر الصدور شاهجهان آباد

[illegible]

نقل مهر جناب مولانا سید محمد صاحب
مدرس مدرسه عربی دهلی

فقط
[illegible]

وارد ہین اسکی کا ہی اور بسبب محبت کی صرف مال کرکی طعام یا شیرینی یا خوشبو وغیرہ کا ثواب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچانا بلا ریب و بلا شک درست ہی اور جو شخص کہ حسب
مقدور اپنی کی ثواب پہونچاویگا اللہ تعالی اوسکو دس حصہ سی زیادہ عنایت فرماویگا
بموجب آیہ قرآن مجید اور فرقان حمید کی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جو
کوئی لاویگا بھلائی پس واسطی اوسکی ہی دس برابر اوسکی اور ایسا ہی اللہ صاحب نے بیچ دوسری
آیت کی فرمایا مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ
سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ مثل ان لوگون کی کہ خرچ کرتی ہین مال اپنا بیچ راہ اللہ کی جیسی مثال ایک دانہ
کی ہی کہ اوگاوی سات بالین بیچ ہر بالی کی سو دانہ اور اللہ دونا کرتا ہی واسطی جسکی
چاہتا ہی اور اللہ کشایش والا جاننی والا ہی اور مثل اسکی بہت جگہ آیا ہی اور بیچ حدیث
صحیح مین آیا ہی کہ بچاؤ اپنی کو آگ سی اگرچہ ہو چھوہارا ہی بکر لقولہ علیہ السلام اتَّقُوا النَّارَ
وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اور مثل اسکی بیچ صحاح احادیث کی آیا ہی بسبب طول کی ترک کیا چنانچہ شیخ
عبد الحق نی فرمایا ہی جو شخص عمل کری اور بحسب طاقت اپنی کی خرچ کری بلاشبہ بہت
مستحسن اور موجب ثواب دارین اور دلیل اوپر فرط محبت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور
ہمیشہ سی اہل اسلام محفلین کرتی رہتی آئی ہین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتی ہین اور بحسب
طاقت اپنی کی صرف مال کا کرکی ثواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتی ہین اور فرمایا
جو اس محفل کو کریگا رہیگا وہ اون سالون مین امان کی اور حاصل ہووین گی مطلب
اوسکی سب مرادین اور جو کوئی اس محفل کی کرنیکی منع کریگا اوسکی قلب مین علت یعنی اوسکی
دلمین بیماری اور دشمنی ہی اور بہت فوائد اوسکی کتاب ما ثبت بالسنۃ مین شیخ نی بسند
ابن جوزی اور امیر ابن الحاج کی مرقوم فرمایا ہی ترجمہ عبارت اوسکا یہی کہا ابن جوزی
نی بیچ وقت کہ تھا ابولہب کافر کہ نازل ہوا قرآن شریف بیچ مذمت اوسکی کی نجات
پائی اوسنی بسبب خوشی کرنی شب ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کیا حال ہی اوس
مسلمان کا امت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ خوشی کری ساتھ مولد انکی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اتنا قسم ہی مجکو نہو گی جزا اوسکی اللہ کریم سی یہہ ہی کہ داخل کریگی اسکو
ساتہہ فضل عام اپنی کی بہشت مین اور ہمیشہ سی اہل اسلام تہی کہ محفلین کرتی تہی بیچ مہینی
ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور عمل کرتی تہی وہ لوگ طعام عمدہ ان کی اور تقسیم
کرتی تہی بیچ اون راتون کی کہ پیدا ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتہہ طرح طرح
صدقون کی اور ظاہر کرتی تہی خوشیونکو اور زیادہ کرتی تہی بیچ نیک کامون کی اور بیچ اون
کی اور خوشی آتا ہی سی پڑہتی تہی احوال مولد شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ظاہر کرتی تہی
اوپر اون لوگون کی اوس مکانکو ساتہہ تمام فضل عام کی اور اوس چیز سی کہ جاری ہوئے
خاصون اوس محفل کی سی کہ تحقیق وہ محفل پناہ ہی بیچ تمام سال کی اور خوشی کرنی ہی
ساتہہ جلدی پہونچنی صاحب مراد کی اوپر مراد کی پس رحمت کری اللہ تعالی اوس شخص کو
کہ کیا اوسنی راتون مہینی ولادت مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیدنا ہووی
سخت تر علت بیچ اوسکی کہ مرض اور دشمنی ہی اور بہر آئینہ تحقیق در از کیا ابن الحاج نی
بیچ مدخل کی انکار اوس چیز کی سی کہ نکالین اوسکو آدمی بدعت سی اور خواہشون کی
طبیعت سی اور غنا سی ساتہہ آلات محرمہ کی نزدیک عمل مولد شریف کی پس اللہ تعالی
ثابت رکہی اوسکو اوپر ارادہ اوسکی کی الیا ارادہ کہ بزرگ ہی اور چلاوی ہمکو اوپر
سنت کاملین تحقیق اللہ تعالی کفایت کرتا ہی اور بہتر ہی وکیل واللہ اعلم کتبہ
احمد حسین کفر اللہ سیئاتہ

سوال عمل مولد شریف
در ماہ ربیع الاول چنانکہ شایع است در دیار عرب وعجم از اعمال حسنہ است یا نہ
جواب عمل مولد شریف در ماہ مولد حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم
واجتماع مومنین صالحین درین امر مسعود کہ خالی باشد از منہیات ومکروہات ومنکرات
وزیادات ورسوم وعادات غیر شرعیہ مثل غنا وسرود با آلات مطربہ وحضور مفتنہ زنان وطلب
فساق واہل بدع واہوا وصرف مال حرام از رشوت وغصب وربا وقصد ثنا و
ستائش از خلق خدا وناموری در اہل دنیا وذکر حکایات رکیکہ وقصہ ہای بی اصل
ودر طلب منافع وافزونی بدین تقریب خوشنما وطرد ومنع سائلان ومعدم

انتبا بحال فقرا و مبارات و تواضع با امرا و تطویل مجالس با انتظار اغنیا و مردم و دعوت
از مشایخ و اهل دنیا و بیان ولادت و نشر مناقب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم موافق
احادیث و آثار صحیحه دران محفل قدسی مشاکل و اظهار سرور و ادای شکر حق سبحانه
برین نعمت مشترک و خواندن درود و تسبیح و تهلیل و تلاوت قرآن و آیات متضمن تفصیل
ذکر سید انام علیه الصلوة والسلام و عد محاسن و تعظیم امر و تنویه قدر حضرت صلی الله
علیه وسلم و اطعام صلحا و فقرا و مساکین و ایثار صدقات و خیرات دران روز سعادت
افروز از بهترین اعمال حسنه است و متوارث است از علمای اعلام و قضاة و مفتیان
اهل اسلام و مشایخ کرام و کبرای اعیان اکابر و اتقیای امت جم غفیر را از اعاظم علمای حرمین
عرب و عجم بر حسن این عمل کرم و معمول اکابر محدثین و فقهای اقطار عالم شکی
نیست که این عمل محمود موجب مزید ثواب و برکات و نزول رحمت و تقویت قلوب و انشراح
صدور و قرة عیون اهل اسلام و ارغام شیاطین و خذلان اهل ضلال و طغیان است خصوصا
درین زمانه درین ملک که بی ادبان و جاهلان از عوام بتقویت و استظهار علمای [illegible]
حال نوبت زبان درازی باقصی غایت رسانیده اند هر چند عمل مولد شریف بدین
هیئت و صورت که الحال متعارف که جمهور علمای شریعت آنرا مستحسن داشته اند در قرون
ثلاثه منقول از سلف صالح نیست اما اصل آن که ذکر مناقب و محامد و فضائل حضرت
مقدس نبوی و استبشار بذکر ولادت حضرت افضل الاولین والآخرین و اتباع
صالحین است در قرون ثلثه مشهود لها بالخیر یافته شده چنانکه مذکور میشود و بدعت است
که اصل یا نظیر آن در شرع یافته نشود و حال این عمل محمود چنین نیست زیرا که مجرد تلاوت
قرآن و خواندن درود و بیان مناقب و محامد و حال ولادت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم و اطعام فقرا و مساکین و ایثار خیرات و صدقات مستغنی است
از بیان بودن اصل از برای این امور در شرع اما خصوصیت اعمال آن در ماه
مولد پیغمبر صلی الله علیه وسلم و استبشار بذکر ولادت او درین روز پس فقد استخرج
له الاثبات الحافظ ابو الفضل ابن حجر اصلا من السنة حیث قال وقد ظهر لی

لي تخريجها على اصل ثابت وهو ما ثبت في الصحيحين من ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء
فسألهم فقالوا هذا يوم اغرق الله فيه فرعون ونجا موسى فنحن نصومه
شكرا لله تعالى فقال انا احق بموسى منكم فصامه وامر بصيامه فيستفاد
منه فعل الشكر لله تعالى على ما من به في يوم معين من اسداء نعمة
او دفع نقمة ويعاد ذلك على نظير ذلك اليوم من كل سنة والشكر لله
تعالى يحصل بانواع العبادات والسجود والصيام والصدقة والتلاوة واي
نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبي الكريم نبي الرحمة في ذلك اليوم
وعلى هذا فينبغي ان يتحرى اليوم بعينه حتى يطابق قصة موسى في يوم
عاشوراء انتهى وقال شيخنا شيخ الاسلام بقية المجتهدين الاعلام
جلال الدين ابو الفضل عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي رحمه الله وقد ظهر لي
تخريجه على اصل آخر غير الذي ذكره الحافظ وهو ما رواه البيهقي عن انس
ان النبي صلى الله عليه وسلم عق عن نفسه بعد النبوة مع انه ورد ان
جده عبد المطلب عق عنه في سابع ولادته والعقيقة لا تعاد مرة ثانية
فيحمل ذلك على ان هذا فعله صلى الله عليه وسلم اظهارا للشكر على ايجاد
الله تعالى اياه رحمة للعالمين وتشريعا لامته صلى الله عليه وسلم كما كان
يصلي على نفسه لذلك فيستحب لنا ايضا اظهار الشكر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام
ونحو ذلك من وجوه القربات والمسرات انتهى وصرح بمثل ذلك في شرح
سنن ابن ماجه وقال الشيخ الامام جلال الدين عبد الرحمن بن عبد الله
مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم مبجل مكرم قدس يوم ولادته وشرف
وعظم وكان وجوده صلى الله عليه وسلم سبب النجاة لمن اتبعه وتقليل حظ جهنم لمن اعد لها لفرحه
بولادته صلى الله عليه وسلم تمت بركاته على من اهتدى به فشابه هذا اليوم
يوم الجمعة من حيث ان يوم الجمعة لا تسعر فيه جهنم هكذا ورد عنه صلى

الله علیه وسلم فمن المناسب اظهار السرور وانفاق المیسور واجابة من دعاه
رب الولیمة للحضور انتهی و علمای اعلام شکر الله سعیهم از برای خصوصیت روز مولد شریف
تعظیم و اظهار سرور و ادای شکر و کثرت خیرات و صدقات دیگر اصول هم از شریعت حقه
استخراج کرده اند که روی مسلم عن قتادة الانصاری رضی الله عنه انه صلی الله علیه وسلم
سئل عن صیام یوم الاثنین قال ذلک یوم ولدت فیه وانزلت علی فیه النبوة
پس روزه داشتن درین روز نیست مگر از برای ادای شکر حق سبحانه وتعالی برین نعمت جلیله
که منور فرموده گیتی را یعنی این عالم را از انوار جمال باکمال رحمة للعالمین پس تحسین این اعمال
زاکیات مثل تلاوت قرآن و اکثار صلوة در بیان مولد کریم و نشر مناقب و محامد جمیله
حضرت مقدس نبوی و خیرات و صدقات و اظهار مسرات نیست مگر بجهت ادای شکر
حق سبحانه تعالی برین نعمت عظمی و عطیه کبری وسئل الامام ابو عبد الله بن الحاج
فی کتاب المدخل مع انکاره علی ما احدثه الناس من البدع والحوادث والغناء
بالآلات المحرمة عن عمل المولد الشریف قال فی فضیلة شهر مولد نبینا صلی
الله علیه وسلم هذا الشهر فضله الله تعالی وفضلنا فیه بهذا النبی الکریم
الذی من الله علینا فیه بسید الاولین والآخرین وکان یجب ان نزداد فیه
من العبادة والخیر شکرا لله سبحانه علی ما اولانا فیه من هذه النعم العظیمة
وان کان النبی صلی الله علیه وسلم لم یزد فیه علی غیره من الشهور شیئا من
العبادات وما ذاک الا لرحمته صلی الله علیه وسلم لامته ورفقه بهم لانه
علیه الصلوة والسلام کان یترک العمل خشیة ان یفرض علی امته رحمة
منه بهم لکن اشار علیه الصلوة والسلام الی فضیلة هذا الشهر العظیم
بقوله للسائل الذی سأل عن صوم یوم الاثنین ذاک یوم ولدت فیه
فتشریف هذا الیوم متضمن لتشریف هذا الشهر الذی ولد فیه فینبغی
ان نحترمه حق الاحترام ونفضله بما فضل الله به الاشهر الفاضلة فضیلة
الازمنة والامکنة بما خصها الله به من العبادات التی تفعل فیها لما قد

ان الامكنة والازمنة لا تتشرف لذاتها وانما يحصل لها التشريف بما
خصت به من المعاني فانظر الى ما خص الله به هذا الشهر الشريف و
يوم الاثنين الا ترى ان صوم هذا اليوم فيه فضل عظيم لانه صلى الله
عليه وسلم ولد فيه فعلى هذا ينبغي انه اذا دخل هذا الشهر الكريم ان يكرم
ويعظم ويحترم بالاحترام اللائق به اتباعا له صلى الله عليه وسلم في كونه كان
يخص الاوقات الفاضلة بزيادة فعل البر فيها وكثرة الخيرات انتهى الحاصل
حضرت ما را از زمان و مکان شرف حاصل نیست بلکہ زمان و مکان را از آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم شرفی است قال الشيخ احمد بن الخطيب القسطلاني في المواهب اللدنية
واذا كان يوم الجمعة التي خلق فيها آدم عليه السلام خص بساعة لا يصادفها
عبد مسلم يسأل الله فيها خيرا الا اعطاه اياه فما بالك بالساعة التي ولد
فيها سيد المرسلين ولم يجعل الله في يوم الاثنين يوم مولده من
التكليف بالعبادات ما جعل في يوم الجمعة المخلوق فيه آدم من الجمعة
والخطبة وغير ذلك اكراما لنبيه صلى الله عليه وسلم بالتخفيف عن امته
بسبب عناية وجوده قال الله تعالى وما ارسلناك الا رحمة للعالمين
ومن جملة ذلك عدم التكليف عن قتادة الانصاري رض ان صلى الله
عليه وسلم سئل عن صيام يوم الاثنين قال ذلك يوم ولدت فيه
وانزلت على فيه النبوة رواه مسلم وفي المسند عن ابن عباس رض
قال ولد صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين واستنبئ يوم الاثنين وخرج
مهاجرا من مكة الى المدينة ودخل المدينة يوم الاثنين ورفع الحجر
يوم الاثنين انتهى كذا فتح مكة ونزول سورة المائدة يوم الاثنين
حالا آن روایات کہ در استحسان این عمل محمود در کتب معتمدہ مرقوم است نوشتہ شود
قال القسطلاني في المواهب اللدنية ناقلا عن ابن الجزري والشيخ عبد الحق
المحدث الدهلوي في ما ثبت بالسنة في ذكر رضاعه صلى الله عليه وسلم

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته فضل عميم انتهى وقال الامام الحافظ ابو الخير ابن الجزري ومن خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرءً اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه مرض وعناد انتهى وقال في موضع اخر لم يكن في ذلك الا ارغام الشيطان وادخال السرور على اهل الايمان انتهى وقال الحافظ ابو شامة شيخ النووي في كتابه الباعث على انكار البدع والحوادث مثل هذا الحسن يندب اليه ويشكر فاعله ويثنى عليه انتهى وقال الشيخ الامام العالم العلامة نصير الدين المبارك في فتوى يخطه ذلك جائز ويثاب فاعله اذا احسن القصد انتهى وقال الامام العلامة ظهير الدين هذا احسن اذا قصد فاعله جمع الصالحين والصلوة على النبي الامين واطعام الطعام للفقراء والمساكين وهذا القدر يثاب عليه بهذا الشرط في وقت انتهى وقال الشيخ نصير الدين هذا اجتماع حسن يثاب قاصده وفاعله عليه واجتماع الصلحاء لياكلون الطعام ويذكرون الله تعالى ويصلون على رسول الله صلى الله عليه وسلم يضاعف القربات والمثوبات انتهى وقال الامام الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعيل ومن احسن ما ابتدع في زماننا هذا ما كان يفعل كل عام في اليوم الموافق ليوم مولد النبي صلى الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان الى الفقراء مشعر لمحبة النبي صلى الله عليه وسلم وتعظيمه وجلالته في قلب فاعله وشكر الله تعالى على ما من به من ايجاد رسوله الذي ارسله رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم وعلى جميع الانبياء والمرسلين انتهى وهكذا قال الشيخ الامام العلامة صدر الدين موهوب بن عمر الجزري رحمه الله وهذه كلها منقولة من السيرة الشامية پس قول تاج الدين فاكہانی مالکی که این عمل بدعت مذمومہ است مقابل جمہور کثیر از ائمہ دین وعلمای محققین از فقہا ومحدثین که باستحسان ان رفتہ اند معقول

نیست بوده و سیوطی و کثیر من العلماء الاعلام بما یشفی قلوب المؤمنین پس تنها از انکار
فاکهانی و تفرد او دران این عمل کریم را مختلف فیه گفتن غلطی فاحش است و صحبت
و بس عجب از آن گروه صافی عقیدت که عمل مولد شریف را از بدعات سیئه گویند
و بجز آنکه این عمل بدین صفت و خصوصیت آن در ماه مولد حضرت سرور انبیاء
و جان صلی الله علیه وسلم منقول از قرون ثلثه نیست دلیلی دیگر نزد خود ندارند بمشتی که
کدام روایت شاذ و از کتب غیر مشهوره فقه حنفیه هم بحرمت یا کراهت آن تشبث
نمی کنند و نمی‌دانند که برین تقدیر لازم می‌آید که جمله مستحبات علمای متاخرین که
کتب فقه مذاهب اربعه خصوصاً فقه حنفی مملو از آنست و هزار جا مرقوم است استحسنه
المتاخرون جمله در بدعات داخل شود و علمای متاخرین از فقها باجمعهم از اهل
بدع و ضلال بشمار در آیند چه اثر مستحسنات ایشان اثری در قرون ثلثه نبوده و ما هو
الا تقاعد الایمان عن الشرعیات اعاذنا الله من هذه العقیدة الفاسدة مخفی نیست که
دران ذکر جمیل ولادت حضرت خاتم النبیین صلی الله علیه وسلم بلا انضمام منکرات
و مکروهات شرعیه باشد آن را مجمع آثام و بدعات فهمیدن و اجتماع سامعین را
دین سابق و حال را از مذاهب اربعه شرقاً و غرباً در عرب و عجم بضلالت و بطلان
قرار دادن و حرمین شریفین زادهما الله شرفاً را دار البدع انگاشتن و اتباع سنت
منحصر در افراد معدوده بلاد مشترکه هندوستان انگاشتن چه خوش اعتقادی و حسن ظن
نسبت بعلمای اسلام و بلاد اسلام است حرره العبد المسکین محمد صدر الدین ختم الله بالحسنی
و ذلک فی ربیع الآخر سنه ۱۲ هجری [محمد کریم الله]

[مخصوص من بین] چو دلائل استحسان و استحباب محفل مولد شریف

مختصر بیان کیے گئے اب دلائل استحسان ہر دو قسم یعنی کھڑا ہونا وقت ذکر ولادت
شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکور ہوتے ہیں کہ ان لوگوں کے سوا
بے ادبی و گستاخی چھوڑ کر اب سمجھو کیونکہ بے ادب محفل خاص سے نکالا

دیا جاتا ہی مَن ترک الآداب یُرجع عن الباب اور جو چند استفتای دستخطی علمای مکہ
معظمہ و علمای شاہجہان آباد وغیرہ جاوی دلائل کثیرہ تھی اور آیات اور احادیث
و اقوال علمای کبار متقدمین کی اونمین تمام مندرج ہین اونہین استفتوں کی نقل بقدر
کفایت کیجاتی ہی اور علیحدہ ذکر کرنا نام کتب معتبرہ کا حاجت نہ سمجھی تا کہ تکرار لازم آئی

انتخاب فتوی علمای خیر البلاد مکہ معظمہ

ما قول العلماء المحققين في القيام المعمول بين العلماء والصلحاء في العرب والعجم عند ذكر ولادة
سيد المرسلين صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم في قرءة المولد المبارك هل هو واجب او مستحب
او مباح او غير ذلك بينوا توجروا بالدلائل فانا كافة فاثنوا عليه توجروا والاجر كثيرا الجواب
القيام عند ذكر ولادة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم في قراءة المولد الشريف
تعظيما له صلى الله عليه وسلم امر لا شك في استحبابه واستحسانه وندبه يحصل
لفاعله من الثواب الحظ الاوفر والخير الاكبر لانه تعظيم اي تعظيم النبي الكريم
ذي الخلق العظيم الذي اخرجنا الله به من ظلمات الكفر الى نور الايمان وخلصنا
الله به من نار الجهل الى جنات المعارف والايقان فتعظيمه صلى الله عليه وسلم
فيه مسارعة الى رضاء رب العالمين واظهار لاقوى شعائر الدين ومن يعظم
شعائر الله فانها من تقوى القلوب ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه
وقال العلامة ابن حجر في الجوهر المنظم تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم بجميع
انواع التعظيم التي ليس فيها مشاركة الله في الالوهية امر مستحسن عند من
نور الله ابصارهم وقد ثبت في السنة طلب القيام لغيره صلى الله عليه وسلم
فلان يطالب له من باب اولى روى البخاري ومسلم عن ابي سعيد الخدري
ان ناسا نزلوا على حكم سعد بن معاذ رضي الله عنه فارسل اليه فجاء على حمار
فلما بلغ قريبا من المسجد قال النبي صلى الله عليه وسلم قوموا الى خيركم او سيدكم
قال النووي قال العلماء والخطابي ان قيام المرؤس للرئيس الفاضل والوالي
العادل وقيام المتعلم للعالم مستحب عند كثيرة عملا بهذا الحديث وغيره

البخاري ومسلم ايضا من حديث كعب بن مالك الطويل المشهور في قصة
توبته فذكره الى ان قال وانطلقت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى دخلت
المسجد فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس حوله الناس فقام الى طلحة
بن عبيد الله يهرول حتى صافحني وهنأني والله ما قام الى رجل من المهاجرين
ولا غيره ولا انساها لطلحة وروى الترمذي وابوداود والنسائي عن عائشة
رضي الله عنها قالت ما رأيت احدا اشبه سمتا وهديا برسول الله صلى الله
عليه وسلم من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم رضي الله عنها
قامت قام اليها واجلسها في مجلسه وكان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل
اليها في مجلسها قامت له وقبلته واجلسته في مجلسها وروى ابوداود عن
ابي هريرة رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يحدثنا فاذا قام
قمنا قياما حتى نراه دخل بعض بيوت ازواجه وعن حماد بن زيد قال كنا
عند ايوب فجاء يونس فقال حماد قوموا الى سيدكم او قال سيدنا قال
النووي حاصله انه ثبت من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم بنفسه
المكرمة وبامره بذلك الانصار وتقريره من فعل ذلك بحضوته وثبت
ايضا بفعل جماعة من السلف وبعضه ذلك ما ورد في تنزيل الناس منازلهم
واكرامهم على حسب مراتبهم وما جاء في احترام فضلاء المسلمين
وتوقيروا اولي العلم والسن والدين والترحيب بطلبة العلم والتجمل لاولي
الفضل والفهم بتعظيم حرمات المؤمنين ومسارعتنا الى رب العالمين قال
الله تعالى ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه وقال تعالى ومن يعظم
شعائر الله فانها من تقوى القلوب قال النووي كان يحيى القطان يصلي العصر
ثم يستند الى اصل منارة مسجده فيقف بين يديه علي بن المديني واحمد بن
حنبل ويحيى بن معين وغيرهم يسألونه عن الحديث وهم قيام على ارجلهم
الى ان يصلي صلوة المغرب لا يقول لاحد منهم اجلس ولا يجلسون هيبة

واعظاما له قال واما الاحاديث الدالة على النهي عن القيام لحديث من احب
او من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوأ مقعده من النار فمحمولة على الزجر الاكيد و
الوعيد الشديد لمن يحب قيام الناس له على سبيل التكبر والنخوة فاذا احب ان يقام
له فقد ارتكب التحريم سواء قيم له او لم يقم فمدار التحريم على المحبة ولا تاثير لقيام
القائمين في ذلك بحال واما ما رواه الترمذي عن انس رضي الله عنه قال لم يكن
شخص احب اليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم فكانوا اذا راوه لم يقوموا لما
يعلمون من كراهته لذلك فقال النووي في الجواب عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان بينه وبين اصحابه رضي الله عنهم من الانس والود والصفا ما لا يحتمل زيادة
الاكرام بالقيام فلم يكن في القيام مقصود ثم انشد النووي رحمه الله تعالى لبعضهم شعر
قيامي والعزيز اليك حق وترك الحق ما لا يستقيم فهل احد له عقل ولب ومعرفة
يراك فلا يقوم انتهى فاستفيد من مجموع ما ذكرنا استحباب القيام له صلى الله عليه
وسلم عند ذكر ولادته لما في ذلك من كمال التعظيم له صلى الله عليه وسلم لا يقال القيام
عند ذكر ولادته بدعة لانا نقول ليس كل بدعة مذمومة كما اجاب بذلك امام
المحقق الولي ابو زرعة العراقي حين سئل عن فعل المولد امستحب او مكروه وهل ورد
فيه شيء او مكروه وهل فعله من يقتدى به فاجاب بقوله الوليمة واطعام
الطعام مستحب كل وقت فكيف اذا انضم الى ذلك السرور بظهور سيدنا النبي
في هذا الشهر الشريف ولا نعلم ذلك عن السلف ولا يلزم من كونه بدعة كونه مكروها
فكم من بدعة مستحبة بل واجبة اذا لم ينضم لذلك مفسدة والله الموفق انتهى
نقل عن العلامة ابن حجر في مولده الكبير فقال نظير ذلك في القيام عند ذكر
ولادته صلى الله عليه وسلم وايضا قد اجمعت الامة المحمدية من اهل السنة و
الجماعة على استحسان القيام المذكور وقد قال صلى الله عليه وسلم لا تجتمع امتي
على ضلالة قال العلامة المدابغي جرت عادة القوم لقيام الناس اذا انتهى المداح الى
ذكر مولده صلى الله عليه وسلم وهي بدعة مستحبة لما فيه من اظهار الفرح

المسرور والمعظم قال الامام العالم العلامة ابوزكريا يحيى الصرصري الحنبلي نفعنا الله به
قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب على فضة من خط احسن من كتب
وان ينهض الاشراف عند سماعه قياما صفوفا او جثيا على الركب اما الله تعظيما
له اسمه كتب على عرشه رتبة سمت الرتب وفي هذا القدر كفاية لمن وفقه الله تعالى
وصلى الله تعالى على سيدنا محمد واله واصحابه وسلم تسليما كثيرا قاله الفقير الى احسان
ربه في الدنيا والاخرة عثمان حسن الدمياطي الشافعي خادم الطلبة المقيم بالمسجد الحرام
حالا وبالجامع الازهر سابقا غفر الله له جميعا ذنوبه وستر في الدارين جميع عيوبه واحبابه
اجمعين استحسنه كثيرون والله سبحانه اعلم كتبه المحتاج الى ... محمد المرادي الحنفي
مفتي المكة المكرمة مصليا مسلما الحمد لله عز شانه رب زدني علما القيام عند ذكر
ولادة سيد الاولين والاخرين صلى الله عليه وسلم استحسنه كثير من العلماء
والله اعلم كتبه حسين بن ابراهيم مفتي المالكية بمكة المحمية مصليا مسلما
الحمد لله وحده اللهم هداية للصواب نعم القيام عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم
استحسنه العلماء وهو حسن لما يجب علينا تعظيمه صلى الله عليه وسلم والله اعلم وكتبه
الفقير لربه محمد عمر بن ابي بكر الرئيس مفتي الشافعية بمكة المكرمة تاب الله عليه
الحمد لله رب العالمين اللهم هداية للحق والصواب نعم يجب القيام
عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم لما استحسنه العلماء الاعلام وقادة الدين والاسلام
فذكروا عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم يحضر روحانيته صلى الله عليه
وسلم فعند ذلك يجب التعظيم والقيام والله سبحانه وتعالى اعلم كتبه الفقير الى ...
محمد بن يحيى مفتي الحنابلة في المكة المشرفة الحمد لله وكفى وسلام
على عباده الذين اصطفى اما القيام اذا جاء ذكر ولادته عند قراءة المولد الشريف
توارثه الائمة الاعلام واقره الائمة الحكام من غير نكير منكر ولا رد راد ولهذا
كان مستحسنا ومن يستحق التعظيم غيره ويكفي اثر عبد الله بن مسعود رضي الله عنه
ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن والله ولي الهداية الهادي الى سواء

المطوف حرره خادم الشريعة والمنهاج عبد الله بن المرحوم عبد الرحمن سراج الحنفي والمفتي بمسجد الحرام

خادم الشريعة والمنهاج عبد الله بن شيخ عبد الرحمن سراج

ترجمہ فتوی علمای مکہ

کیا فرماتی ہین علما محققین قیام معمول علما و صالحین عرب و عجم بیچ وقت ذکر ولادت باسعادت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درمیان پڑہنی مولد شریف کی آیا واجب ہی یا سنت
یا مباح یا سوا ہی اسکی بیان کرو تم جواب شافی کافی ساتہہ دلیلون کی اور بہر کرو اللہ تم کو
اجر باقی گی اجر کثیرا **جواب** کہڑا ہونا وقت ذکر سید البشر حضرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہنگام پڑہنی مولد شریف کی واسطی تعظیم حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی البتہ امر ہی کہ کچہ شک نہین ہی اوسکی مستحسن اور مستحب اور مندوب ہونی مین اور ملیگا
اوسکی کرنیوالی کو ثواب سی حصہ بہت اور بہت بڑی کیونکہ یہہ بڑی تعظیم ہی نبی کریم
صاحب خلق عظیم کی الہی نبی کی کہ نکالا ہمکو اللہ تعالی نی سبب اونکی تاریکیون کفر سی
طرف روشنیون ایمان کی اور بچایا ہمکو بدولت اونکی آگ جہالت سی اور پہونچایا
طرف جنات معرفتون اور یقین کی پس تعظیم مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہی
رب العالمین کی اور ظاہر کرنا ہی واسطی تقوی تر شعارون کی اور جو شخص تعظیم کریگا شعائر اللہ کی
پس تحقیق وہ ہی دلونکی پرہیزگاری سی اور جو تعظیم کریگا حرمات اللہ تعالی کو پس وہ بہتر
ہی اوسکی واسطی اوسکی نزدیک پروردگار کی اور کہا ہی علامہ ابن حجر نی بیچ کتاب
در منظم کی تعظیم کرنا نبی صلی اللہ علیہ کی ساتہہ جمیع انواع تعظیم کی کہ شارکت ساتہہ اللہ
تعالی کی عبودیت مین نرکہتی ہو امر ثابت ہی نزدیک اوسکی کہ بینائی دی ہو اللہ اوسکو
حق تعالی نی انکشافات [illegible] مین کہ کہڑا ہونا واسطی [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
پس تعظیم کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولی ہی روایت کی بخاری نی اور مسلم نی ابی سعید
خدری رضی اللہ عنہ سی کہ ایک جماعت آدمیون کی آئی اوپر حکومت ابن معاذ
رضی اللہ عنہ کی پس بہیجا گیا طرف اوسکی اور آیا سوار اوپر گدہی کی پس جب نزدیک ہوا
مسجد نبوی کی پہونچا فرمایا پیغمبر صاحب نی کہڑی ہو جاؤ تم واسطی تعظیم بہتر اپنی

سردار اپنی کی کہا امام نووی نی کہ کہا بغوی نی و خطابی نی تحقیق کھڑا ہونا رعایا اور
ارباب کا واسطی سردار فاضل اور حاکم عادل کی اور کھڑا ہونا شاگرد کا واسطی
استاد عالم کی مستحب ہی نہ مکروہ دلیل اس حدیث کی اور روایت کی بخاری
و مسلم نی حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سی قصہ توبہ مین کہ حدیث بڑی ہی یہانتک
کہ کہا کعب رض نی گیا مین طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آیا مسجد مین اور
پیغمبر صاحب بیٹھی تھی گرد اونکی آدمی تھی پس کھڑا ہوا واسطی میری طلحہ بن عبید اللہ
دوڑتا ہوا آ کر مبارکباد دیتا تہا مجھکو اور قسم ہی خدا کی وہ نہین کھڑا ہوا تہا واسطی
تعظیم اور تخصیص کی مہاجرین و انصار وغیرہ سی اور نہین بھولتا ہون یہہ امر طلحہ کا
اور روایت کی ہی ترمذی اور ابو داود اور نسائی نی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سی کہ نہین دیکہا مین نی کسی کو مشابہ تر ساتھ روش نیکی و ہدایت رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کی فاطمہ بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہا عائشہ نی کھڑی ہوتین
فاطمہ کھڑی ہوگئی پیغمبر صاحب واسطی اونکی اور پکڑ لیا اونکو اپنی بیٹھنی کی جگہہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی اور تھی پیغمبر صاحب کہ جسوقت آتی تھی جناب سیدۃ النساء کی
پاس کھڑی ہو جاتی تہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی واسطی اور بوسہ دیتے
بدن مبارک کو اور بیٹھالیتی اونکو اپنی بیٹھنی کی جگہہ اور روایت کی ابو داود نی
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی کہا تھی پیغمبر صاحب کہ حدیث فرماتی تھی ہم لوگون مین
جسوقت آپ کھڑی ہو جاتی تھی ہم سب کھڑی ہو جاتی تھی یہان تک کہ پیغمبر
صاحب زنانہ مکان مین داخل ہو جاتی تھی اور روایت ہی حماد بن زید سی
کہا تھی ہم نزدیک ایوب کی پس آئی یونس پس کہا حماد نی کھڑی ہو جاو تم واسطی
اپنی سردار کی یا کہا واسطی ہماری سردار کی کہا امام نووی نی حاصل اوسکا یہہ ہی
کہ ثابت ہوا ہی کھڑا ہونا خود پیغمبر صاحب کا اونکی ذات سی اور خود آپ نی حکم
فرمایا ہی انصار کو واسطی کھڑی ہونی کی اور ہوئی تقریر قیام کی اور بعد اونکی
ثابت ہوا ہی کھڑا ہونا فعل ایک جماعت کا سلف سی اور ثبوت دیا ہی اوسکو وہ

سردار ہوا ہی آدمیون کی اوتارنی مین موافق اونکی مراتب کی اور تعظیم کرنی مین مافوق
مرتبون انکی اور وہ کہ آیا ہی بزرگ مسلمانون کی تعظیم اور اصحاب علم اور عمر رسیدہ
اور دیندار لوگون کی توقیر اور طالب علمون کی مرحبا کہنی اور صاحبان فضل و فہم کی
بزرگ رکہنی مین واسطی تعظیم حرمت مومنین کی اور خوشنودی پروردگار عالمین کی
فرمایا ہی اللہ تعالی نی جو شخص حرمت کریگا حرمتون خدا کی پس بہتر ہی اوسکی
واسطی نزدیک اللہ تعالی کی اور دوسری آیت مین فرمایا ہی جو تعظیم ہمون مقرر
کیے ہوی اللہ تعالی کی کری پس یہہ امر دلیل ہی اوپر پرہیزگاری دلون کی کہا
نووی نی کہ یحیی قطان کہ بعد نماز عصر کی کہڑا ہوتا تہا نزدیک منارہ مسجد کی اور روبرو
اوسکی کہڑی ہوتی تہی علی بن مدینی اور امام احمد حنبل اور یحیی بن معین وغیرہم پوچہتی
تہی اوس سی حدیث اور یہہ سب کہڑی رہتی تہی نماز مغرب تک نہ وہ کسی سی [illegible]
کو کہتی تہی نہ وہ لوگ ایسی بیٹہتی تہی بسبب اوسکی ہیبت اور تعظیم کی اور کہا نووی
نی جو احادیث کہ دلالت کرتی ہین اوپر منع قیام کی مانند اس حدیث کی کہ جو شخص
محبوب جانیگا یا خوش ہوگا اس بات سی کہ کہڑی ہو جاوین واسطی اوسکی آدمی پس وہ
اختیار کری اپنا رہنا آگ مین اس قسم کی حدیثین محمول ہین اوپر زجر اور وعید شدید کی
اوسکی واسطی کہ دوست رکہتا ہو وہ کہڑا ہونا آدمیون کا برسبیل غرور و تکبر پس جسکی وہ
اس امر کو دوست رکہیگا مرتکب حرام کا ہوگا خواہ کوئی کہڑا ہو واسطی اوسکی یا نہین
پس مدار حکم قیام کا اوپر دوست رکہنی قیام کی ہی اور کچہہ علاقہ نہین ہی کہڑی ہونی
قائم کو اور نہ اوسکی نہی ہی اسطرح اور جو حدیث کہ روایت کی ہی ترمذی نی انس
رضی اللہ تعالی عنہ سی کہ نہین تہا کوئی شخص نزدیک صحابہ کی محبوب تر پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سی اور صحابہ جسوقت پیغمبر صاحب کو دیکہتی تہی کہڑی نہین ہوتی تہی
کیونکہ جانتی تہی کہ اس امر سی پیغمبر صاحب برا مانتی تہی پس کہا امام نووی نی
اوسکی جواب مین کہ پیغمبر صاحب اور صحابہ کی درمیان انس و محبت و صفائی ایسی
تہی کہ کہڑی ہونی سی زیادت تکریم نہین احتمال رکہتی تہی پس قیام مین کچہہ مقصود

تہا بعد اوسکی امام نووی نے یہہ اشعار پڑہی کہ بعض عرب کی ہین اور مضمون انکا یہہ
ہی فقیر ہی خدا کی کتاب اور بزرگی کی کہ سیدہا کہڑا ہونا واسطی تعظیم بہتر کی لائق ہی اور
ترک لائق کا غیر مستقیم ہی یعنی درست نہین پس ہی کوئی شخص کہ جسکو عقل و خرد
نہم ہی کہ دیکہی تجکو اور نہ کہڑا ہو پس اس تمام سی کہ مذکور ہوا ثابت ہی کہ استحباب
قیام کا وقت ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیونکہ اسمین کمال
تعظیم پیغمبر صاحب کی ہی اگر کوئی اعتراض کری کہ کہڑا ہونا وقت ذکر ولادت شریف
کی بدعت ہی یعنی زمانہ صحابہ مین نتہا ہم جواب دینگی کہ ہر بدعت بری نہین ہی جیساکہ
جواب دیا امام محقق ولی ابو ذرعہ عراقی نے جسوقت کہ استفسار کیا لوگون نے اونسی
قیام مولد شریف سی کہ مستحب ہی یا مکروہ اور کوئی خبر اسمین آئی ہی اور کسی مقتدا
نے اسکو کیا ہی جواب دیا اس طرحسی کہ ولیمہ اور کہلانا کہانیکا ہر وقت مین مستحب
اور بہتر ہی ہی اور جسوقت خوشی ظہور محبت کی مقصود ہوگی اس ماہ مبارک مین تو بدرجہ
اولی بہتر ہی اور ہمکو معلوم نہین ہی کہ سلف نے کیا ہی یا نہین اور بدعت ہونی سی
مکروہ ہونا لازم نہین آتا ہی اسواسطی کہ بہت بدعتین مستحب ہین بلکہ واجب اگر کوئی
منفصل اور نقل کیا ہی علامہ بن حجر ہیتمی نے کتاب مولد کبیر مین مثل اسکی کہڑی ہونی
کی بیان مین وقت ذکر ولادت شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اجماع کیا ہی امت
محمدیہ اہلسنت وجماعت نے بہتر جاننی قیام پر اور فرمایا ہی پیغمبر صاحب نے کہ میری امت
اوپر گمراہی کی اجتماع نہین کرتی ہی اور کہا علامہ مدابغی نے جاری ہی تعامل اوپر
قیام آدمیون کی جسوقت پڑہتی والا مولد شریف کا پہونچتا ہی مقام ولادت پر اور یہہ
بدعت مستحب ہی کیونکہ اسمین اظہار خوشی و تعظیم کا ہی اور کہا ہی علامہ ابو زکریا
یحیی صرصری حنبلی نے کہڑی ہوجاتی ہین اشراف یعنی علما اور سادات و بزرگ
وقت سماعت کی صف باندہ کر لکہا اوسکو عثمان حسن دمیاطی شافعی مدرس مسجد حرام
نے مستحسن جانا ہی بہت لوگون نے لکہا عبد اللہ بن محمد میرغنی حنفی مفتی مکہ
معظمہ نے تعریف ثابت ہی واسطی اللہ کی کہ تنہی ہی شان اوسکی ای پروردگار

مین زیادہ کرتا ہے ظلم سرا کہڑا ہونا وقت ذکر ولادت پیغمبر صاحب کی نیک جانا ہی اسکو علمانے اور یہہ نیک ہی
کیونکہ واجب ہی ہماری اوپر تعظیم پیغمبر صاحب کے لکہا محمد بن عمر بن ابی بکر نی کہ رئیس مفتی شافعیہ
کا مکہ مین تہا تعریف ثابت ہی واسطی پروردگار عالمونکی ہی خیر دکہا تو ہماری نبی نی آخر
صلوٰۃ کی واجب ہی قیام وقت ذکر ولادت شریف پیغمبر صاحب کی کیونکہ نیک جانا ہی علمای اسلام دین
دین و اسلام نی اور ذکر کیا ہی کہ وقت ذکر ولادت شریف کی روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضر ہوتی ہی
پس اس حالت مین واجب ہی تعظیم اور قیام لکہا محمد بن یحیی حنبلی مفتی مکہ نی تعریف ثابت ہی واسطی اللہ کی
اور کافی ہی اور سلام ہو اوپر اسکی بندون کی جنکو پسند کیا کہڑا ہونا جسوقت آوی ذکر ولادت شریف بیچ پڑہنی
مولد شریف کی تواتر سی ہی اماموں علماء سلف کی اماموں اور حکاموں نی اسکو جائز رکہا ہی بغیر انکار
کسی منکر کی اور بلا رد کرنی کسی رد کرنیوالی کی اور اسیواسطی مستحسن ہوا اور کون
شخص مستحق ہوگا تعظیم کو سوای آنحضرت کی اور کفایت کرتی ہی حدیث عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات مین کہ فرمایا جس بات کو مسلمان یعنی علما نیک اور مستحسن
جانین وہ نزدیک اللہ تعالی کی نیک ہی لکہا قاضی عبداللہ بن عبدالرحمن سراج
المفسر والمحدث نی خانہ کعبہ مین

استفتای دیگر

سوال

کیا فرماتی ہین علمای دین و مفتیان شرع متین کی بیچ اس صورت کی کہ اندیار
مین رواج ہی کہ وقت ذکر تولد شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضرین مجلس مقدس
بلحاظ تعظیم نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اتباعا للعلمای حرمین الشریفین کہڑی ہو جاتی
ہین اور بعض اسکی مخالفت کرتی ہین اس صورت مین جیسا کہ ارشاد ہو بیان فرماؤ تاکہ
اجر دیوی تمکو اللہ تعالی **الجواب** کہڑا ہونا محفل مولد شریف مین بسبب تعظیم و تکریم نبی
کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی درست ہی بہتر اور مستحسن کہا ہی تمام علما حرمین شریفین اور
اکثر صاحب روایت اور اکثر علمای ہند نی اس کہڑی ہونیکی سند بیچ کتاب عقد الجوہر فی
مولد النبی الازہر کی جسکی مصنف سید محمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی مرقوم ہی وقد استحسن
القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذوو روایۃ و رویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ
صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ وہکذا ذکرہ بالتصریح مولانا محمد سلامت اللہ

صاحب کانپوری نی جواب ہذہ المسئلہ وکذا مولانا رفیع الدین مرادابادی اور بہت سے ہدایت
مین لکہا ہی کہ اعمال امصار کا نزدیک امام اعظم اور امام ابی یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ
سے تمام فقہا کی معتبر ہی جب تک کوئی مانع نپایا جاوی وقال نص علیہ فہو محمود
حق ما ذکر الناس لا فادہ کہ ہدایہ بعینہ اور یہی بیچ حدیث شریف کی آیا ہی جسکو
اللہ او بعضا تمام مسلمان نیک جانتی ہین وسکو اللہ عز وجل بہی نیک جانتا ہی
ہدایہ اور درمختار اور حمانیہ وغیرہ مین بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ منقول ہی ما راٰہ
المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن واللہ اعلم بالصواب الامر المذکور حسن

ہذا صحیح — الجواب من اجاب — حررہ الطلبہ محمود علی — الامر المذکور

احمد حسین — محمد رضا علی خان — سید محمود — غلام حسین

محمد عبد الواحد — محمد لطف علیخان — سید یعقوب علی رضوی — محمد علی در شہر

جلال الدین محمد کمال — طالب المولی ندکر — عمدۃ العلما شیخ مفتی محمد شرف الدین — ہذہ المسطور مجلیہ

الصدق ومن انکرہ فعلیہ یخاف الکفر — المفتی سید احمد علی عفی عنہ

اقول وباللہ التوفیق تعظیم جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن پر واجب
ولازم ہی اور انکار اسکا کفر اور جو طریقہ تعظیم کا کتاب اور سنت اور اجماع امت اور ائمہ ملت
سی منقول ہی مسلمین مقلدین کو کرنا ضروری ہی (محمد یعقوب علی عفی اللہ عنہ) قد یستحب القیام عند ذکر مولدہ
صلی اللہ علیہ وسلم لانہ فی فضائل الاعمال فلا باس بالقیام عند اہل العلم والعالمین بہ ومن منع
ذلک خسر الدنیا والاخرۃ حررہ یوم الجمعہ ۹ من شہر ذی الحجۃ الحرام مہر السید محمد اسمعیل

یا حافظ

ہدی الانام فی مسئلۃ القیام

بعد حمد و صلوۃ کی جانا چاہیی کہ اس رسالہ کا نام ہدی الانام فی مسئلۃ القیام ہی اس
بیان میں کہ جس وقت پڑہی جاتی ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس
میلاد مین اور چونکہ ہند وسیت اور استحسان محفل میلاد بخوبی مع طرز ابن جوزی اور تاریخ
وفیات الاعیان قاضی شمس الدین ابن خلکان اور مراۃ الزمان سبط ابن جوزی اور تاریخ
حافظ عماد الدین کثیر اور در المنظم اور سیرت شامی اور رسالہ حافظ ابو الخیر ابن الجزری

سی ثابت اور واضح ہی فان شئت فلینظر ہنا لفظ اشرع کرتا ہوں بیچ حال قیام ہیں بفضلہ تعالی جانا چاہیے کہ جو لوگ کہ امتناع قیام کرتے ہیں امر مطلق قیام کو کہتے ہیں جامع من ہذہ الہیئۃ الخاصۃ پس اگر کہتے ہیں کہ قیام از امور تعبدی ہی اور کسیکی تعظیم کو نا جائز کہتے ہیں پس یہہ سراسر غلط ہی اور دلیل اسکی قصہ بنی قریظہ کا ہی کہ جو کتب حدیث لدنیہ اور صحاح شریف وغیرہ میں آیا ہی اوس سی صاف واضح ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی لیے فرمایا قوموا الی سیدکم اور شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہی للتعظیم مراد ہی اور شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہی من آذی اولادی ولم تقتص شیئا فلینا بتلاہ اللہ تعالی بسلاہم لا دواء لہ اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہی کہ آپ کی روضہ مبارک کی سامنی کہڑا ہو جیسا کہ حالت نماز میں کہڑا ہوتا ہی وعبارتہ فلیتوجہ الی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقف عند رأسہ الی قولہ ولا یضع یدہ الی جدار التربۃ فہو اہیب واعظم للحرمۃ ویقف کما یقف فی الصلوۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البہیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ کذا فی الاختیار شرح المختار انتہی اور جذب القلوب میں صورۃ اور طرح بہی کہڑی ہونی کی لکہی ہی وہ یہہ ہی ودر وقت سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ووقوف در آنجناب باعظمت دست راست بر دست چپ بنہند چنانکہ در حالت نماز کنند الخ اور فوائد الدرایہ شرح ہدایہ میں لکہا ہی یجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالی بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود بالاجماع انتہی اور اگر یاتیں اس صورت خاص یعنی وقت قراءۃ مولد میں منع کرتی ہیں قیام کو وہ بہی غلط ہی زیادہ بریں نہیں کہ بدعت کہیں گی استدلال او پر ضلالت کی کریں گی اور یہہ دلیل انکی تام نہیں ہو سکتی کیونکہ مراد کل بدعۃ سی یہہ نہیں کہ ہر بدعت حسنہ یا سیئہ گمراہی ہی بلکہ بعض بدعت حسنہ کا کرنا واجب ہی چنانچہ افضل المحدثین ملا علی قاری نی مرقاۃ شرح مشکوۃ تفسیر کل بدعۃ ضلالۃ میں لکہا ہی کل بدعۃ بالرفع وقیل بالنصب ضلالۃ قال فی الازہار ای کل بدعۃ سیئۃ

ضلالة لقوله صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من
عمل بہا وجمع ابوبکر وعمر القرآن وجدد فی عہد عثمان رضی اللہ عنہم قال النووی البدعۃ
فی اللغۃ عمل علی غیر مثال ما سبق وفی الشرع ما لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقولہ کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص قال الشیخ عز الدین بن عبد السلام فی آخر کتاب
القواعد البدعۃ اما واجبۃ کتعلم النحو لفہم کلام اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکتدوین اصول الفقہ والکلام فی الجرح والتعدیل واما محرمۃ کمذہب الجبریۃ
والقدریۃ والمجسمۃ والرد علی ہؤلاء من البدع الواجبۃ لان حفظ الشریعۃ من ہذہ
البدع فرض کفایۃ واما مندوبۃ کاحداث الربط والمدارس وکل احسان
لم یعہد فی العہد الاول وکالتراویح ای بالجماعۃ العامۃ والکلام فی دقائق
الصوفیۃ واما مکروہۃ کزخرفۃ المساجد وتزویق المصاحف یعنی عند الشافعی
واما عند الحنفیۃ فمباح واما مباحۃ کالمصافحۃ عقیب الصبح والعصر ای عند
الشافعیۃ الخ والا فعند الحنفیۃ مکروہ والتوسع فی لذیذ المآکل والمشارب
والمساکن وتوسیع الاطعام وقد اختلف فی کراہۃ بعض ذلک کما قدمنا
قال الشافعی ما احدث فما یخالف الکتاب او السنۃ او الاجماع فہو ضلالۃ وما
احدث من الخیر لا یخالف شیئا من ذلک فلیس مذموم وقال عمر رضی اللہ
عنہ فی قیام رمضان نعمت البدعۃ ہذہ ہذا آخر کلام الشیخ فی تہذیب
الاسماء والصفات وروی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ما راٰہ المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن وفی حدیث مرفوع لا تجتمع امتی علی الضلالۃ
رواہ مسلم وکذا احمد والنسائی وابن ماجۃ انتہی اور جاننا چاہیے کہ بدعت سیئہ
نہیں ہو سکتی مگر بقیام دلیل قبح اور قیام سے ہر گونہ استحسان یا اباحت نہیں جیسا کہ ہدایۃ
المرید شرح جوہرۃ التوحید میں لکھا ہے ومن الجہلۃ من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ
بدعۃ مذمومۃ وان لم یقم دلیل علی قبحہ تمسکا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلمون ان المراد بذلک ان یجعل فی الدین ما ہو

لیس فیہ انتہی اور جو کوئی قباحت مشابہت بت پرستان نکالی یہہ وجہ اوسکی مردود ہے مقبولان
مجوزان کرام سہو کی ہے کما فی الدر المختار اور اسی کتاب ہدایت المریدین میں لکہا ہی اما ما احدث
مما لہ اصل فی الشرع اما بحمل النظیر او بغیر ذلک فانہ حسن اذ ھو سنۃ الخلفاء
الراشدین والائمۃ المہتدین ومن ثم قال عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعۃ
ھذہ ولیس ذلک مذموما بلفظ معروف او بدعۃ الخ اور جو بدعت کہ نہ مخالف ہو کتاب
اور سنت اور اجماع او اثر کی وہ بدعت محمودۃ ہی چنانچہ امام محی الدین نووی نی
شرح اربعین میں کہ لکہا ہی قال الشافعی ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او
اجماعا او اثرا فھو البدعۃ الضلالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا
من ذلک فھو البدعۃ المحمودۃ والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی
ندبہا وھی ما وافق شیئا مما مر ولم یلزم من فعلہ محذور شرعی ومنہا ما ھو
فرض کفایۃ کتصنیف العلوم ونحوہا الخ پس جب ثابت ہوا کہ یہہ بدعت ضلالت
نہیں بلکہ بعضی محمودہ اور واجبہ ہی تو سند وجہ قیام میں وقت قراءۃ مولد کی کیا خلل ہوا
باوصفیکہ اجماع امت ہی اور عام مسلمین کہڑی ہوتی ہیں خاصۃ اہل حرمین کہ جمیع اصاغر
واکابر اون دونوں شہروں مقدس کی کہڑی ہوتی ہیں اور دلیل اسکی رسالہ حسن و سیاطی
عبد السراج مدرس مسجد الحرام کہ اثبات قیام میں لکہا ہی اور فتوی علما حنفیہ و شافعیہ
اور مالکیہ اور حنابلہ کا کہ سب نے اجماع نقل کیا ہی اور رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر
تصنیف سید محمد برزنجی مصنف اشاعہ لاشراط الساعہ کا اسپر دلیل واضح ہی کہ ان سب
سے قیام کا مثل الشمس فی الضحی ثابت ہی و عبارۃ البرزنجی ھذا وقد استحسن القیام عند ذکر
مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم
غایۃ مرامہ ومرمٰہ انتہی ولولا خشیۃ التطویل لاثبت ما فی حشو الاقاویل الاول
السید الجلیل کاف عند العقیل اب اگرچہ روایات حرمین نزدیک منصف کی دلیل
ہوئی اور حجت منتقی استحسان کی ہو گئی لیکن بہ رواج حرمین کا خوبی ثابت کرنیکا وہ جب

اجماع اہل مدینہ کا ہونا ثابت ہی کہا روی الحافظ محمد بن طاہر المقدسی باسنادہ عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انہ قال اذا رأیت اہل المدینۃ اجمعوا علی شیء فاعلم انہ سنۃ اور بلکہ بعض علما نے لکہا ہی وقیل لا اجماع الا لاہل المدینۃ انتہی یا تفسیر احمدی والتلب الاحمدیہ ہو رہر کاہ کہ توارث عامہ مسلمین حجت قطعیہ ہو تو توارث حرمین کیوں حجت نہو کما فی الہدایۃ فی اذان قبل الوقت تجوز للفجر من النصف الاخیر من اللیل لتوارث اہل الحرمین انتہی اور ایسا ہی کچہہ اجماع اور توارث عامہ مسلمین کو فقیہ ابو اللیث نے بستان میں اور ملا احمد جیون امیٹہوی نے کتاب نور الانوار شرح منار میں لکہا ہی عبارۃ البستان فی کتاب کتابۃ العلم لان الامۃ توارثت کتابۃ العلم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما رأہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وقال علیہ الصلوۃ والسلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ ولا ہم توارثوا ذلک صار ذلک سبیل المسلمین وسبیل المسلمین حق بدلیل الخبر انتہی وایضا فیہ فلو شارط لتعلیم القرآن اجرا ان لا باس بہ لان المسلمین توارثوا ذلک انتہی وعبارۃ نور الانوار ہذا وکذا قولہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا جعل مخالفۃ المومنین مثل مخالفۃ الرسول فیکون اجماعہم حجۃ قطعیۃ انتہی پس قیام بہی اجماع و توارث مسلمین ثابت ہی چنانچہ حاجی رفیع الدین خان مرادابادی نے بہی لکہا ہی کہ حلب اور روم وشام اور بغداد اور مصر اور حرمین شریفین ویمن اور تمام جگہہ کی آدمی ہند عجم اور عرب اور بخارا اور حلب وغیرہ کی اوٹہتی ہیں شاید یا نہیں قیام کہہ ہیں جو توشاذ و نادر ہیں ہزار میں ایک بلکہ لاکہہ میں ایک فصل سجادی فی التقلین بالکثرۃ والتخلیل بالتقبیر وتغلیب الواحد علی الجم النفیر فقیر بالقلب الیقظان والعین البصیر والانکن مثالا کالضریر وفرق بین الکرباس والحریر اور جبکہ کسی کتاب سے ممانعت نکلی تو بموجب قاعدہ اصول کی ہماری لئی بہی جائز ہوا لان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ اور یہہ قاعدہ اصول نور الانوار اور ہدایہ وتفسیر احمدی اور

شرح وقایہ اور اشباہ ونظائر وغیرہ سے بخوبی ثابت وعیاں ہی لایحتاج بالبیان و
لایفتقر الی البرہان اعلموا ایا متبعا شر الخلائق یہہ حجج ساطعہ و براہین قاطعہ استحباب
کی تو اوسوقت میں ہی کہ موافق زعم مانعین کی یہہ بدعت اور بالا اصل لہ فی الشرع ہوتا
اب اثبات تحقیقی سنیا چاہیے یہہ تو ثابت ہی کہ قیام امور تعظیمیہ سے ہی کما مر فی اول الرسالہ
اور تعظیم اور تکریم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ واجب اور فرض ہی کہ آیہ تعزروہ
و توقروہ اسپر نص اسی بلند ناطق ہی اور جس طرح تعظیم حضرت نبی کی نص سے ثابت
ہو کہ جس نبی کی آگی چلا کی بولنی سی حکم ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون نازل ہوا
کما صرح فی القادری وتفسیر الرحمہ واللب الاحمدیہ انما ہو عن جہر مخصوص ای بمعنی الجہر
المنعوت بمماثلة ما قد اعتادہ فیما بینہم وہو الخلو من مراعاة الآداب اور اس تفسیر میں
اسی حکم میں ہی قالوا من ترک الآداب رد عن الباب انتہی ودیکھو اوسکی بیعت کو جو بید
جسکی ہاتھہ کو اللہ اپنا ہاتھہ اور اپنی بیعت فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ
اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ قال فی تفسیر آیات الاحکام یرید ان ید رسول اللہ التی
تعلو ایدی المبایعین ہی ید اللہ واللہ منزہ عن الجوارح وعن صفات الاجسام
وانما المعنی تقریر ان عقد المیثاق مع الرسول کعقدہ مع اللہ من غیر تفاوت
بینہما کقولہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ وفی المعالم ان الصحابة رضی
اللہ عنہم وقت المبایعة اخذوا ید الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ویدہ کانت
فوق ایدیہم انتہی اور افراد تعظیم کی بہت ہیں جو فرد کہ زیادہ تر داخل ہو ادب واجلال
میں کرنا اوسکا بہتر ہی گویا تعمیل امر تعزروہ وتوقروہ ہی کما صرح فی العالمگیریہ ما یفعلہ
بعض الناس من النزول بقرب المدینة والمشی الی ان یدخل حسن وکل ما کان ادخل
فی الادب والاجلال کان حسنا کذا فی فتح القدیر انتہی اور یہاں تک تعظیم کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطی جائز کہا ہی بلکہ سجدہ اور تعفیر الوجہ بالتراب کو بشرط
عدم حضوری وغلبہ ذوق مستحسن کہا ہی کما قال عمدة المفسرین زبدة المحدثین مولانا
الشیخ عبد الحق المحقق الدہلوی رحمة اللہ الغفار العلی فی کتابہ المسمی بجذب القلوب

الی دیار المحبوب بعد از انکه تحیت المسجد بگزارد و متوجه زیارت گردد و بضریح شریف وارد
و از درگاه حضرت رب العزت جل جلاله و عم نواله استمداد و اعانت جوید و در رعایت
آداب درین مقام منیف و موقف شریف کی اعانت و امداد الٰہی قیام بمقام
عالی ممکن نیست تقصیر نکند اور بعد ارقام فرمانے اشعار عربی کی رقم فرمایا ہی و از آنچه
در وسع و امکان بود در ظاهر و باطن از خضوع و وقایه تعالی آنحضرت ذره نامرعی نگذارد
و غیر از انکه از سجود و تمریغ وجه بتراب و استلام و تقبیل شباک شریف و امثال آن که در
شرع رخصت نکرده اند و در نظر ظاهر بینان از قبیل ادب نماید اجتناب کند بلکه تقصیر
داند که حقیقت در رعایت اتباع و امتثال آنحضرت است و هرچه نه ازین باب است توهم
و باطل است و اگر از غلبه و استیلای شوق چیزی سر زند اگر نه وقت حضور عوام مردم
باشد بهتر و بعضی از علما را درین سخن است و لیکن مفتی به و مختار همانست که گفته شد انتهی
فی جذب القلوب فکیف لا یثبت القیام اور محبت رسول الله صلی الله علیه وسلم کی عین
محبت خدا ہی ہر ایک پر واجب اور فرض ہی اور محب کو تعظیم محبوب کے لازم اور محبت
کا مقتضا ہی ہی ادب ہے بی ادب ہو سو ہی عدو رب محبوب کو تو درجه اور ہی ہے
سگ و دربان محبوب کی لئی بہی تعظیم متحتم اور وہ حب ہی شیخ اوسی نہ ہی حب الرسول و آله
وللناس فیما یعشقون مذاہب اور اسی مقدمه مین قیس بنی عامر نی کہا ہی رای
المجنون فی الصحراء کلبا فمد الیه بالاحسان ذیلا فلاموه علی ما کان فیه وقالوا لم
منحت الکلب نیلا فقال دعوا الملامة ان عینی رأته مرة فی باب لیلی اور ایسا ہی
کہه شیخ رحمة الله علیه نی جذب القلوب مین بیان ادب و تعظیم اہل مدینه مین لکہا ہی کہ اگرچه
فسق و فجور و بدعت اور سائر اقسام معصیت مین منسوب و مطعون ہوں لیکن ہر رتبه
ادب و تعظیم کو ہاتھ سی نه دی که شرف جوار حضرت کافی ہی اور وہ شرف کسی
بدعت و گناه سی نہین جاتا اور حسن خاتمه اور مغفرت سی نہین محروم رکہتا ہیان تک شیخ
رح نی یہه شعر تمثیل فرمایا ہی شعر فیا ساکنی اکناف طیبة کلکم الی القلب من اجل
الحبیب حبیب لیکن جسکو محبت کا یہه حال ہوا ہیہات اور سیکہ دعوی محبت کری

پس ایسا کہ قیام بخوبی ثابت ہوا حکم تارک قیام کا سنا چاہیئے جو کوئی کہ باوجود علم قیام اور
آنحضرت کی اور وجود طاقت اور علم جواز قیام اور سمجھے اس بات کی کہ یہہ قیام ہی از امور
تعظیم اور تکریم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے نہ اوٹھے گا تو وہ اہانت کرنے والا ہے کا
اور جو اہانت و استخفاف کریگا وہ کافر ہے جیسا کہ چلپی کی حاشیہ شرح وقایہ باب الحرم
بین لکھا ہے قد اجمعت الامۃ علی ان الاستخفاف بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم وبای نبی
کان من الانبیاء کفر سواء فعلہ فاعل ذلک استحلالا ام فعلہ معتقدا بحرمتہ لیس بین العلماء
خلاف فی ذلک والذین نقلوا الاجماع فی تفاصیلہ اکثر من ان یحصوا منہم امام الحرمین
وغیرہ وقال صاحب الشفاء ان جمیع من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحق بہ نقصا فی نفسہ
او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ والازراء علیہ او التصغیر
لشانہ او الغض منہ او العیب لہ والتمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ العالی علی طریق
الذم او العیب فی جہتہ العزیزۃ او سخف من الکلام او غیرہ بشیء مما جری من البلاء والمحنۃ
علیہ او استحقر ببعض العوارض البشریۃ الجائزۃ علیہ والمعہودۃ الیہ فہو ساب لہ وحکمہ ان
یقتل ولا یقبل توبتہ وہذا کلہ اجماع من العلماء والائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ الی ہلم جرا
وممن قال ذلک مالک بن انس واللیث واحمد واسحاق وہو مذہب الشافعی ومقتضی قول ابی بکر
الصدیق رضی اللہ عنہ ومثلہ قال ابو حنیفۃ واصحابہ والثوری واہل الکوفۃ والاوزاعی
انتہی قد استراح السنۃ الاقلام من تحریر الرسالۃ الملقب بہدی الانام فی اثبات القیام
لدی ذکر مولد اکرم الکرام علیہ الصلوۃ والسلام فالمامول من فحول الکرام والمرجو من
العلماء الاعلام ان ینظروہ بعین العنایۃ وان یجدوہ صحیحا فیسموہ من شموس الاختتام
وان یبصروہ غلطا فیصلحوہ ویصححوہ من اقلام الکرام ویختموہ علی ہذا المقام والا ما سطروا
الی من قال وبصروا الی ما قال فانی عبد ضعیف الحال قلیل البال وانا العبد المذنب سلامت احمد
ولد آل احمد المعروف بکرامت علی الرضوی البریلوی مسکنا والبدایونی موطنا ولکن ہذا
آخر ما اردنا تحریرہ والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا احمد وعلی آل احمد وصحب
احمد القائمین علی امر اللہ العلی والسالمین عن الشرک والمعاصی وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ پوشیدہ نہین کہ لفظ صاحب بنام او سبحانہ صحابہ اور تابعین اور
کسی علماء معتبرین سی منقول نہین ہی با اینہمہ تقویۃ الایمان مین جابجا لفظ اللہ صاحب
کا مذکور ہے لیکن چونکہ لفظ صاحب باعتبار عرف اس دیار بھی دلالت برائی او تعظیم پر کرتا
ہی کسی اہل علم نی انکار نکیا علی ہذا القیاس کھڑا ہونا دلالت او پر تعظیم رسول کریم علیہ
التحیۃ والتسلیم کی کرتا ہی اوسمین وجہ امتناع کی کیا ہی بلکہ لفظ صاحب مین جاہی گفتگو ہی کیونکہ
لفظ صاحب بمعنی معاشر اور ہم صحبت نزدیک اہل لغت کی مقرر اور اسماء توقیفیہ نزدیک
اہل کلام کی مجمع علیہ او متفق علیہ کیا ہو الظاہر پس لفظ صاحب کو تقویۃ الایمان مین جائز سمجھتا
اور قیام ذکر ولادت شریف کو منع جاننا ویسی مثل ہی کہ فی تین المطر و وقف تحت المیزاب
جسنی کہ زلال چشمۂ آبحیات فیض سی ایک قطرہ بہی نوش کیا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ اللہ
صاحب کہنا بہی جائز ہی اور قیام وقت ذکر ولادت خیر الانام بہی جائز اور درست ہی
نعم ما قیل کل انا یترشح بما فیہ اور جو دلیل کہ مانعین واسطی جواز لفظ اللہ صاحب کی
لاوین گی وہی دلیل بعینہ جواز تعظیم کی ہو جائیگی ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین اگرچہ ثبوت
لفظ صاحب کا حدیث شریف سی ممکن لیکن سنتا ہی کہ مانعین ہیچ مدان ان سطور کی جواب
اور حدیث کو استدلال مین لاوینگا اوسیدم سے کلمات اونکی اسیر استدلال سی بعونہ تعالی
باطل کی جاوین کیف احمد ربی وکیف لا احمدہ وکیف اشکر ربی وکیف لا اشکرہ کہ دعا ہمارا
مانعین مذکورین کی بہی پیشوا کی تحریر اور تقریر سی نزدیک ہر منصف کی خوب واضح ہوا
کیونکہ بڑی طمطراق کی یہہ بہی دلیل تہی کہ زمان صحابہ اور تابعین مین رواج اس امر کا
نہتا پس اللہ صاحب کہنا صحابہ اور تابعین سی کیونکر ثابت کرین گی ہاں اگر تقویۃ الایمان
سی بہی منحرف ہو جاوین اور اللہ صاحب کہنا بدعت ٹہراوین تاہم مقصود ہمارا حاصل
ہی سنا ہم کہ از رقیبان دو امن فشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد
البتہ اگر شریعت کا نام سعاذ اللہ سین ہاں دل چاہی کہین تو یہہ بات نرالی ہی سوال
اگرچہ کسی کتاب میں صاف صریح ثابت نہین کہ صحابۂ کرام کی حضور مین ذکر پیدایش
سرور دو جہان آیا ہو اور وہ واسطی تعظیم کی نہ کہڑی ہون اگر کہڑا ہونا منتہی صحابہ

کی فعل سی ثابت نکلیا اس سبب سی یہہ شبہہ ہماری دل سی اچھی طرح دفع نہین ہوتا ہی جواب
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد
یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بیوت ازواجہ یعنی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کہ بیٹہتی تہی ساتہہ ہماری مسجد مین کہ باتین فرماتی تہی ہمسی پس جب کہڑی ہوتی
تہی تو ہم بہی کہڑی ہوتی یہان تک کہ ہم دیکہہ لیتی حضرت کو کہ دولتخانہ
فیض آستانہ مین بعض ازواج کی داخل ہوئی اور جو آداب و تعظیم کہ صحابہ کرام اور
تابعین ذوی الاحترام سی ہو سکی دوسری سی ممکن نہین اور اگر کسی کتاب معتبر سی صاف
و صریح یہہ ثابت بہی ہو جاوی کہ صحابہ وقت ذکر ولادت کی قیام نہین کیا کرتی تہی
تاہم ہمکو قیام کرنا چاہیی دو سبب سی اول عدم ثبوت منع دوسری یہہ کہ جب کہ اہل الحال صفت
بہی ہو تو آداب اور تعظیم ظاہری کی چندان حاجت نہین رہتی میر سید شریف شرح مشکوۃ
شریف مین فرمایا ہی فان الاداب الظاہرۃ عنوان الآداب الباطنۃ فاذا صفت القلوب
بالمحبۃ استغنی عن تکلف اظہارہا فہما ترجمہ اوسکا یہہ کہ آداب ظاہری عنوان آداب باطنی
ہی پس جبکہ دل صاف بسبب محبت کے بالمحبت تو مستغنی اور بی نیاز ہو تکلف اظہار دلی سی زیادہ
اس سی کیا ہوگا کہ صراط المستقیم سی کہ تصنیف مولوی اسمعیل کی ہی یہہ مضمون و مطلب
خوب ثابت ہی کہ نماز مین سوای خدا کی دوسری خیال نہ لانا چاہیی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کہ نماز مین تصور درستی لشکر کا کیا کرتی تہی حضرت عمر کو اپنی اوپر قیاس کرنا چاہیی شعر
کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر سوال واقع مین کہڑا ہونا
قسم عبادت سی نہین مگر تمکو چاہیی کہ جسوقت حضرت کا نام پاک آیا کری اوسوقت
بیدار کہڑی ہو جایا کرو جواب حکم شریعت ہی کہ وقت دیکہنی جنازہ کی بسبب تعظیم
ملائکہ کی کہ ہمراہ جنازہ ہوا کرتی ہین کہڑا ہو جانا چاہیی خواہ جنازہ مسلم کا ہو یا کافر کا اور یہہ
بہی ثابت ہی کہ ہر وقت اوسکی ساتہہ حفظہ اور کراما کاتبین رہتی ہین اور شرح حصن حصین
مین ہی کہ مرغ وقت دیکہنی فرشتی کی آواز کرتا ہی اور وقت فجر اور عصر کی ملائکہ سی مطلب
ثابت اعمال کی آیا کرتی ہین قال اللہ تعالی ان قران الفجر کان مشہودا پس اگر کسی شخص نے جنازہ کہ

جنازہ گذرتی ہے اور وہ انسب تعظیم ملائکہ و ہول مرگ کی کھڑا ہو تو بلا شک اجر ہوگا اور
اگر کوئی یا وس سے کہے کہ تو ہر وقت کھڑا رہا کر کیونکہ فرشتے تیرے ساتھہ رہتے ہیں
علاوہ وقت فجر اور عصر کے بھی کھڑا ہو جایا کر اور وقت اوا خود وس کے بھی قیام کیا کر و تو
تیرا قیام سو وسطے جنازہ کے ممنوع ہے تو یہہ کہنا اس شخص کا خلاف اجماع کے
ہے اسی طرح یہہ قیام بسبب اسکے کہ وقت ذکر نام پاک آنحضرت یہہ تعظیم اونکے کھڑا
نہیں ہوتا ممنوع نہیں ہوسکتا ہے سوال بعضے لوگ اس زمانہ میں گستاخانہ او زبان دراز
یہہ کہتے ہیں کہ یہہ کھڑا ہونا مشابہت ساتھہ مشرکین ہند کے رکھتا ہے جواب مولوی
اسمعیل نے تنویر العینین میں بدلائل قطعیہ ثابت کیا کہ مشابہت اوس صورت میں
منع ہوگی کہ نیت مشابہت کی ہو اس لئے رفع یدین کو باوجود مشابہت روافض کے
جائز لکہا و شانہ فیہ پس معلوم نہیں کہ انہین نے پہچان لیا نیت ہر شخص کا کہ خاصہ
علام الغیوب ہے کہان سے حاصل کیا سوال رواج حرمین شریفین کو بہی اعتبار
ہے یا نہیں جواب جس چیز کی ممانعت شریعت میں نہین اوسمین ہر شہر کے رواج
کو اعتبار ہے بلکہ بعضی کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ امور غیر ممنوعہ مروجہ اہل اسلام کا
کرنا واجب ہے اور یہہ قول موافق قاعدہ اصول و کلام ربانی کے ہے ما راہ
المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وقال اللہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما
تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا
پس جبکہ امور غیر ممنوعہ میں رواج ہر شہر کا معتبر ہوا اعتبار رواج حرمین شریفین میں
کیا کلام سوال روٹی کو بوسہ دینا زمان فیض نشان میں مروج تہا یا نہیں اگر مروج
نہ تہا تو اس زمانے میں بوسہ دینے والے ماخوذ اور گنہگار ہیں یا نہیں جواب زمان سعادت
دو جہان میں رواج اسکا ہرگز نہ تہا لیکن یہہ لوگ جو بوسہ دیتے ہیں گنہگار نہیں ہوتے بلکہ
بعضے علما کے نزدیک ثواب پاتے ہیں در المختار میں نقل فرمایا تقبیل الخبز جوز الشافعیہ
انہ بدعۃ مباحۃ وقیل حسنۃ یعنی چومنا روٹی کا پس لکہا شافعیہ نے کہ وہ بدعت مباحہ
ہے اور کہا گیا کہ بدعت حسنہ ہے مقام انصاف ہے کہ یہہ تحریر صریح مشعر جواز تقبیل

ضروری پس تعظیم نان خشک کی تو مباح اور بہتر جاننا اور قیام از تعظیم باعث ایجاد
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ناروا سمجھنا کام مانعین ہی کا ہی کو اللہ تعالی خیر
حافظا وہو ارحم الراحمین ۱۲ | آل نبی | محمد رضا علیخان | مقصود علی

حافظ شریف حسن

قیام برای اکرام علما و سادات و اہل صلاح و قیام متعلم برای
معلم و قیام کسی برای رئیس فاضل و والی عادل مستحب ست و غیر مکروہ چنانچہ حدیث سعد
کہ مروی از ابو سعید خدری ست دال بر استحباب ست کہ دران امر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم برای انصار بحق سعد ست کہ قوموا الی سیدکم و ہمچنین قیام طلحہ برای
کعب بن مالک بود و امام نووی قیام قادم یعنی پیش شوندہ کہ از اہل فضل باشد مستحب
دانستہ و مکروہ نداشتہ چنانکہ توہم بعض ست و آنچہ کہ در حدیث انس ست وکانوا
اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہتہ لذلک و ترمذی ازان روایت کردہ ست پس
محمول ست بر آنکہ صحابہ کرام بسبب اتحاد و رسوخ محبت و خلوص طویت نسبت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع تکلف ظاہری کردند و علاوہ برین اکرام ہر دیار
و ہر قوم در ازمنہ مختلف میشود جائی کہ اینچنین رسم دران دیار مروج نبودہ و رسم ملک
ہند برای مقتدا و بکرم بالاکرام از قیام مروج و اکرام اشخاص موصوفین از قیام
و غیرہ بجنسہ کتب حدیث و شروح ثابت وقال النووی القیام للقادم من اهل
الفضل مستحب ولیس بنهی کما توهم وقال القاضی عیاض القیام المنهی هو ان یقوم
علیه جالسا طول جلوسه وقال الغزالی المنهی القیام للتعظیم لا علی سبیل الاکرام
۱۲ لمعات حاشیه مشکوة قوله فلیتبوأ مقعده من النار قیل هذا الوعید لمن سلک
فیه طریق التکبر لقرینة السرور بالتمثل واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا من
تلقاء انفسهم طلبا للثواب او لارادة التواضع فلا باس به وقد روی
البیهقی فی شعب الایمان عن الخطابی فی معنی الحدیث هو ان یامرهم
بذلک ویلزمهم ایاه علی مذهب الکبر والنخوة قال وفی الحدیث دلالة
علی ان قیام المرء بین یدی الرئیس الفاضل والوالی العادل وقیام المتعلم

للقادم مستحب غير مكروه وقال الطيبي هذا القيام على وجه البر والاكرام كما كان
قيام الانصار لسعد وقيام طلحة لكعب بن مالك ولا ينبغي للذي يقام له ان يريد
ذلك من صاحبه حتى ان لم يفعل حقد عليه او شكاه او عاتبه ١٢ مرقاة على شرح
مشكوٰة قوله لما يعلمون من كراهته هذه الكراهة بسبب الاتحاد الموجب لرفع
التكلف والحشمة فان الاداب الظاهرة عنوان الاداب الباطنة واذا صفت
القلوب بالمحبة استغنى عن تكلف اظهار ما فيها والحاصل ان القيام يختلف
بحسب الازمان والاحوال والاشخاص ١٢ وانما ينبغي لتعظيم للعلم والصلاح
ذكره ابن مالك وقال شارح من علمائنا ايضا واذا كان القيام للتعظيم لله تعالى
يحسن انتهى وفيه ان كلا منهما لا يلائم النهي فانهم لا شك انهم انما قاموا
لله وتعظيما لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولعل الوجه ان يقال انهم قاموا
متمثلين فنهاهم عن ذلك وعبر عنه بمطلق القيام للمبالغة في المرام والمراد
بالقيام الوقت ١٢ ملا علي شرح مشكوٰة هر گاه كه اكرام معظم و سادات و اهل صلاح بالقيام
للتعظيم الله تعالى بتعظيم رسول الله صلى الله عليه وسلم از ما لا تابت گشت پس قيام بوقت سلام
آن سرور کائنات و فخر موجودات صلى الله عليه وسلم تعظيما چگونه جائز نبود که آداب ظاهر
عنوان آداب باطنه اند و تعظیم قیام بذاته بدعت نیست زیرا که امر رسول الله صلی الله علیه
وسلم برای انصار در حق سعد بالقیام در حدیث ابی سعید خدری موجود و فعل صحابه
بمثل قیام طلحه برای کعب بن مالک ثم ثابت گشتی پس قیام اکراما و حبا لرسول الله
صلی الله علیه وسلم بدعت سیئه نبودی بلکه بدعت حسنه و این امور اکثر در دین مصطفوی
موجود چنانکه خواندن الفاظ نیت صلوٰة که سنت علما است ولی فی هذا المقام سعة
مقال ونهاية تحقيق لكن اوجزت لخوف الاطناب والله الموفق في مغفرة الذنوب
والمعاصي والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم كتبه العاصي الراجي الى
رحمة الله تعالى بسجاد رسول الله صلى الله عليه وسلم وحبه بمغفرة الذنوب والمعاصي
كمترين خادم العلما ظهور حسن الرام فوري المصطفى آبادي

شد از ظهور حسن
علم و عمل را شهرت

هذه الاحادیث والروایات صحیحة — سید یعقوب علی رضوی

فوجدت صحیحا لا شک فیه — کل ما نمق ... جاوید

نظرت هذه العبارة والروایات — هذا صحیح — نظام الدین احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یقدر علی بیان ثنائه اقلام الاوهام و هزام سهام الافهام والصلوة
والسلام علی سیدنا محمد حبه فی عرصات القیمة اجرا و فخرا للانام وعلی آله واصحابه
الذی هی سماء الذی ... و لطوائف المسلمین صدرا و للکتب مدائحهم آیات الاقلام
وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد فقد وردت استفتا بان الفکر ساعة فی مدح النبی و تعظیمه
خیر من عبادة سنة اس فقیر قلیل البضاعت سید محمد یعقوب علی ابن مولانا سید
عثمان علی شہید ابن حضرت مولانا سید محمد عمر رضوی نے اس بیان کو ذخیرہ آخرت
سمجھ کر بیچ خدمت مومنین صادقین کے بیان کیا کہ سننے آیات اور حدیث سے
محبت اور عشق ساتھ نام اللہ اور رسول کے حاصل کریں اور ورطہ ضلالت
میں کہ اغوای شیطان ہے نہ پڑیں اللہ الموفق وولی التوفیق اور عرض ہے خدمت
علماء عالی مقام کی کہ وہ نائب رسول الثقلین ہیں وہ یہ ہے کہ اگر فی الحقیقت
یہ آیات اور احادیث اور روایات فقہ اور اصول اور سیر کی صحیح ہوں تو ضرور
اس رسالہ محمدیہ فی تعظیم النبی الہاشمی الابطحی کو مہر اور دستخط اپنی سے مزین فرماویں
اللہ تعالی اجر اسکا دیویگا کیا فرماتے ہیں علماء دین متین کے اس صورت میں کہ وقت
پڑھنے ذکر میلاد شریف صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کوئی واسطے تعظیم اور توقیر اور
سبب فرط محبت اور عشق ذات بابرکات آنحضرت کے کھڑا ہو جاوے آیا یہ امر آیا
عند اللہ وعند الناس وہ شخص ماجور ہوویگا یا ماخوذ اور جو کوئی اس فعل کو حرام
یا مکروہ تحریمی یا بدعت سیئہ کہے واسطے اوسکے عند الشرع کیا حکم ہے بینوا توجروا
الجواب یہ فعل کمال مستحسن اور مستحق ثواب کا ہے کہ جناب سرور کائنات

محبوب الٰہی بہترین تمامی موجودات اور باعث ایجاد مخلوقات کی ہین تعظیم اور توقیر اور عشق
ساتہہ اونکی گویا تعظیم اور توقیر اور عشق ساتہہ اللہ کی ہی اسواسطی کہ جو مراتب اونکو اللہ تعالی
نی عطا فرمائی ہین سبکو مخلوقات سی نہین عنایت ہوی قال اللہ تعالی ورفعنا لک
ذکرک اور بلند کیا ہمنی واسطی تمہاری ذکر تمہارا یعنی بلند کیا تمکو بیچ نبوت کی اور جمیع
انبیا کی اور شہرت دی تمکو بیچ زمین اور آسمانون کی اور لکھا نام تمہارا اوپر عرش کی
اور جمیع کمالات عنایت فرمائی یہان تک کہ تمہاری تئین ہمراہ خدا جل وعلا کی یاد کرتی
ہین مثلا کہتی ہین اللہ اور رسول نی فرمایا ہی اور اللہ و رسول نی ایسا فرمایا ہی کہ واجب
الاطاعت ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت جبرئیل
سی پوچھا کہ رفع ذکر میرا کسطرح اللہ نی کیا ہی حضرت جبرئیل نی عرض کیا کہ ذکر تمہارا
متصل ذکر اپنی کی کیا ہی اذان اور اقامت اور التحیات اور خطبہ اور کلمہ طیب اور
کلمہ شہادت اور امر اطاعت مین کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول مثل اسکی جسکی واقع ہی اور
گناہ مین کہ ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم پس جس جگہ ذکر خدا کا آیا ہی ذکر
رسول کا بہی آیا ہی پس محبت اور تعظیم وتکریم رسول کی بعینہ تعظیم اور تکریم اللہ کی
ہی اور جسنی اس معنی سی منہ پہیرا ابد الآباد تک جہنمی ہوا کذا فی تفسیر الکبیر اور سورہ انا فتحنا
مین اللہ تعالی فرماتا ہی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ
وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا تحقیق بہیجا ہمنی تمکو ای محمد صلی اللہ علیہ
وسلم گواہ افعال اور اقوال امت تمہاری کا اور بشارت دینی والا اور ڈرانیوالا
تو کہ ایمان لاوی امت تمہاری ساتہہ اللہ اور رسول کی اور تعظیم کرین وہ لوگ
تمہاری اور بزرگ جانین تمکو اور ساتہہ پاکی کی یاد کرین اللہ تعالی کو نماز مین صبح
اور شام یعنی بزرگ جانین اور تعظیم بجالاوین تمہاری کہ تعظیم تمہاری حقیقت مین
تعظیم اللہ کی ہی اور جسقدر کہ طاقت رہی شرائط تعظیم حسب نہج سی ہوسکی کما ینبغی
بجالاوی کہ یہہ تعظیم اور توقیر عین ایمان ہی ۔ در حریم سر تعظیمی توکس راہ نیست
از کمال احتشامت ہیچکس آگاہ نیست ۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ

تحقیق جنھون نی بیعت کی ہی ساتھہ تمہاری حدیبیہ مین سوا اسکی نہین کہ بیعت کی انھون
ساتھہ خدا کی اور مراد اس سی بیعت الرضوان ہی یعنی بیعت تمہاری بمنزلہ بیعت میری
ہی چنانچہ دوسری محل مین فرماتا ہی مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کذا فی تفسیر
الحسینی وغیرہ جسکہ اطاعت رسول کی اطاعت اللہ کی ہوئی اور تعظیم اور توقیر اور عشق
ساتھہ رسول کی بعینہ عشق اللہ کا ہو پس مانع اور منکر اسکا منکر نص قطعی کا ہو نعوذ باللہ
من جہل الجہلاء مانعین تعظیم حضرت رسالت مآب کی کافر ہین اب جانا چاہیے کہ فضیلت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوپر جمیع انبیاء بنی آدم اور جمیع ملائکہ کی تمامی کتب اہل سنت
اور جماعت سی ثابت ہو بسبب اسی شرف کی کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بیچ پیشانی
حضرت آدم علیہ السلام کی روشن اور تابان تھا حکم سجدہ کا جمیع ملائکہ کو صادر ہوا اور جس نی
انکار اس سجدہ سی کیا وہ کافر ہوا جب کہ سجدہ تعظیمی بسبب نور محمدی کی آدم کو درست ہوا
پس قیام وقت ذکر مولد شریف اور تصور ذات بابرکات کی کون مانع ہی اللہ تعالی فرماتا ہے
وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ
الْکٰفِرِیْنَ اور جب کہا ہمنی واسطی فرشتون کی سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب ملائکہ
نی مگر ابلیس نی انکار کیا اور غرور کیا اور کافرین سی ہوا اور جبکہ اللہ تعالی نی نور محمدی
صلب آدم سی ظاہر کرنا چاہا بسبب برکت اس نور کی چار نعمتین حضرت آدم کو عطا
فرمائین اول خلیفہ اپنا کیا دوم علم کثیر عنایت فرمایا سیوم ملائکہ کو بیچ مقابلہ علم کی
عاجز کیا چوتھی ملائکہ سی سجدہ کرایا جو ذات بابرکات ایسی ہو کہ اسکو ملائکہ سجدہ کرین
اسکی تعظیم کی واسطی وقت ذکر میلاد شریف اور وقت تصور ذات بابرکات کی
قیام کو کون مانع ہی جای تعجب ہی کہ واسطہ یہود اور نصاری اور کفار ہندوان
کی تعظیم سرو قد کرین اور واسطی تعظیم رسول اللہ کی مانع آوین عجب اسلام ہی اور
اتفاق ہی علماء سنت وجماعت کا کہ یہہ سجدہ سجدۂ عبادت نہین تھا اسواسطی
کہ سجدہ عبادت واسطی غیر اللہ کی کفر ہی اور کبھی اللہ جل شانہ نی حکم ساتھہ کفر اور
منہیات کی ارشاد نہین فرمایا ہی پس کسی حکم سجدہ آدم کا ہوا یہان سی معلوم ہوا

کہ یہہ سجدہ تعظیم تہا نہ سجدہ عبادت اور سجدہ تعظیم درست ہی اور جو مفسرین کہ اس سجدہ کو سجدہ
عبادت کہتی ہین وہ تاویل یون کرتی ہین کہ یہہ سجدہ حقیقت مین واسطی اللہ کی تہا اور
آدم علیہ السلام مثل قبلہ کی تہی کیونکہ سجدہ طرف قبلہ کی کرنی سی سجدہ طرف قبلہ کی نہین
ہوتا ہی بلکہ سجدہ طرف اللہ کی ہوتا ہی اِعلَم اَنَّ السُّجُودَ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَآدَمُ عَلَیہِ السَّلَامُ
کَالقِبلَۃِ یہہ مقام کمال بسط سی تفسیر کبیر مین موجود ہی اور تصور ذات باری کا بلکہ تصور مرشد
سی بہی حضوری حاصل ہوتی ہی اور اس حضوری سی انسان بہت منہیات سی باز
رہتا ہی اور مرشدان نامدار بسبب اسی تصور کی فنا فی الشیخ فنا فی الرسول
فنا فی اللہ تعالی جلی آئی ہین اور قرآن مجید سی بہی ثابت ہی وَلَقَد هَمَّت بِهٖ وَهَمَّ
بِهَا لَولَا اَن رَّاٰ بُرهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصرِفَ عَنهُ السُّوٓءَ وَالفَحشَآءَ اِنَّهٗ مِن
عِبَادِنَا المُخلَصِینَ ترجمہ تحقیق قصد کیا اوس عورت نی ساتہہ یوسف کی اور یوسف
نی ساتہہ اوس عورت کی اگر نہوتا یہہ کہ دیکہی اوسنی دلیل پروردگار اپنی کی اسیطرح کیا ہم نی
تو کہ پہیر دین اوس سی برائی اور بیحیائی تحقیق وہ بندون ہمارا خالصون سی تہا چنانچہ
حضرت یوسف عم کو بسبب فرط محبت باپ کی ہر دم تصور باپ کی صورت کا رہتا تہا
اللہ تعالی نی صورت یعقوب علیہ السلام کی ڈرنی اور انگلیون لئی یوسف علیہ السلام
کی دکہلائی کہتی ہین ای یوسف عمل کرتا ہی عمل کمینون کا اور نام تیرا لکہا ہی انبیاو
مین اور بعضون نی لکہا ہی کہ صورت حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت جبریل
علیہ السلام نی کہ کہتی تہی بنا کر طرف دروازی کی جب دیکہتی تہی یوسف علیہ
السلام باپ کی صورت کو باز رہتی تہی شر زلیخا سی جو کوئی تصور صورت صلی اللہ علیہ وسلم
کا کرتا ہیگا کیون نہ باز رہیگا شر شیطان سی ہکذا فی التفسیر الکبیر ضرور ہوا اوپر ہر
مسلمان کی کہ تصور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دلمین اور تعظیم و تکریم کما ینبغی بجا لاوی
اور اسی جگہہ سی ہی کہ مرشدین کاملین تصور صورت مرشدون کا ہر دم پیش نگاہ
رکہتی ہین اور اس عشق اور محبت مین ذوق پیدا کرتی ہین اور بسبب شوق ابدی کی
خاطری ہو جاتی ہین اور وجد کرتی ہین اور جمیع حاضرین مجلس واسطی اونکی تعظیم کی

کھڑی ہو جاتی ہیں اگر یوں تصور صورت حضرت کا کرکے یا واسطے تعظیم نام انکی یا اس
خیال کے جمیع حاضرین مجلس درود پڑھتے ہیں اور جہاں درود پڑھا جاتا ہے روح مبارک
وہاں حاضر ہوتی ہے تعظیم کے واسطے کھڑا ہو جاوے کیسے یہہ فعل ممنوع ہو گا چنانچہ حج
کتاب آٹھوین سماع اور وجد کی احیاء علوم میں لکھا ہے وَمِنْهَا مُوَافَقَةُ الْقَوْمِ فِي
الْقِيَامِ إِذَا قَامَ وَاحِدٌ فِي وَجْدٍ صَادِقٍ مِنْ غَيْرِ رِيَاءٍ وَتَكَلُّفٍ أَوْ قَامَ بِاخْتِيَارٍ مِنْ
غَيْرِ إِظْهَارِ وَجْدٍ وَقَامَ لَهُ الْجَمَاعَةُ فَلَا بُدَّ مِنَ الْمُوَافَقَةِ اب کچھہ اس باب میں احادیث
معتبرہ سے بھی گزارش کیا جاتا ہے کہ کھڑا ہونا واسطے اکرام علما اور سادات اور اہل صلاح
اور واسطے استقبال اور واسطے رحم الی ملک عادل کے مستحب ہے مشکوۃ
چنانچہ حدیث سعید خدری کے ذیل اوس حال کے ہے کہ حکم کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے انصار کو واسطے تعظیم سعد بن معاذ کے کہ قوموا الی سیدکم اور ایسا ہی قیام طلحہ کا واسطے
کعب بن مالک کے ثابت ہے اور امام بغوی نے کھڑا ہونا واسطے آنیوالے کے خواہ فضل ہو
مستحب کہا ہے اور کسیکے نکروہ نہیں جانا علاوہ برین رواج ہر دیار اور ہر قوم اور ہر زمانے
کا مختلف ہوتا ہے اور عرصہ چلا آتا ہے چنانچہ موطا شریف میں ابن شہاب نے ابی امامہ
سے اور انہوں نے خالد بن ولید سے نقل کیا ہے کہ داخل ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
بیچ گھر میمونہ کے اور میمونہ واسطے انکے طعام لائیں فرمایا آپنے کہ کیا ہے یہہ عرض کیا کہ گوشت
گوہ کا ہے آپنے ہاتھ مبارک کھینچ لیا عورتیں بیچ گھر میمونہ کے تھیں انہوں نے کہا کہ
حرام ہے یہہ گوشت یا رسول اللہ فرمایا نہیں لیکن گوہ بیچ قوم میری میں نہیں ہے اور
روایت دوسری میں آیا ہے نہیں ہے دیار قوم میری میں بچنا چاہتا ہوں اسسے خالد نے اوسکو
کہا لیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب عدم رواج قوم کے کہا یا جبکہ رواج ملک سعدر
نزدیک صلی اللہ علیہ وسلم کے معتبر ہوا جو لوگ کہ بسبب رواج ملک کے کہ علما فضلا حنفیہ
کہ اعتقاد اونکا خالص اہل سنت وجماعت کا ہو اور میل طرف افراط اور تفریط کی نکرتے
ہوں اور قیام کو مولد شریف میں مستحسن جانتے ہوں کیا شک ہے اسواسطے کہ اصل
القیام واسطے تعظیم کی ثابت ہے اور جو اصل کے مطابق اصول شرعیہ کی ہو وے گی

تفصیل اس التماس کا یہ ہی اور وہ جملہ اور حدیث ہوتی ہی اس متن کی تنقیح

حقیقت علیہ الرحمۃ واحسن الحل یہا ہر گاہ تعظیم استاذ اور سادات اور اہل صلاح کی عبارت مرقومہ

بالا سی ثابت ہیں قیام وقت میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیماً کس طرح

جائز نہ ہوگا اور یہہ فعل جمیع صحابہ سی ثابت ہی کہ واسطی تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی وقت تشریف لانیکی کہڑی ہوجاتی تہی اور وقت تشریف لیجانی کی کہڑی ہوتی

تہی یہان تک کہ آپ حجرہ میں داخل ہوتی تہی اور نظر سی غائب ہوجاتی تہی کیفیت

اور یہہ مشکوۃ میں موجود ہی اور آداب ظاہر عنوان آداب باطنیہ کا ہی لہذا اصلاح

افعال اور اقوال ضروری ہی اور قیام بذاتہ سنت ہی کہ فعل صحابہ ہی کہ رسول صلی اللہ

علیہ وسلم نی واسطی سعد بن معاذ کی حکم فرمایا ہی بہر وجہ مستحق ثواب ہی اور اکثر ایسی

امور ترویج دین مصطفوی کی موجود ہیں جیسی تشہد الفاظ نیت کا نماز میں سنت

علما ہی اور سنت علما کی بموجب اس حدیث واجب العمل ہی ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ

حسن کذا فی شرح المشکوۃ ملا علی قاری اور جو لوگ کہ اسکو بدعت سیئہ کہتی ہیں وہ

لوگ واقف اصول دین سی نہیں ہیں اسواسطی کہ اصل اشیا میں اباحت ہی جب

تک کوئی دلیل قطعی مانع اوسکی نہو وہی کذا فی البحر الرائق والہدایہ اور غرائب میں

لکہا ہی کہ بدعت پانچ قسم ہی ایک بدعت واجب جیسی تحصیل علم صرف اور نحو کا واسطی

معرفت کلام اللہ اور احادیث کی دوسری بدعت حرام جیسی تحصیل علم فلاسفہ کا تیسری بدعت

مندوب جیسی مصافحہ بعد نماز عصر اور فجر چوتہی بدعت مکروہ جیسی مزین کرنا مسجد

کا سونی اور چاندی اور گل بوٹہ سی پانچوین بدعت مباح جیسی فراخ کرنا اور [illegible]

طعام واسطی مہمانون کی پکانا اور کل بدعت سیئہ نہیں ہوسکتی ہی اسواسطی کہ کل بدعۃ

ضلالۃ عام مخصوص البعض ہی اور قیام تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم اول سی

یعنی واجب سی یا مستحب سی شرح موطا میں باب مصافحہ میں لکہا ہی عن عبد اللہ الخراسانی

انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصافحوا یذہب الغل وتہادوا وتحابوا

وتذہب الشحناء قلت علیہ اہل العلم قال الشافعی ان المصافحۃ مستحبۃ عند

كل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلوة الضحى والعصر فلا اصل له
في الشرع على هذا الوجه ولكن لا باس به لان اصل المصافحة سنة وكونهم
حافظوا عليها في بعض الاحوال وفرطوا فيها في كثير من الاحوال لا يخرج ذلك
البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع باصلها اقول هكذا ينبغي
ان يقال في المصافحة يوم العيد. پس کہڑا ہونا وقت میلاد شریف کی یا آگی زیارت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال مستحسن ہی اور عالمگیری مین لکہا ہی کہ آگی زیارت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسا کہڑا ہووی جیسا نماز مین کہڑا ہوتا ہی فیتوجه الی قبره صلی
الله علیه وسلم فیقف عند راسه ولا یضع یده الی جدار التربة فهو اهیب
واعظم للحرمة ویقف کما یقف فی الصلوة ویمثل صورته الکریمة کانه نائم
فی لحده عالم به یسمع کلامه کذا فی الاختیار شرح المختار اور اجماع
علمای حرمین و بخارا اور علمای ہند وغیرہ کا ہی انکار اجماع کہ نص قطعی ہی کفر ہی
لا یجتمع امتی علی الضلالة اور مخالفت اجماع کی کرنا مصداق من شذ شذ فی النار کا ہی
اور سید محمد برزنجی کہ امام حدیث اور سیر کی تہی اور تعریف اونکی روضة الاحباب
تصنیف عطاء اللہ بن فضل اللہ حسینی مین لکہی ہی کہ وہ معاصر ابن حجر کی تہی اور امام
حرمین شریفین تہی اونہون نی کتاب عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین لکہا ہی
وقد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف ائمة ذو روایة ودرایة فطوبی
لمن کان قیامه لتعظیمه صلی الله علیه وسلم غایة مرامه ومرماه ودر بهجة الاسرار
باسنادیکه در وی دو واسطه بیش نیست روایت کرده که روزی حضرت غوث الثقلین
شیخ محی الدین عبد القادر رضی الله عنه بر کرسی بود و وعظ می فرمود و قریب ده هزار
کس [illegible] وعظ وی حاضر و شیخ علی در زیر پای کرسی شیخ نشسته ناگاه شیخ علی
را خواب برد پس شیخ عبد القادر قوم را فرمود خاموش باشید همه ساکت شدند تا آنکه جز
انفاس از ایشان شنیده نمی‌شد پس فرود آمد شیخ از کرسی و ایستاد با ادب در پیش
شیخ علی مذکور و می نگریست در وی پس بیدار شد شیخ علی و گفت شیخ عبد القادر

باری که دیدی حضرت را در خواب گفت نعم فرمود از جهت ادب در زیر دیدم با تو قدم نتوانستم
در پیش تو فرمود بچه وصیت کرد ترا آنحضرت صلی الله علیه وسلم گفت بملازمت مجلس تو
پس شیخ علی گفت آنچه من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیداری دید و رفقا
کرده اند که هفت کس از مردان راه درانزو از عالم رفتند رحمة الله علیهم اجمعین
نقل از ترجمة المشکوة للشیخ عبد الحق المحدث الدهلوی قدس سره ملفظه فی کتاب الرد

مقصود علی — شد از ظهور حسین علم و عدل اشتهار — غلام حسین — حافظ شریف حسین — سید یعقوب علی عفی عنه — محمد ضیا علیخان

سید علی حسین — خویدم الطلبه سید محمود علی

استفتای دیگر

کیا فرماتی ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس صورت مین کہ لوگ بوقت ذکر ولادت باسعادت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مجلس میلاد شریف میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور سجدہ کرتی ہیں اس میں عمل علمای
حرمین شریفین کا اور مانعین کہتی ہیں کہ یہہ ثابت نہیں ہوا علمای مجتہدین سابقین
سی اور نہ صحابہ و تابعین سی پہر اس صورت اختلاف میں جو حق ہو فرمائی اجر دی گا

جواب اسکا یہہ ہی کہ درمیان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑا ہونا مستحب ہی
اسواسطی کہ اسپر اجماع علما حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کا ہی اور وہ جو مانعین کہتی
ہیں کہ ثابت نہیں ہوا علمای مجتہدین اور صحابہ و تابعین سی یہہ بات انکی دین کو
برباد کرنی والی ہی اور بہت غلط ہی اسواسطی کہ بہت مسئلی ہیں کہ پیغمبر خدا اور صحابہ اور
مجتہدین کی وقت نہیں ہوتی ہیں لیکن اب وہ واجب ہیں یا مستحب یا مباح جیسا تقلید
خاص یعنی حنفی کی کرنی یا شافعی کی کرنی نزدیک علما متاخرین کی واجب ہی حالانکہ
حنفی یا شافعی وقت پیغمبر خدا کی نہ تہی نہ ایک امام و مہدی کی وقت میں تہا اور اسیطرح
علم فقہ اور اصول کا پڑہنا فرض کفایہ ہی اور اسیطرح علم صرف اور نحو کا پڑہنا واجب ہی
حالانکہ کوئی انمین سی نہین پڑہتا تہا اور نام لینا اور شانا وقت کا اور جمع کرنا اور
صحیح بخاری کا نازل ہونی قرآن پڑہنے کی یا قرآنی کا چہپانا اور خاندان قادریہ اور نقشبندیہ
اور دستار بندی بعض باتین مستحب ہی جیسی کہ شرح وقایہ مین مذکور ہی اور نام اہل سنت

قرآن حمید کی بقوله تعالی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جو کوئی لاوی بہلائی
پس واسطی اوسکی ہی دس برابر اوسکی اور ایسا ہی اللہ صاحب نے بیچ دوسری آیت کی فرمایا
قوله تعالی مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ
سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ مثل اون لوگوں کی کہ خرچ کرتی ہین مال اپنا بیچ راہ اللہ کی جیسی مثل ایک دانہ
کی کہ اوگاوی سات بالین بیچ ہر بالی کی سو دانی اور اللہ دونا کرتا ہی واسطی جسکی
چاہی اور اللہ کشایش والا جاننی والا ہی اور مثل اسکی بہت جگہہ آیا ہی اور یہی حدیث
صحیح مین آیا ہی کہ بچاو اپنی کو آگ سی اگرچہ ہو پارا دیکر بقوله علیه الصلوة والسلام
اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اور مثل اسکی بیچ صدہا احادیث کی آیا ہی بسبب طول کی
کی ترک کیا اور چنانچہ شیخ عبد الحق نی فرمایا ہی جو شخص محفل کری اور بحسب طاقت
اپنی کی خرچ کری یہہ امر نہایت مستحسن اور موجب ثواب دارین اور دلیل اوپر فرط محبت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور ہمیشہ سی اہل اسلام محفلین کرتی تولد رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کرتی تہی اور بحسب طاقت اپنی کی صرف مال کرکی ثواب حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو پہونچاتی اور فرمایا جو کوئی اس محفل کو کریگا بسبب اوسکی دونی اوسکی مال مین اتنی
اعدا ان کی اور حاصل ہووین کی واسطی اوسکی سب مرادین اور جو کوئی اس محفل کی
کرنیکو منع کریگا اوسکی قلب مین جلتی ہی اوسکی دلمین بیماری اور دشمنی ہی اور بہت
فوائد اوسکی کتاب ما ثبت بالسنة مین بیچ التسند ابن جزری اور امیر حق حاج
مرحوم فرماتی ہین ترجمہ اور عبارت اوسکی یہہ ہی کہا ابن جزری ملائی جس وقت کہ
تہا ابولہب کافر وہ کہ نازل ہوا قرآن بیچ مذمت اوسکی کی نجات پایا کیا آگ
سی ساتہہ خوشی کرنی شب ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کیا حال ہی اون مسلمان
امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ خوشی کرتی ساتہہ پیدا ہونی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اور خرچ کوی وہ جو کچہہ کہ میسر ہووی اوس سی طرف اوسکی مقدور اوسکی
سی بیچ محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میری اتنی قسم ہی کہ نہو ہوگی جزا اوسکو مگر اللہ تعالی

کیا اللہ کو کرم ہی یہہ کہ داخل کریگا اللہ اوسکو ساتہہ فضل عام اپنی کی بہشت نعیم میں اور ہمیشہ سی اہل اسلام محفلیں کرتی تہی بیچ مہینی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور عمل کرتی تہی وہ لوگ طعام اور میٹہون کی اور تقسیم کرتی تہی بیچ اون راتون کی کہ پیدا ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ طرح طرح کی صدقون کی اور ظاہر کرتی تہی خوشی کو اور زیادہ کرتی تہی بیچ نیک کامون کی اور متوجہ ہوتی اور خوش آوازی سی پڑہتی تہی احوال مولد شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ظاہر کرتی تہی اوپر اون لوگون کی اوس مکان کو ساتہہ تمام فضل عام کی اور اوس مجلس سی یہہ آزمائی گئی بعضی خاصیت اوسکی یہہ ہی کہ تحقیق وہ محفل پناہ ہی بیچ تمام سال کی اور خوشی کرنی مقصد کی ساتہہ جلدی پہونچنی حاجت اوپر مراد کی پس رحمت کری اللہ تعالی اوس شخص کو کہ کیا اوسنی راتون مہینی ولادت مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیدین تو کہ ہووی سخت ترعلت بیچ قلب اوسکی کی مرض اور دشمنی ہی اور بہت تحقیق دراز کیا ابن الحاج رحمۃ اللہ نی بیچ مدخل کی انکار اوس چیز کی سی کہ نکالی ہیں لوگ آدمی بدعتون سی اور خواہشون طبیعت سی اور غناسی ساتہہ آلات محرمہ کی نزدیک عمل مولد شریف کی پس اللہ تعالی نیک رکہی اوسکو اوپر ارادہ اوسکی کی ایسا ارادہ کہ بزرگ ہی اور چلاوی ہمکو راستہ سنت کا پس تحقیق اللہ تعالی کفایت کرتا ہی اور بہتر ہی وکیل قال ابن الجوزی اذا كان هذا الكلب الكافر الذي نزل القرآن بذمه جوزي في النار بفرحته ليلة مولد النبي صلى الله عليه وسلم فما حال المسلم من امته يسر بمولده ويبذل ما انتهى اليه قدرته في محبته صلى الله عليه وسلم لعمري انما كان جزاءه من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقرأة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم ومما جرب من خواصه انشاء امان في ذلك

العام وبشرى بما جل بنيل التعظيم المرام وجعله الله امر التخذ بيالي شهر المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه مرض وعناد ولقد اطنب ابن الحاج في المدخل في الانكار على احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالآلات المحرمة عند عمل المولد الشريف فالله تعالى يثيبه على قصده الجميل ويسلك بنا سبيل السنة فانه حسبنا ونعم الوكيل اور ايسا ہی جابجا آیا ہی اور کہڑا ہونا اس سبب تکریم اور تعظیم ذکر تولد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں درست ہی بہتر اور مستحسن کہا ہی تمام علما ی حرمین شریفین نے در ائمہ صاحب ہدایت اور اکثر علما ہند نی بوقت ذکر تولد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور کہڑا ہوجاوی میں لیکن ہر وقت نام مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سنکے کہڑا ہونا ضرور نہیں ہی موجب تکلیف کا ہی اور تکلیف مالا یطاق ہی زیادہ خوب نہیں اور اس کہڑی ہونیکی سند کتاب عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر میں سید محمد برزنجی رحمہ اللہ تعالی کی مرقوم ہی یہ ہی ہذا وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ وہکذا ذکرہ بالتصریح الصحیح مولانا سلامت اللہ کانپوری نی جواب ہذہ المسئلہ وکذا مولانا رفیع الدینخان رحمہ اللہ تعالی فی الدنیا والدین مرادآبادی اور یہی ہدایہ میں لکہا ہی کہ استحسان جائز رکہتی امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد رحمہم اللہ اور تمام فقہا کی معتبر ہی جب تک کوئی مانع نپایا جاوی اور اسکی کوئی نص مانع اسکی نہیں ہی اور عبارت اوسکی یہہ ہی وبالنص علیہ فہو محمول علی عادات الناس لانہا دلالہ ہدایہ بعینہ اور یہی حدیث کی آیا ہی کہ جسکو علما اور فضلا اور تمام مسلمان نیک جانتی ہیں اوسکو اللہ عزوجل بہی نیک جانتا ہی ہدایہ اور در مختار اور رجانیہ وغیرہ میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ منقول ہی کہ ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور نور الانوار شرح منار میں اکثر دلائل اجماع کی اور بہتر ہی امت کی قرآن شریف سی ثابت کی ہی اور

جمہور انام قیام میکنند **جواب** جمہور مسلمین اور فقہا و محدثین کافہ بلاد اسلامیہ از حرمین محترمین
تمام عرب از حجاز و شام و یمن و مغرب و عراق و ہند و فارس قیام بوقت ذکر ولادت حضرت
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم در مجلس میلاد شریف مستحسن نوشتہ اند و علیہ الاجماع چنانچہ امام برزنجی
در عقد جوہر ہم آوردہ و عبارتہ ہکذا وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف صلعم وکذا جاء فی المواہب
وقال بعض فی المواہب فطوبی لمن کان تعظیمہ صلعم غایۃ مرامہ ومرماہ وفی بحث الفرح من لوبابیہ علماء
المواہب الاربعۃ افتوا بجوازہ وعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اشرف
الناس حسبا ولا فخر واکرم الناس قدرا ولا فخر ایہا الناس انا ناتیا من اکرمنا ومن کاتبنا
کاتبناہ ومن شیع موتانا شیعنا موتاہ ومن قام بحقنا قمنا بحقہ ایہا الناس جالسوا الناس علی قدر
احسابہم وخالطوا الناس علی قدر ادیانہم وانزلوا الناس علی قدر منازلہم فداروا الناس بعقولکم
فثبت من ہذا النص القیام فینبغی لکل مسلم ان ینفق بمالہ ما یسعہ طاقتہ علی محبۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ویضیفہ صلعم ابتغاء لوجہ اللہ تعالی ذلک من اعطاء النعم بالافلم یضیفہ علیہ
ولم یضیفہ صلعم فعسی ان یکون قد جفا کما کان قد جفی من ذکر صلی اللہ علیہ وسلم عندہ فلم یصل علیہ
منتخب کنز العمال ... نقل عن بعض المشایخ انہ صلعم رای فی المنام وقال صلی اللہ علیہ وسلم
یا فلان اخبر احبابکم فی مجلسکم الذی اجتمعتم فیہ فالیقنوا ان روحی فیکم حاضر بالادب فی مدینۃ الطابس
روی رجل فی بغداد وکان یصنع فی کل سنۃ مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ویجمع الناس
علی تلاوۃ القرآن ویطعم الطعام ویکثر الارامل والایتام التماسا برکۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وکان بجوارہ یہودی فقالت لہ زوجتہ ما بال جارنا المسلم ینفق مالا جزیلا فی کل عام فی ہذا الشہر دون
سائر الشہور فقال لہا زوجہا یزعم ان نبیہ ولد فیہ فہو یفعل ذلک کرامۃ لہ فناما لیلتہما وکان فی
قلب الزوجۃ اشتیاق المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فرات فی المنام کان رجلا جمیل الوجہ کثیر الانوار
قد دخل بیت جارہا المسلم وحولہ جماعۃ من اصحابہ کالاقمار وہم یعظمونہ ویجلونہ فقالت لواحد منہم
من ہذا الجمیل الوجہ کثیر الانوار فقال لہا ہذا محمد المختار صلعم قد دخل فی بیت جارکم المسلم یدورہم
لفرحہم ثم قالت ہل یکلمنی اذا کلمتہ فقال لہا نعم فاتت الیہ فقالت یا محمد فقال لہا لبیک یا امۃ اللہ
فبکت وقالت یا رسول اللہ تجیب مثلی بالتلبیۃ وانا علی غیر دینک ومن اعدائک فقال لہا والذی

يبشرني بالحق بنيا يا اخبت بذلك حتى علمت ان الله تعالى قد هداك فقالت له انك لنبي كريم وانك
لعلى خلق عظيم تعس من خالف امرك وخاب من جهل قدرك ايدك الله بيدك فاشهد ان لا اله الا الله وان
محمدا رسول الله فاستيقظت وهي فرحة مسرورة بهذا المنام حيث رأت سيد الانام صلعم ودخلت في
ملة الاسلام فعهدت الله في سرها انها اذا اصبحت تصدقت بجميع ما تملكه وتعمل مولد النبي صلى الله عليه وسلم
فرحا باسلامها وشكرا للرؤيا التي رأتها فلما اصبحت رأت زوجها قد هيأ الوليمة بهمة عظيمة لا يعرف ساعده
بنية رفيعة ووضع القدور على النار وهو يجد جهدها بنفسه وعليه اثر الفرح والسرور والاستبشار فقال لها
مالي اراك في همة صالحة قالت له من اجل الذي اسلمت على يديه البارحة فقال الحمد لله الذي جمعني
واياك على دين الاسلام وانقذنا من الكفر والظلام ببركة النبي صلى الله عليه وسلم

محمد فضل حق

مفتي محمد شرف الدين | محمد جلال الدين | غلام حسين | وحيد الدين | محمد فضل الله

عمدة العلماء شرع ...

الله مؤيد من نصره

فضل حسن

قال العبد الضعيف عبد الحق بن مولانا
ملك العلماء محمد خليل الرحمن المصطفى آبادي عليهما فضل الرحمن الهادي لا شك ان القيام لتعظيم رسول الله
صلى الله عليه وسلم عند ذكر مولده صلعم بدلائل كثيرة ثابت بحيث لا ريب فيها وروى احمد وابوداود
عن ابي ذر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلعم من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه
كذا في المشكوة فعلم النقصان في القيام من قدر قيام الجماعة شبرا الخروج ناقص القيام من الجماعة فافهم

محمد عبد الحق | محمد عبد الواحد | محمد حيات

قال الله تعالى لتعزروه وتوقروه والقيام المذكور من التوقير

عبد الرب

احسانا من اجاب

محمد عبد العلي

قيام جماعة حاضرة عند ذكر ميلاد رسول الله صلعم اكراما
وتعظيما له صلعم حسن عند العلماء كما استفاد من قوله تعالى ورفعنا لك ذكرك

ظهور حسين

تعظيم رسول الله
صلى الله عليه وسلم باي وجه تيسر فهو واجب من الايمان قال الله تعالى انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا
لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه فالقيام عند ذكر ولادته صلعم عند قرءة المولد الشريف ليس الا
افراد لتعظيم الواجب القطعي من الايمان ... استحسنه علماء مصر والشام واليمن وقال به كل مؤمن
فالطاعن فيه يا منعه عليه من زوال الايمان ورسوخ اتباع الشيطان اولئك حزب الشيطان
الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون كتب ذلك الراجي عن عفو ربه ... الحنفي محمد خليل الرحمن ...
المصطفى آبادي عمره الله تعالى بلطفه الخفي يوم التناد

محمد خليل الرحمن | محمد ضياء ...

یہانسی رد ایک ایک فقرہ جواب الجواب کی شروع ہی

بحمد اللہ و بعونہ تعالی براہین ساطعہ و حجج قاطعہ درباب اثبات استحباب محافل مولد شریف و اظہار استحسان
مراتب قیام منیف بیان ہوچکی اب حال کساد و زیوفت عبارت رد الجواب سنا چاہیی کہ لمع اور
سراب کی طرح بلا توجہ خاطر جاتا رہا قال المنکر الاول قیام یعنی کہڑی ہونا اگرچہ ایک نوع تعظیم آنیوالی کی
واسطی ثابت ہوتی ہی اقول مدار استحسان قیام اسی امر پر ہی کہ قیام افراد تعظیمیہ و تکریمیہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سی ہی سو اس عبارت مجیب سی بہی اقرار و تسلیم اسکا ظاہر و عیان ہی
قولہ مگر کہڑی ہونا حکایت قدوم پر وہ بہی حسب رسالہ مولود مین ہوا اور اگر قران اور حدیث
مین ذکر قدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار بار آوی کوئی نہ کہڑا ہو یہہ بات کتب شرعیہ
سی معلوم نہین ہوتی ہی فقط واہمہ کا زور ہی اقول سچ ہی کہ تسلیم و اقبال کرنا قیام مطلق
کلی کا افراد امور تعظیمیہ سی اور انکار کرنا قیام مقید جزئی کا مجانین و دیوانوں کا کام ہی مجیب
نی جو جملہ فقط واہمہ کا زور ہی لکہا اوسکی حق مین بجا ہی کیونکہ باوجود قائل ہونی کل انسان
ناطق کی ناطق نکہنا عمرو زید بکر کو کار عاقل و ذی شعور نہین ہی اور وہ جو مجیب بطور طنز کی کہا ہی
کہ اگر قران و حدیث مین ذکر قدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ذکر ولادت شریف ہزار بار
آوی کوئی نہ کہڑا ہو فقط یہہ کلمہ بہی بمقتضای جوش جنون اوسکی قلم سی نکلا قران مجید مین
ذکر ولادت کا کہان ہی کہ ہزار بار کسیکی زبان پر آوی افسوس یہہ شخص سیدہا سیدہا قران
شریف بہی نہین پڑہا ہی ورنہ ایسا نہ لکہتا اس جگہہ مضمون اس شعر کا اوسپر صادق آتا ہی
چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا اگر کسینی کلام اللہ
و احادیث مین نام نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سنا اور درود نہ پڑہا اور ایک مقام مین باستماع
اسم مبارک موذی ورود ہوا یا اوستاد و عالم و سادات کی تعظیم کی واسطی اکثر نہین کہڑا ہوا اور
اگر نہ کسی محفل مین اونکی تعظیم کی لئی استادہ ہوگیا تو نزدیک عقلا کی وہ شخص اس فعل پر
ملام ہوگا اور مجیب چونکہ کتب شرعیہ سی واقف نہین ہی اس سبب جہل علمی و جہالت کی کیونکر
معلوم کر سکی مگر اوسکی نہ معلوم ہونی سی نفی وجود لازم نہین آتی ہی قولہ اور اتفاق
علما حرمین شریفین و علما دیگر دیار مستحب اور افضل ہونے پر اسکی اگر

اور اقتدار علماء کرام کیف ما اتفق ہو رہا ہے بدون حجت شرعی کی مامور بہ ہوں یہہ بات اصول
شرع سے ثابت نہیں ہوتی ہے و من ادعی فعلیہ البیان اقول اس کلام سے جہالت و تعلیمی منکر کی
آشکارا اور عیاں ہے ظاہرا یہہ مقولہ اپنے استاد عبد الحق ساکن قصبہ لونی سے سیکھا ہے مگر عجب
ہے کہ رسالہ اثبات التقلید لارشاد البلید مصنفہ مولوی نصر اللہ خان احمدی خورجوی
کا اور کتاب تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین مستند باقوال علماء حرمین شریفین و مولانا محمد اسحق
صاحب و مولوی محمد علی رامپوری و مولانا محمد صدر الدین صاحب و دیگر علماء دہلی
وغیرہ کی کہ رد قول مردود پیشوای اہل ضلالت میں درباب منع تقلید کی مولف نے نہیں لکھا
یا بسبب بلادت کی نہیں سمجھا ورنہ اقتدا الاستادہ طالب السبیل الشرعی کا نہوتا اب مختصرا بطور
تنبیہ و تادیب مجیب منکر کی بیان کرتا ہوں کہ احکام شرعیہ میں تفحص کرنا دلیل کا منصب مجتہدین
کاملین کا ہے اور سوائے اونکی اور علماء و کافہ عوام و جہلاء پر تقلید مجتہدین و اتباع علماء کی لازم
ہے اور معنی تقلید کی لغت میں یہہ ہیں التقلید در گردن افگندن حبل وغیرہ آن کسی را و کار
در عہدہ کسی کردن ہے کذا فی الصراح اور اصطلاح اصول فقہ میں عبارت ہے اتباع انسان سے
غیر کی واسطے اقوال و افعال میں حق جانکر بغیر نظر و تامل کی بیچ دلیل کی گویا کہ اس مقلد نے
قول و فعل غیر کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالا بغیر مطالبہ دلیل کی قال فی التحقیق
شرح الحسامی والتقلید اتباع الانسان غیرہ فیما یقول او یفعل معتقدا للحقیۃ فیہ
من غیر نظر و تامل فی الدلیل کان ہذا المتبع جعل قول الغیر او فعلہ قلادۃ فی عنقہ من
غیر مطالبۃ دلیل و فی کشف المنار اعلم ان التقلید عبارۃ عن اتباع الرجل غیرہ فیما سمعہ یقولہ
تقدیرا انہ بحق بلا نظر و تامل فی الدلیل کانہ جعل قولہ قلادۃ فی عنقہ اور خود عبد الحق استاد منکر اپنی
رسالہ میں معنی تقلید کی اس طرح بیان کیا ہے کہ تقلید اتباع ہے غیر معصوم کی ساتھ حسن ظن کے
بغیر دلیل شرعی کی التقلید اتباع غیر معصوم بحسن ظن بلا دلیل شرعی اور مجتہد
مطلق کو ادلہ دلیل پر عمل کرنا چاہئے اور مجتہد اوسکو کہتے ہیں کہ جانے قرآن و حدیث
کو مع ملحقہا یعنی تمام اقسام و انواع اونکی عبارۃ النص و دلالۃ النص و اشارۃ النص و اقتضاء
النص اور ناسخ و منسوخ و ظاہر و نص و مفسر و محکم و متشابہ و مادل و خفی و مشکل و مجمل و خاص

عام وغیرہا اور اقسام حدیث صحیح وضعیف وحسن مرفوع وموقوف واحاد ومشہور ومتواتر ومرسل و منقطع ومنکر ومعلل وشاذ وغیرہا اور ماہر ہو علم لغت ومواد اشتقاق وصرف ونحو ومعانی و بیان مین اگر جانتا ہو مواضع اختلاف جملہ ائمہ وطرق رد وکلام فصیح وردی ومذموم ومفرد و شاذ وشواذ ونوادر وحقیقت ومجاز وغیرہ اور اونکی شرط اجتہاد کی یہ ہی کہ کتاب سب ہو کا حافظ ہووی وہ کتاب ایسی بڑی نہی کیونکہ ایک الف کا لکہتی ہی اور جو ان سب امور کو نجانتا ہو وہ زمرۂ عامی وجہال کی حد ودی او سپر تقلید لازم ہی کہ بلا دلیل اتباع کری کذا فی التحریر لابن ہمام والتیسیر التقریر شرحیہ وعمدۃ المرید شرح جوہر التوحید والسراجیہ فتح القدیر والکفایہ وفتاوی عالمگیری اور اگر زیادہ تفصیل وتوضیح دیکہنا منظور ہو تو تنبیہ الضالین دیکہو اسی واسطے تنبیہ الغبی و ضالین اور ہدایت صالحین کی تصنیف ہوئی ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پوچہو علما دین سی جو نہین جانتی ہو اور بہ سبب فرمانی علما کی عمل مین لاؤ اور ترک اتباع مسلمین کو اللہ تعالی نی مانند مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرار دیا ہی قولہ تعالی وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا كذا فی نور الانوار والتنقیح والتوضیح او حدیث صحیح وارد ہی اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ یعنی اتباع کرو جمہور علما کی اور دوسری حدیث مین آیا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ رواہ احمد یعنی فرمایا ہی پیغمبر صاحب نی کہ شیطان گرگ آدمی کا ہی مانند گرگ کی کہ پکڑ لیتا ہی بکری گریزندہ و دور رفتہ کو یکجانب ماندہ کو دور رہو تم اپنی تئین گہاٹیون کی راستی سی یعنی جماعت سی باہر نہ چلو اور لازم پکڑو جماعت اور اکثر کو یعنی اتباع اکثر وجمہور علما کی لازم پکڑو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سی مروی ہی کہ واجب ہی عامی پر پیروی کرنی فقہا کی کیونکہ اونمین قابلیت نہین ہی اس بات کی کہ حدیثون کو سمجہانی اور معنی اوسکی دریافت کری اور تاویلات کو اوسکی سمجہی اور منسوخ کو ناسخ سی اور عام کو خاص سی اور محکم اور متشابہ وغیرہ کو الگ الگ تمیز کری اور احکام کو معلوم کری رُوِيَ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهٗ وَاجِبٌ عَلَى الْعَامِّيِّ الْاِقْتِدَاءُ بِالْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ فِيْ حَقِّهٖ اِلٰى مَعْرِفَةِ الْاَحَادِيْثِ وَمَعَانِيْهَا

وتاویلاتها وناسخها ومنسوخها وخاصها وعامها ومحکمها ومتشابهها ودرایات فهم

باب وجوب اتباع فقهای مذکوره ذیل مین فی جواهر الفتاوی اما فی حق عامة المسلمین
لایکون فی وسع کل واحد ان یرجح الدلائل ویجتهد لکن ینبغی ان یرجح اماما ویکون
متبعا فی الدر المختار وقد ذکروا ان المجتهد المطلق فقد فقد واما المقید فعلی سبع مراتب
مشهورة واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوه وما صححوه کما لو افتوا فی حیاتهم فان قلت قد
یحکون اقوالا بلا ترجیح وقد یختلفون فی التصحیح قلت یعمل بمثل ما عملوا من اعتبار تغیر العرف
واحوال الناس وما هو الارفق وما ظهر علیه التعامل وما قوی وجهه ولا یخلو الوجود
عمن یمیز هذا حقیقة لا ظنا وعلی من لم یمیز ان یرجع لمن یمیز لبراءة ذمته والخیر فیه لی
بمقام آخر وان لم یکن مجتهدا فعلیه تقلیدهم واتباع رایهم فی مختصر الاجناس القاضی اذا لم
یکن مجتهدا فعلیه اتباع رای الفقهاء فی العقائد الحاجبیة ویفترض علی المقلد اتباع المجتهد
سواء کان ذلک المقلد عامیا او عالما بطرق علم من العلوم فی مسلم الثبوت اجمع المحققون
علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة بل علیهم اتباع الذین سبروا ووضعوا ودونوا
وعللوا وفصلوا فی شرح المسلم لمولانا ملک العلماء عبد العلی محمد رحمة الله علیه یعنی یجب
علی العوام تقلید من تصدی علم الفقه لا اعیان الصحابة المجملین القول فی فیض القدیر
شرح الجامع الصغیر یجب علینا اعتقاد ان الائمة الاربعة ولا یجوز تقلید الصحابة ولا
التابعین کما قاله امام الحرمین وقد نقل الامام الرازی اجماع المحققین علی منع العوام
من تقلید اعیان الصحابة وغیرهم وهکذا قال الامام المحقق النووی فی شارح
الاربعین وهکذا قال ابن الحجر فی رسالته پس اگر منکر دعوی اجتہاد کا کرے لیکن اسکا ہی محض
بدیہی البطلان ہے وسکو استعداد علم صرف نحو کی بھی نہیں ہے لامحالہ عامی جاہل ہے تو اسکو سوای تقلید واتباع
علماء کرام کی کچھ چارہ نہیں ہے اوسکو کیا منصب ہے کہ مطالبہ دلیل شرعی کرے اور وہ دلیل کو کیا سمجھے گا
اور اس جگہ آیت وحدیث واجماع تین اصول شرع شریف سے وجوب تقلید واتباع لکھا گیا اب
منکر پر لازم ہے کہ اپنے قول باطل سے توبہ کرے اور ہدایت پکڑے اور اپنی جہل کی ہٹ سے قور
سے اللهم اهده قوله بلکہ علماء نامدار اور فضلاء تقوی شعار مثل ملا علی قاری حنفی

وغیرہ نی بدعات حرمین مین مسائل لکہی ہین اور رداد الضالین کی ہی ہی اقول منکرنی عبارت
ملا علی قاری کی نہین سمجہا مقام مین نہین لکہی ہرگز رسائل ملا علی قاری مین ناشغول ہونا فعل علمای
حرمین شریفین کا مرقوم نہین ہی اور اگر بعض عوام کی لکہی ہون تو اور بات ہی کلام
علما مین ہی نہ جہلا مین اگر مجیب سچا ہی تو عبارت ملا علی قاری کی درباب تضلیل علمای
حرمین شریفین و مرتکب ہونا بدعات اونکا حاشیہ مین الگ نقل کری صرف تحریر مجیب معاند
کی کافی نہین ہی قولہ اور اسلاف صالحین سی بہت سی علو فیالات ایسی ہی ان کا نام ابہام اور معازف
کی ساتہہ سنا ہی حالانکہ اگر کوئی اونکی فعل کو حجت گردانی علمای شریعت کی سامنی اصلا مجاز
نہین اقول منکر کا یہ قیاس مع الفارق ہی کجا راگ باجی و معازف محرمہ کی ساتہہ کہ فقہای
کرام نی بالاجماع اوسکو حرام لکہا ہی اور کہان قیام واسطی تعظیم نبوی کی کہ مامور بہ ہی جیسا اون لعبید
بیچ تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اس مقام پر یہہ مثل صادق آتی ہی من تفسیر ایہم و تفسیر
من چہ تفسیر اید قولہ علاوہ اسکی نقول علمای دیندار کی کتب مشہورہ مین تصریح کی بدعت ورد ہو
ہونی اس فعل پر اقول یہہ محض غلط ہی بلکہ محدثین کبار نی تصریح کی ہی اوپر استحسان اور استحباب
اس فعل کی اور اجماع علما کا اسپر نقل کیا ہی جیسا کہ استفتا ہای استحسان قیام مین لکہا ہی
واضح ہی قولہ چنانچہ شیخ محمد شامی نی اپنی کتاب جو مسمی سبل الرشاد فی احوال خیر العباد المشہور
بسیرۃ الشامی ہی چہٹی باب مین لکہا ہی عبارت انکی یہہ ہی جرت عادۃ کثیر من المحبین
اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یَقُوْمُوْا تعظیمًا لہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہ انتہی اقول منکر نی اصل کتاب سیرت شامی نہین دیکہی
کسی استفتا وغیرہ مین عبارت دیکہکر اور تصرف کرکی بقدر اپنی مطلب کی عبارت نقل کردی
اسپر دلیل یہہ ہی کہ نام کتاب کا غلط لکہا صحیح نام اس کتاب کا سبل الہدی والرشاد ہی اور
منکر نی نقل مین خیانت کی ہی کہ اصل عبارت لا اصل لہا ہی اور قاعدہ نحو بہی اسی کا مقتضی
ہی کیونکہ ضمیر تانیث لہا کی طرف بدعت کی راجع ہی منکر نی لا اصل لہ لکہا ہی بفضلہ تعالی
اصل کتاب سبل الہدی والرشاد میری پاس موجود ہی اور اس عبارت سی حرمت قیام کا
قیام نہ صراحۃ مستفاد ہی اور نہ ضمنا اوس سی صرف ہونا قیام کا ایسی بدعت کہ لا اصل لہا

[illegible] ذو الحجۃ الصلوۃ وحسان نمانہ قرینہ صحیح ہی اوپر اس مراد کی علاوہ اسکی علامہ حلبی
رحمہ اللہ علی تفصیل قول محدث موصوف کا بخوبی کر دی کہ بدعۃ ای بدعۃ حسنۃ
کذا فی [illegible] المسلول اور شیخ الاسلام [illegible] پسر محدث موصوف نی
بہی تاویل کی ہی کذا ذکرہ مولانا محمد صدر [illegible] رحمہ اللہ تعالی فی رسالتہ
ہیں بحسند کلام صاحب سیرت شامی ہی منکر کا [illegible] ہوا الحمد للہ علی ذلک اور طرفہ
یہہ ہی کہ سبل الہدی فی الرشاد میں بہت اقوال محدثین عظام [illegible] کرام دربارہ
استحباب محافل میلاد شریف مذکور ہین اور محدث مسطور نی کلام فاکہانی منکر مولود
مردود [illegible] باوجود اس تصریح کی قائل استحباب مولد شریف نہیں ہی اور اسکی
کلام کو اس باب میں مستند نہیں لایا صرف دربارہ قیام کی مستند گردانا ہی قولہ او
عارف [illegible] عالم ربانی عاشق السید الثقلین خادم الحرمین الشریفین شیخ محمد بن فضل اللہ
جونپوری کی کتاب بہجۃ العشاق میں لکھا ہی بیان میں [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم ما یفعلہ العوام عند ذکر وضع حضرۃ الامام علیہ التحیۃ و
السلام لیس لشیء بل مکروہ انتہی اقول جائز ہی کہ شیخ محمد بن فضل اللہ جونپوری نی
کلام فاکہانی کی تبعیت کی ہو اور نہ علماء متقدمین سی اور نہ متاخرین مشہورین سی ہی
اور نہ کتاب اونکی مشہور و معروف ہی اور متداول درمیان ایادی انام نہیں ہی
تو نہ ایسا شخص مستند ہی اور نہ ایسی کتاب لائق اعتماد و وثوق ہی قال فی [illegible]
الروایات ولو کان الکتاب غیر مشہور فیما بین العلماء فلا وثوق بہ و در صورت اعتبار
[illegible] بہی تحریر ایسی شخص کی بمقابلہ تحاریر فحول محدثین و کتب معتبرہ مشہورہ کی
کب لائق اعتماد و رجحان کی ہی اور جس حالت میں نزدیک منکر کی اقوال و افعال علما
حرمین شریفین کہ مخدوم زمانہ ہین [illegible] دلیل شرعی کی نہیں ہین پس قول ہندی اونکی
خادم کا کب لائق اعتماد کی ہوگا کیونکہ وہ غیر مدلل ہی اور اسی بنا پر قول منکر کا سببیہ
قول شیخ محمد بن فضل اللہ بلا سند و بلا دلیل ہرگز قابل اعتبار نہیں ہی اور ظاہر ہی کہ
اونہی نسبت اس فعل کی [illegible] عوام کی کی ہی اگر اونکو معلوم ہوتا کہ اخص الخواص [illegible]

وجب و مستحب بقصد الایجاد وقیل مستحب ذلک فی القہستانی شرح النقایۃ لا اجتماع ای لا یتخذ
اجتماع الناس یوم عرفۃ فی غیر عرفۃ تشبیہا بالواقفین بعرفۃ مستخلص در باب تلفظ نیت نماز
پنجگانہ باوجودیکہ فعل آنحضرت صلعم و اصحاب سے ثابت نہیں ہے فقہائے عظام نے مستحب مستحسن
لکھا ہے اور یہ قول مفتی بہ و مختار اصحاب متون اربعہ ہے فی الدر المختار والتلفظ بہا مستحب
ہو المختار وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنۃ علمائنا اذ لم ینقل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولا الصحابۃ والتابعین بل قیل بدعۃ فی البحر الرائق قد اختلف کلام المشائخ فی التلفظ
باللسان فذکر فی منیۃ المصلی انہ مستحب ہو المختار وصححہ فی المجتبی وفی الہدایۃ والکافی والتبیین
انہ یحسن لاجتماع عزیمتہ وفی الاختیار معزیا الی محمد بن الحسن انہ سنۃ وہکذا فی المحیط والبدائع
وفی القنیۃ انہ بدعۃ الا انہ لو لم یمکنہ اقامتہا فی القلب الا باجرائہا علی اللسان فحینئذ یباح و
نقل عن بعضہم ان السنۃ الاقتصار علی نیۃ القلب فان عبر عنہ بلسانہ جاز ونقل فی شرح
المنیۃ عن بعضہم الکراہۃ وظاہر ما فی فتح القدیر اختیار انہ بدعۃ فانہ قال قال بعض الحفاظ لم یثبت
عن رسول اللہ صلعم من طریق صحیح ولا ضعیف انہ کان یقول عند الافتتاح اصلی کذا ولا عن احد من
الصحابۃ والتابعین بل المنقول انہ صلعم کان اذا قام الی الصلوۃ کبر وہذہ بدعۃ انتہی وزاد فی
شرح منیۃ المصلی انہ لم ینقل عن الائمۃ الاربعۃ ایضا فتحرر من ہذا انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ
وقد استفاض ظہور العمل بذلک فی کثیر من الامصار فی عامۃ الاعصار فلعل القائل بالسنۃ اراد بہا
الطریقۃ الحسنۃ لا طریقۃ النبی صلعم اور مانند اسکی تثویب کو یعنی درمیان اقامت و اذان کی
اعلام ثانی کو یا یعنی الصلوۃ الصلوۃ یا اقامت اقامت اور مانند اسکی کہنا باوجودیکہ
فعل آنحضرت صلعم و صحابہ و تابعین سے منقول نہیں ہے فقہائے کرام نے مستحب لکھا ہے فی شرح الوقایۃ
واستحسن المتأخرون تثویب الصلوۃ کلہا فی فتاوی عالمگیری والتثویب حسن عند المتأخرین فی
کل صلوۃ الا فی المغرب ہکذا فی شرح النقایۃ فی الدر المختار ویثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل
ولما تعارفوہ الا فی المغرب مستخلص و در مختار میں سلام کا بعد اذان کے سنہ سات سو اکاسی میں
حادث ہوا اور بدعت حسنہ لکھا فی الدر المختار التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی
وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین

وہو بدعت حسنہ و جملہ نوافل و اوراد کا یہی حکم ہے مثلاً کسی شخص نے یہہ مقرر کیا کہ ہر روز
بعد نماز ظہر کے بیس رکعت نفل پڑہا کرون یا کسی شخص نے بعد ہر نماز فریضہ کے یا بعد
پڑہنا سورہ یٰسٓ مقرر کر لیا و علی ہذا القیاس پس نزدیک علما کے فاعل اسکا مستحق
ثواب ہوگا اور بلحاظ اسکے کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں یہہ فعل منقول کسی سے نہیں ہے
اس فعل پر لائق عتاب و ملامت کے نہوگا کما لا یخفی علی من لہ ادنی بصیرۃ و علم و فہم قولہ
مثل وفات ناموں کے پڑہنا بقول شاہ ولی اللہ محدث الدہلوی قدس سرہ کے کہ بیچ رسالہ
قول جمیل کے فرماتے ہین واما الآفات التی تعتری الوعاظ فی زماننا فمنہا عدم تمییزہم من
الموضوعات وغیرہا بل غالب کلامہم الموضوعات والمحرمات و ذکرہم الصلوٰۃ والدعوات
التی عدتہا المحدثون من الموضوعات ولہا مبالغتہم فی الشئ من الترغیب والترہیب ومنہا
قصہم قصۃ کربلا و الوفاۃ وغیر ذلک فی المواسم و خلطہم فیہا واللہ اعلم اقول قول جمیل
کی عبارت منقولہ مین کچھہ ذکر بدعت ہونے محفل مولد شریف و قیام کا نہیں ہے بلکہ ذکر
آفات کا ہے کہ واعظون نے فی زماننا بیان کرنا اختیار کیا ہے اور با وجود عدم علم حال
ناسخ و منسوخ و اقسام آیات و انواع احادیث موضوعات و محرمات خلط کر کے قصہ ہائے
کربلا وغیرہ وعظ مین بیان کرتے ہین جس طرح کہ وعظ منکر اول کا ہے منکر ثانی نے اپنے کلام
زینت کے واسطے عبارت قول جمیل کے بے محل اس جگہہ لایا تاکہ عوام کے نزدیک موجب [illegible]
اعتبار جواب اوسکے کا ہو مگر نزد اہل علم کے یہہ مغالطہ آور دہوکہ دینا کچھہ فائدہ نہیں دیتا
قولہ اور طرفہ یہ ہے کہ اوس مین خلاف معقول و منقول وقت ذکر وضع حمل کے حاضر و ناظر
سمجھہ کر گویا اسوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادری سے تشریف باہر لاتے ہین تعظیماً
قیام کرنا نزدیک مفتی کے بدعت بلکہ کفر اور شرک ہے فی السیادۃ اقول محافل میلاد مین اجتماع
صالحین و ابرار مسلمین اور ذکر آیات ربانی و بیان معجزات و شمائل و اخلاق مصطفوی ہوتا ہے
اور ہر ایک مسلمان حاضر و موجود ہوتے ہین اور شکر گذاری حق تعالی کی بابت ایجاد و خلق
ایسے رسول کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بمضمون لئن شکرتم لازیدنکم بجا لاتے
ہین اور حق تعالی کی اطاعت و نافرمانی رسول مقبول کی اطاعت اور نافرمانی اپنی اور ذکر

رسول کریم کا بعینہ ذکر کیا فرمایا ہی اور کتب احادیث وسیر مین متواتر آیا ہی کہ جس مجلس مین
مسلمان ذکر خدا اور رسول کرتی ہین فرشتگان الٰہی حاضر ہو کر اونپر سایہ کرتی ہین اور تا اتمام
حاضر رہتی ہین اور اونکی حق مین دعا کرتی ہین اور سفارش اونکی بجناب حق تعالی کرتی ہین
اور اون مسلمانون کو رحمت الٰہی احاطہ کر لیتی ہی اور گناہ اونکی زائل اور درجات اونکی
مرتفع ہوتی ہین اور جس مقام پر درود پڑہا جاتا ہی فرشتگان سیاحین بجناب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہو کر عرض کرتی ہین کہ فلانی شخص نی درود پڑہا اور یہہ بہی حدیث
قدسی مین آیا ہی کہ حق تعالی نی فرمایا انا جلیس من ذکرنی یعنی مین ہمنشین اوس شخص کا
ہون کہ مجکو یاد کرتا ہی کذا فی شرح سفر السعادت لمولانا المحدث الدہلوی علیہ الرحمہ
یہہ بہی مقرر ہی کہ وقت ذکر کسی شخص کی تصور مذکور الیہ ہوتا ہی اور تنبیہ الغافلین ابو اللیث محدث
وفقیہ سمرقندی مین یہہ حدیث مروی ہی روی عن ابی ہریرۃ او عن ابی سعید الخدری رضی اللہ
عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالی ملائکۃ سیاحین فی الارض فاذا
وجدوا قوما یذکرون اللہ تعالی ینادون فیقولون ہلموا الی بغیتکم فیجیئون
فیحفون بہم فاذا صعدوا الی السماء یقول اللہ تعالی علی ای شیء ترکتم عبادی
ماذا یصنعون وہو اعلم بہم فیقولون ترکناہم یحمدونک ویمجدونک ویذکرونک
فیقول فای شیء یطلبون وہو اعلم بہم فیقولون الجنۃ فیقول اللہ ہل راوہا
فیقولون لا فیقول کیف لو راوہا فیقولون لو راوہا لکانوا اشد لہا طلبا واشد لہا
حرصا فیقول من ای شیء یتعوذون وہو اعلم بہم فیقولون انہم یتعوذون من النار
فیقول لہم ہل راوہا فیقولون لا فیقول کیف لو راوہا یقولون لو راوہا لکانوا اشد
منہا خوفا فیقول فانی اشہدکم انی قد غفرت لہم فیقولون ان فیہم فلانا الخاطی لم
یردہم وانما جاءہم لحاجۃ فیقول ہم قوم لا یشقی بہم جلیسہم یعنی ابی ہریرہ یا
ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نی فرمایا ہی کہ اللہ تعالی نی
فرشتگان سیاحین کو زمین پر مقرر فرمایا ہی جس وقت وہ پاتی ہین کسی جماعت کو بحالت
ذکر کرتی حق تعالی کی وہ پکارتی ہین اوس جماعت کو کہ جلد ہو مقصود و مطلب اپنا لین

فرشتی آتی ہین محفل مین اور صحبت کرتی ہین ساتھہ اونکی پس جسوقت وہ فرشتی آسمان
پر جاتی ہین حق تعالی اونسی پوچھتا ہی کہ کس حالت مین تمہاری بندونکو چھوڑ آئی
ہو اور وہ کیا کرتی ہین پس فرشتی عرض کرتی ہین وہ لوگ تحمید و تمجید و ذکر تیرا کرتی
ہین پس حق سبحانہ پوچھتا ہی اون فرشتون سی وہ کیا مانگتی ہین فرشتی جواب
دیتی ہین کہ بہشت مانگتی ہین پس کہتا ہی اللہ تعالی کہ کیا بہشت کو دیکھا ہی فرشتی جواب
دیتی ہین کہ نہین دیکھا پس کہتا ہی اللہ تعالی کہ کیونکر دیکھین گی اوسکو کہتی ہین
فرشتی اگر دیکھتی بہشت کو پیراستہ ہوتی وہ لوگ طالب تر و حریص تر واسطی بہشت کی
پھر اللہ تعالی استفسار فرماتا ہی کہ پناہ کس چیز سی مانگتی ہین وہ کہتی ہین دوزخ سی پھر
کہتا ہی اللہ کیا دیکھا ہی دوزخ کو فرشتی کہتی ہین کہ نہین دیکھا پھر کہتا ہی اللہ تعالی
کہ کیونکر دیکھین گی فرشتی کہتی ہین کہ اگر دیکھتی ہوتی وہ لوگ خائف تر اوس سی
پس فرماتا ہی اللہ تعالی تمکو گواہ کرتا ہون مین اس بات پر کہ مین نی مغفرت اونکی کی پھر
فرشتی عرض کرتی کہ فلانا گنہگار اوس مجلس مین اور کسی مطلب کو آتا ہی اوس جماعت
مین نہین ہی حق تعالی فرماویگا کہ ذاکرین ایسی قوم ہین کہ نا امید نہین ہوتا ہمنشین اونکا
اور حدیث دوسری یہ ہی رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا جَلَسَ
قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللهَ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ قُوْمُوْا فَقَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ
حَسَنَاتٍ وَغُفِرَ لَكُمْ جَمِيْعًا وَمَا قَعَدَ عِدَّةٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَعَالٰى
اِلَّا قَعَدَ مَعَهُمْ عِدَّةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ یعنی فرماتا ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین
بیٹھتی ہین گروہ ذکر کرنی واسطی اللہ تعالی کا مگر منادی ندا کرتا ہی آسمان سی کھڑی ہو
پس تحقیق تبدیل ہو گئین بدیان تمہاری ساتھہ نیکی کی اور تم سب کی مغفرت ہوئی اور
نہین بیٹھتی ہین جس قدر آدمی زمین مین کہ ذکر کرتی ہین اللہ تعالی کا مگر بیٹھتی ہین اونکی
ساتھہ اوسی قدر فرشتی اور ظاہر ہی کہ ذکر اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس محفل
مین ہو وہان خود اللہ تعالی ہمنشین ہوتا ہی اور فرشتی حاضر ہوتی ہین اور اکثر اوقات ان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہی روح نبی کریم حاضر ہوتی ہی کما ہو فی تصنیف العلماء کی

المنقول الاعتقاد فی ہدی الانام فی مسئلۃ القیام وہان سے منقول ہوئی ہین اور حاجات اونکی
باعث برکت برائی ہین اور محل استجابت دعا ہی شعف اور چشم پاک بنوان دیدہ خون
ہلال + ہر دیدہ جای منظران ماہ پارہ نیست + لیکن جن کی دلمین اللہ تعالی کی عشق و محبت رسول
اللہ صلعم مخمر کیا ہی اور مراتب تعظیم نبی صلعم سی بخوبی واقف ہی اور بموجب رسم مروجہ دیار کے
اور وہان کی تعظیم کی واسطی کھڑا ہوتا ہی تو اوسکو بنظر تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بلحاظ اتباع
اور مسلمین کی بغیر کھڑی ہوجانیکی کب قرار ہوگا اور محفل مولد سی بکمال خوشی مومنین کو اور ناخوشی
و ناگواری شیاطین کو ہوتی ہی جیسا کہ امام المحدثین ابن جوزی و شیخ عبد الحق محدث رحمہما اللہ
نی تصحیح کی ہی پس جو شخص ایسی فعل کی طرف نسبت شرک و کفر کی کرتا ہی اسپر مشرک اور کافر
ہونا جملہ محدثین عظام و علماء کرام کا لازم آتا ہی جنہون نی محامد محافل مولد شریف کی لکہی ہین اور
استحسان قیام کہا ہی مثل حضرت غوث اعظم و ابن جوزی و امام نووی و ابو شامہ و امام برزنجی
اور چارون مفتی مکہ معظمہ کی وغیرہم نعوذ باللہ منہ اور جو راد لکھتا ہی کہ اہل محفل جانتی ہین کہ حضرت
اسی وقت تنکم نادری تشریف باہر لاتی ہین یا یہہ افترا و بہتان ہی کوئی مسلمان یہہ اعتقاد نہین
رکھتا ہی کہ اسی وقت پیغمبر صاحب پیدا ہوئی زمانہ پیدایش کا وہی ہی جس وقت اور جس جگہہ پیدا
ہوئی تھی ایضا و نا ... سوء الفہم قولہ چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتی ہین العبادۃ
عبارۃ عن الفعل الذی یؤتی بہ لغرض تعظیم الغیر یعنی عبادت وہ فعل ہی کہ جو غیر کی تعظیم کی کرنیکی
غرض سی کیا جاوی اقول مراد اولی عبارت سابق ولاحق اس تفسیر کی واسطی اختصار اہل حق کی نقل
نہین کی مراد فعل سی یہان ہر فعل تعظیمی غیر عبادت نہین ہی بلکہ وہ فعل مراد ہی کہ عبادۃ
واسطی تعظیم غیر کی کیا جاوی چنانچہ لام بہ اسپر دلالت کرتا ہی مگر راد کا ایسا ذہن عالی کہان اسکو
سمجھی اور نہ ایسا فہم کامل ہی کہ دوسری کی بتلانی سی اوسکی ذہن مین آئی اور نہ ایسی
عقل صائب کہ بفکر و استغراق غور کری اور نہ مجالست و ممارست اس فن کی کہ تمیز کرسکی
اگر یہہ معنی نہ کہی جاوین اور مطلق ہر فعل تعظیمی غیر عبادت مراد ہو تو معنی آیہ کریمہ توقروہ
و قولہ تعالی ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ و قولہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من
تقوی القلوب کیا ہونگی اور فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نی معنی آیہ کریمہ ذالکم اللہ

ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ مین لکہا ہی ان امر العبادة مترتب علی کونه
خالق کل شیء اذ ترتب الحکم علی الوصف بحرف الفاء مشعر بالسببیة فیقتضی ان کون الله
خالق الاشیاء هو الموجب لکونه معبودا علی الاطلاق فالاله هو المستحق للمعبودیة اور تفسیر شریف
یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ مین تحریر فرمایا ہی ان ظاهر الآیة تدل علی ان الاله
هو الذی یستحق للعبادة لان قوله تعالی اعبدوا الله ما لکم من اله غیره نفی واثبات فیجب ان یتوارد
علی مفهوم واحد حتی یستقیم الکلام وکان المعنی اعبدوا الله ما لکم من معبود غیره حتی یطابق
النفی هو الاثبات ثم ثبت بالدلائل ان الاله لیس هو المعبود والا لوجب کون الاصنام آلهة وان
لا یکون الاله الها فی الازل لانه ما کان فی الازل غیره معبود فوجب حمل الاله علی انه هو المستحق للعبادة
یہی امام رازی تفسیر کبیر میں ذیل آیہ کریمہ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ
مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ مین لکہا ہی انه استفهام انکار لانهم کانوا یسمون الاصنام بالآلهة
مع ان معنی الالوهیة فیها معدوم من استحقاق العبودیة اذ هو متفرع علی التخلق وعدمها للعلم
ولیسا متحققین فی الاصنام پس ماحصل کلام امام فخر الدین رازی کا یہہ ہی کہ تحقق ہی کہ الوہیت
بمعنی مستحق عبادت ہی یعنی اگر غیر کو مستحق عبادت سمجہی تو مشرک ہو گا قولہ اور مولانا نسفی
فی شرح عقائد مین لکہا ہی الاشراک ہو اثبات الشریک فی الالوهیة بمعنی وجوب الوجود
کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاوثان اقول یہہ قول علامہ نسفی کا ہمارے
شواہد سے ہے کہ یہہ فعل شرک نہیں ہی قلیل اسکی یہہ ہی یعنی مولانا نسفی نے معنی شرک
کی دو لکہی ہین ایک ثابت کرنا شریک اور سہیم اللہ کا الوہیت مین جیساکہ مجوس کہتے ہین
خالق خیر یزدان ہی اور خالق شر کا اہرمن شیطان ہی دوسری معنی شرک کی یہہ کہ دوسرے کو
شریک اللہ کا کر کے مستحق عبادت جانکر جیساکہ بت پرستونکا عقیدہ ہی سو کوئی شخص مسلمان
ہمارے زمانہ کا محافل مولود و قیام ذکر ولادت شریف کا آنحضرت صلعم کی حقین میں اعتقاد
شریک فی الالوہیت کا رکہتا ہی اور نہ شریک بمعنی مستحق عبادت کی کرتا ہی تو اس قول علامہ
نسفی سے بطلان قول اوسکا ہوتا ہی یعنی نفی شرک کا کرتا ہی بجز اس کے اور اسکی قول
کو باطل کرتی ہی ایسی استنادسی مخالفت ہی اصل اوسکی دعوی کی تہی کہ وہ ہیہ بدعت

یہی غرض راوکی لانی بقولہ علامہ نسفی و امام فخر الدین رازی سے یہہ تہی کہ جاہل خیال کرین کہ
یہہ شخص مستعد اوجلی ہی کہتاہی کہ قول ایسے معتبروں کا دلیل مین لاتاہی یہہ غور کر لیا کہ
جنکو اللہ تعالی نے عقل صائب عنایت فرماتاہی وہ اوسکی تلبیس پر مطلع ہو کر حقیقت واقعی
بیان کرینگی قولہ اور عقل سے سوچا چاہیئے کہ وقت خاص وضع حمل ایسے شخص پاک اوس جگہہ
کوئی موجود رہ سکتا ہی اقول کوئی شخص یہہ اعتقاد نہین کرتا ہی کہ اسی وقت ہمارے سامنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وضع ہوا ہی یہہ ہذیان سرائی ہی سبحانک ہذا بہتان عظیم قولہ
جسکے واسطے ان نادانون نے اقیام کہ درحقیقت عبادت ہی واجبات سے قائم کیا ہی
اقول ہونا قیام کا عبادت سے ممنوع اور غیر مسلم ہی اور یہ دعوی بلا دلیل ہی کوئی دلیل اوسپر
ہونے قیام کے عبادت سے نہین لاتا ہی اب اوسپر لازم ہی کہ کوئی آیت یا حدیث یا عبارت
کسی محدث یا فقیہ معتبر کا مشعر اسکے کہ قیام عبادت سے ہی اور وہ مخصوص صرف اللہ کے لیے
سامہنے ہی پیش کرے اوسوقت دیکہا جاویگا اور بخوبی رد و قدح کی جاوے گی اور اسکے قولی
سے صاف منکشف ہوگیا کہ معنی حقیقت و مجاز و قیام و عبادت سے حضرت راوکو
آگاہی نہین ہی اول معنی لغوی و اصطلاحی ان الفاظ کے کسی واقف کار فن سے صحبت
کرلی اور بعد دریافت معانی کے عذر کرے کہ دعوی ہونے قیام کا در حقیقت عبادت سے
صحیح ہی یا غلط اور کتب احادیث مین ثابت ہوا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے قیام تعظیمی غیر کی طرف انصار کی مخاطب ہو کر امر فرمایا قوموا الی سیدکم اور خود بہ
نفس نفیس اسکے تعظیم کی کہڑے ہوئے اور آپ کے سامنے اوروں نے قیام کیا اور آپنے اوسپر
انکار نہ کیا اور کتب فقہ مین جواز قیام بخوبی ثابت ہی چنانچہ بیان مفصل اسکا ردیہ میں الخفت
قیام مین عنقریب کیا جاویگا قولہ سچ ہی مصرعہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست اقول ہمارا
بہی یہی مقولہ ہی جیسی فکر و عقل و علم و رسائی و ہمت و استعداد راوکی تہی کچہہ دریغ نہ کیا
مگر کچہہ موثر و مفید نہوا یہ مصرعہ کیا لکہا ہی اپنی معذوری بیان کی ہی قولہ اور اگر قیام
مولد کو صریح تعظیما کہا جاوے تو قصد یا مرتبہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
زبان پر آتا ہی کیون کہڑی نہین ہو جاتی یہہ بہی ایک خام خیالی اور بے عقلی آدمی کی ہی کیونکہ

منطلع ہوتا کہ اس مقام میں شارحوں اور محدثین نے کیا تحقیق لکہی ہیں اور کیا ہی جواز معنی
احادیث پر وہی لوگ خوب سمجہتی ہیں ترجمہ کرنا ویسا کا کب لائق اعتبار کی ہی قال
امام النووی وأما الأحاديث الدالة على النهي عن القيام كحديث من أحب أن
يتمثل له الرجال قياما فليتبوأ مقعده من النار فيحمل على الزجر الأكيد والوعيد
الشديد لمن يحب قيام الناس له على سبيل الكبر والتجبر فإذا أحب أن يقام له
فقد ارتكب التحريم سواء أقيم له أو لم يقم فمدار التحريم على المحبة ولا تأثير لقيام
القائم ولا نهي في حقه بحال وأما ما رواه الترمذي عن أنس قال لم يكن شخص أحب
إليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا إذا رأوه لم يقوموا لما يعلمون من
كراهيته لذلك فقال النووي في الجواب عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان بينه
وبين أصحابه من الأنس وكمال الود والصفاء ما لا يحتمل زيادة بالإكرام بالقيام
فلم يكن في القيام مقصود ثم أنشد النووي لبعضهم قيامي والعزيز إليك حق و
ترك الحق ما لا يستقيم فهل أحد له عقل ولب ومعرفة فلا يراك فلا يقوم

یعنی کہا امام نووی نے جو احادیث دلالت اوپر نہی قیام کی کرتی ہیں مانند اس حدیث کی کہ جو
شخص دوست رکہتا ہی کہ فرمان برداری کریں اوسکی لوگ کہڑی ہوکر پس مقرر کر لی رہنا
اپنا آگ میں پس یہہ احادیث محمول ہیں اوپر زجر و وعید اوس شخص کی کہ دوست رکہتا ہو کہ کہڑی
ہوا دمیوں کا اپنی تعظیم پر راہ تکبر و غرور پس جس حالت میں کہ کوئی محبوب رکہی کا لوگوں اوسکی
اوسکی تعظیم کی کہڑی ہو جاویں تو وہ مرتکب حرام کا ہوگا خواہ اوسکی واسطے کہڑی ہوں یا نہوں
پس مدار حرمت و نہی کا اوپر محبت قیام کی ہی اور نہیں ہی کچہ علاقہ قیام قائم کا اس سی
اور نہ نہی ہی بیچ حق قائم کی کسی حال میں اور وہ حدیث کہ روایت کی ترمذی نے انس سی تہا
کہ نہیں تہا کوئی شخص محبوب تر نزدیک صحابہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور صحابہ کرام
جسوقت دیکہتی تہی پیغمبر صاحب کو کہڑی نہیں ہوتی تہی کیونکہ جانتی تہی کہ آپ اسکو
مکروہ جانتی ہیں پس امام نووی نے اسکی جواب میں یہہ کہا ہی کہ درمیان نبی کریم اور
اوسکی اصحاب کی کمال محبت اور صفائی باطن ایسی تہی کہ قیام تعظیمی سی کچہ زیادتی

اکرام مقصود نہ تہا بس قیام میں کچہہ مقصود و مطلب تہا بعد اسکی توضیح کی اشعار نہ
بعض شاعروں سے نکلے پڑہی کہ مضمون اونکا یہہ ہی کہ کہڑا ہونا اوسکی تربیا درست ہی
قسم خدا کی عزیز کی اور ترک کرنا حق کا درست نہیں ہی پس ہرگز نہ ہی کوئی ایسا شخص کہ اسکو
عقل و دانش و شناسائی ہو کہ دیکہی تیری طرف پس کہڑا ہو وقال السید الشریف رحمۃ اللہ علیہ
فی حاشیۃ المشکوۃ قال القاضی عیاض القیام المنہی ان یقوموا علیہ جالسا
طول جلوسہ یعنی کہا ہی سید شریف نے حاشیہ مشکوۃ شریف میں کہ کہا ہی قاضی عیاض
رحمۃ اللہ نے کہ قیام منہی وہی ہی کہ جب تک کوئی بیٹہا رہی بقدر طول جلوس کی اوسکی سامنی
کہڑا رہی قال فی المرقاۃ قولہ فلیتبوأ مقعدہ من النار قیل ہذا الوعید لمن
سلک فیہ طریق التکبر لقرینۃ السرور والتمثل واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا
من تلقاء انفسہم طلبا للثواب او لارادۃ التواضع فلا باس بہ وقد روی
البیہقی فی شعب الایمان عن الخطابی فی معنی الحدیث ہو ان یامرہم
بذلک ویلزمہم ایاہ علی مذہب الکبر والنخوۃ ولا ینبغی للذی یقام
ان یرید الکبر من صاحبہ حتی ان لم یفعل حقد علیہ او شکاہ او عاتبہ یعنی
کہا ملا علی قاری نے بیچ مرقات شرح مشکوۃ کی یہہ جملہ حدیث کا فلیتبوأ مقعدہ من النار کا وعید ہی
واسطی اوس شخص کی کہ طریق تکبر و غرور اختیار کری بقرینہ لفظ سرور و تمثل کی اور جو وہ اسکو
طلب نکری یعنی غرور و تکبر نکری اور قیام کا طالب نہو اور کہڑی ہو جاویں لوگ آپسی اسطی
طلب ثواب کی یا اپنی خاکساری و فروتنی سی پس کچہہ مضایقہ نہیں ہی اسمیں اور روایت کی ہی
بیہقی نی کتاب شعب الایمان میں امام خطابی سی بیچ معنی اس حدیث کی کہ قیام منہی یہہ ہی کہ
حکم کری لوگوں کو واسطی کہڑی ہونیکی اور جبر کری اونپر بطریق کبر و نخوت کی اور سزاوار نہیں ہی
اوس شخص کو جسکی واسطی لوگ کہڑی ہوتی ہیں یہہ کہ ارادہ تکبر کا کری ہمنشین اپنی سی اسطرح
کہ اگر وہ قیام نکری تو اوسکی ساتہہ کینہ و کدورت رکہی یا شکایت و عتاب کری قال
السید الشریف قولہ لما یعلمون من کراہتہ لذلک ہذہ الکراہۃ بسبب
الاتحاد الموجب لرفع التکلف والحشمۃ فان الآداب الظاہرۃ عنوان

الآداب الباطنة فاذا اصفت القلوب بالمحبة یستغنی عن تکلف واظهار ما
فیها والحاصل ان القیام یختلف بحسب الازمان والاحوال والاشخاص
یعنی کہا علامہ سید شریف نے جو حدیث لما یعلمون من کراہیتہ لذلک مین لفظ کراہت واقع
ہی یہہ کراہت بسبب اتحاد واقعی کی تہی کہ موجب رفع تکلیف وحشمت ہی اسواسطی کہ آداب ظاہری عنوان
آداب باطنی کا ہی پس جبکہ دل ساتہہ محبت کی صاف ہون تکلف واظہار محبت سی استغنا ہوتی
ہی اور حاصل مطلب یہہ ہی کہ حال قیام کا مختلف ہوتا ہی موافق اوقات اور احوال اور
اشخاص کی قال فی المرقاة وانما ینبغی التعظیم للعلم والصلاح ذکره ابن مالک
وفیه ان کلا منهما لا یلائم النبی صلعم فلا شک انهم قاموا لله وتعظیما لرسول
الله صلعم ولعل الوجه ان یقال انهم قاموا متمثلین فنهاهم عن ذلک و
عبر عنه بمطلق القیام للمبالغة فی المرام والمراد بالقیام الوقوف یعنی کہا ہی ملا علی
قاری نی بیچ مرقاة شرح مشکوة کی سزاوار ہی تعظیم واسطی علم وصلاحیت کی ذکر کیا اسکو ابن
مالک نے اور اس کلام مین یہہ امر ہی کہ ہر ایک تعظیم علم وصلاح کو بہی نہین ہی اسواسطی کہ شک
نہین ہی کہ جو لوگ واسطی تعظیم علم وصلاح کی کہڑی ہوتی ہین واسطی تعظیم اللہ ورسول
صلعم کی کہڑی ہوتی ہین اور شاید وجہ نہی کی یہہ ہی کہ وہ لوگ کہڑی ہوتی تہی متمثلین
یعنی بوجہ محبوب کہنی معظم کی پس منع کیا آپنی اس سی اور تعبیر کیا اس سی ساتہہ مطلق
قیام کی واسطی مبالغہ مطلوب کی اور مراد قیام سی کہڑا ہونا ہی قول حیات مین آپنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قیام کو واسطی تعظیم کی مکروہ جانتی تہی تو بعد انتقال شریف حضرت کی قیام
مولد کیونکر اور کس دلیل سی مستحب ہوگیا اقول جو احادیث درباب نہی قیام کی اوپر کلام
مین لایا تہا مراد ومعنی اونکی جو محدثین وشارحین احادیث نے بیان فرمائی تہی اوپر لکہی گئی
اور کراہت قیام ثابت نہ ہوئی اور جواز قیام تعظیمی مطلق کا سنت سی یعنی امر وفعل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تقریر قیام روبروی آنحضرت صلعم اور عدم تعرض آنحضرت
صلعم اور روایات فقہیہ و فعل علما سی ضمن استفتا ہای مقولہ مذکورہ بالا مین بخوبی ثابت ہی
مگر اس مقام پر مختصرا بیان جواز قیام کا ہوتا ہی قصہ بنی قریظہ مین آنحضرت صلعم نی انصار

کو واسطی تعظیم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فرمایا کھڑے ہو تم واسطے سردار اپنی کی قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم متفق علیہ یعنی
اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کی ہے اور مواہب لدنیہ و مشکوۃ شریف میں مذکور ہے اور
مفاتیح قاضی عیاض میں لکھا ہے تعظیم مراد ہے فی المشکوۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المجلس یحدثنا
فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ رواہ البیہقی یعنی
مشکوۃ میں ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوس میں ہمارے
تھے ہم میں اور باتیں کرتے تھے پس جس وقت وہ کھڑے ہوتے تھے ہم سب کھڑے ہو جاتے تھے
یہاں تک کہ ہم دیکھتے تھے کہ آپ کسی گھر میں اپنی ازواج مکرمہ کی گھروں میں سے داخل ہو گئے فی
رسالہ مولانا عثمان حسن دمیاطی مدرس مسجد الحرام وقد ثبت فی السنۃ طلب القیام لغیرہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلان اطلبہ من باب اولی روی البخاری ومسلم عن ابی سعید
الخدری رض ان ناسا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ رض فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما
بلغ قریبا من المسجد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی خیرکم او سیدکم قال
النووی قال البغوی والخطابی ان قیام المرؤس للرئیس الفاضل والولی العادل
وقیام المتعلم للعالم مستحب غیر مکروہ عملا بہذا الحدیث وروی البخاری
ومسلم من حدیث کعب بن مالک رض الطویل المشہور وانطلقت الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخلت المسجد فاذا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جالس حولہ الناس فقام ابو طلحۃ بن عبید اللہ یہرول حتی صافحنی
وہنانی واللہ ما قام الی رجل من المہاجرین وغیرہ ولا انساہا لطلحۃ وروی
الترمذی وابوداود والنسائی عن عائشۃ رض قالت ما رأیت احدا اشبہ
سمتا وہدیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم
ورضی عنہا قالت قام الیہا واجلسہا فی مجلسہ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا دخل علیہا فی مجلسہا قامت الیہ وقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا وروی ابوداود

وعن ابی هریرة رض قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما
حتی نراه دخل بعض ازواجه وعن حماد بن زید قال کنا عند ایوب فجاء یونس فقال
حماد قوموا الی سیدکم او قال سیدنا قال النووی حاصله انه ثبت من فعل رسول
الله صلی الله علیه بنفسه المکرمة وبامره بذلک الانصار وبتقریره من فعل ذلک
بحضرته وثبت ایضا بفعل جماعة من السلف ویعضد ذلک ما ورد فی تنزیل الناس
منازلهم واکرامهم علی حسب مراتبهم وما جاء فی احترام فضلاء المسلمین وتوقیر
اولی العلم والسن والدین والرفق والترحیب بطلبة العلم وتبجیل ذی الفضل
الفهم وتعظیم حرمات المؤمنین ومسارعتا الی رضی رب العلمین قال النووی کان
یحیی القطان رحمة الله علیه یصلی العصر ثم یستند الی ظل منارة مسجده فیقف
بین یدیه علی المدینی واحمد بن حنبل ویحیی بن معین وغیرهم یسئلونه عن الحدیث
وهم قیام علی ارجلهم الی ان تحین صلوة المغرب لا یقول لاحد منهم اجلس و
لا یجلسون هیبة واعظاما له وفی شفا قاضی عیاض من رای اولادی ولم یقم قیاما
فابتلاه الله ببلاء لا دواء له فی حاشیة السید الشریف علی المشکوة قال النووی القیام
للقادم من اهل الفضل مستحب ولیس بمنهی کما یتوهم فی المرقاة شرح المشکوة قال الخطابی
وفی الحدیث دلالة علی ان قیام المرء بین یدی الرئیس الفاضل والوالی العادل و
قیام المتعلم للعالم مستحب غیر مکروه وقال البیهقی هذا القیام علی وجه البر والاکرام
کما کان قیام الانصار لسعد وقیام طلحة لکعب بن مالک رض فی فتاوی قنیة لا یکره
قیام الجالس فی المسجد لمن تدخل علیه تعظیما له وانما المکروه محبة القیام من الذی
یقام له فی الظهیریة والتتمة ان دخل عالم او ابوه او استاذه الذی علمه القرآن جاز
ان یقوم له لاجله وما سوی ذلک لا یجوز فی تنبیه الغافلین لابی اللیث السمرقندی
فی باب صفة اهل النار فی حدیث طویل مروی عن انس رض الی ان قال فینطلق
النبی صلی الله علیه وسلم فاذا نظر مالک قام تعظیما له صلی الله علیه وسلم فی مجالس
المهمات وخزائن العبادات [illegible] اسلام الاسلام [illegible]

فاما چون در دیار ما رسم باشد که اگر بخیزند مسلمان باشند باید که برخیزد که ایذا مسلم حرام است کذا فی خزانة الروایات فی فوائد الدرایة شرح الهدایة والرحمانیة خیر الخدمة بغیر الله تعالی بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود بالاجماع فی فتاوی عالمگیری فی آداب زیارة رسول الله صلی الله علیه وسلم فیتوجه الی قبره صلی الله علیه وسلم فیقف عند راسه الی قوله ولا یضع یده الی جدار التربة فهو اهیب واعظم الحرمة ویقف کما یقف فی الصلوٰة ویمثل صورته الکریمة الهیئة کانه نائم فی لحده عالم بسمع کلامه کذا فی الاختیار شرح المختار فی جذب القلوب در وقت سلام آنحضرت صلعم وقوف در آنجناب باعظمت دست راست بر دست چپ بنهد چنانکه در حالت نماز کنند فی نوادر الفتاوی او کان عالما لا یقوم لاجل العالم او المتعلم علی وجه الحقارة یکفر ہو اور دلائل استحباب و استحسان قیام ہنگام ذکر ولادت شریف استفتاہای مرقومہ میں مذکور ہیں کچھ حاجت اعادہ کی نہیں یہی قول ہم لوگ کچھ مقلد علماء حرمین شریفین کی نہیں ہیں جو قول کہ اونکی مثل آیت و حدیث کی قبول کریں اقول کوئی اہل اسلام ایسا کلمہ نسبت ذوات عالیات حرمین شریفین کی نہیں نکالیگا جو تعظیم و حرمت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور وہان کی رہنے والون کی احادیث مین مذکور ہی ہر فرد مسلم اوسکو واجبات اعتقادیات سے جانتا ہے خدایا جس شہرون مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئی ہون اور جہان نشو و نما اسلام کی ہوئی ہوا اور جس مقام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لحد مین موجود ہون اور حکم حیات کا رکہتے ہون اور مہبط وحی اور منبع رسالت اور نزول قرآن شریف اور مقام ہجرت اور مجمع صحابہ اور قبۂ ایمان اور مستقر اسلام و ظہور عالم ہوا اور ملقب بخیر بلاد اللہ و حرم خدا و حرمی و دار الابرار و دار الایمان و دار السنة و دار السلام و ذو دار الفتح و دار الہجرت و قبة الاسلام بموجب احادیث صحیحہ کی ہو اور وہان کی رہنے والی واجب التعظیم والتکریم بموجب بعض شارع کی ہون اور قرآن اونہین میں نازل ہوا ہو اور تاویل و شان نزول سمجھا ہو اور احوال و عادات و اخلاق حمیدہ و شمائل صفیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوز ولادت تا آخر بخوبی واقف ہون

اور شرف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ منورہ سے ممتاز تمام خلق اللہ سے ہوئے
انہیں کا قول و فعل اگر قابل اعتبار نہ ہو تو پھر قول کسکا واجب العمل ہوگا مصرعہ چو کفر از کعبہ
و مدینہ برخیزد کجا ماند مسلمانی اتباع ان کی ایسے ہی لوگ گذرے ہیں کہ استخفاف دونوں شہر مکرمہ کا
کیا اور اندرون حرم کعبہ کی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور نافرمانی آیۃ و من دخله
کان آمنا اختیار کی اور استار کعبہ کو آلودہ بخون ناحق کرکے جلا دیا اور غارتگری دونوں شہر
کی کرکے اور ہتک حرمت حرم حق اور حریم رسول خدا کا عمل میں لائے اور مسجد نبوی میں گھوڑے
باندھے اور شراب پی اور داد بیحیائی کی دی اور باوصف اسکے معتقدین ایماندار رہے کہ کہتے تھے
اصطلاح اس وقت میں یہی سر وار کی ہونے کی وہ لوگ کیا انتہا اور استخفاف دونوں بقعہ
مکرمہ کرنے لگے اور انکے اقوال و افعال کو مانتے ہیں اور انکو بہ نسبت خبث و ضلالت و کفر
شرک کا ٹھہراتے ہیں کیونکہ وہ خلف رشید اپنے مقتداؤں کے ہیں انکو حرمت و تعظیم مکہ اور مدینہ
اور اقتدا و اتباع ساکنان وہاں سے کیا علاقہ ہے لہٰذا کیونکہ واسطے انکا ہی اہل اسلام کی جو
فضائل و مراتب و تعظیم و تکریم اہل حرمین شریفین کہ وہ معتقد و پیشوا تمام مومنین کے ہیں مذکور
ہوتی ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کتاب جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں
از جملہ اسماء مدینہ منورہ آکالۃ البلدان اکالۃ القری است یعنی خطہ تسلط او بر جمیع امصار و غلبہ
او بر جمیع اقطار و اغتنام غنائمہم و ارتفاع خراجہا از القاب وست و بعضی علماء بمعنی رابطہ غلبہ
فضل و عظمت رتبہ حمل کردہ یعنی فضائل و رتب عظیم و فضل اضمحل و متوارست دیگر از نامہای
این مکان عظیم الشان ایمان ست کہ آیت مجید والذین تبوؤا الدار والایمان کہ در شان انصار
و ثنای این محبان جانی بمقدار ما است بشی ازانست و نیز مرجع و مآل ایمانست و مظہر احکام آن این
بلدہ مکرمہ است و از انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ست کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود
کہ فرشتہ ایمان کہ الغازی والناصر ان بر قلوب ارباب ایمان القا میکنند گفت کہ من اکنون ساکنہ
ام و ہر کرا ازوی بیرون نروم فرشتہ حیا نیز معتقد موافقت با وی ریسست کہ من نیز با توام
ابدا از تو جدا نشوم لاجرم این ہر دو صفت حمیدہ در مدینہ رسول اللہ صلعم مجتمع و ملازم بلدہ کرام
لہ الا الحیاء من الایمان و در حدیث آمدہ کہ اول کسانیکہ ازایشان من بشرف شفاعت

بین در یا سند اہل مدینہ اند ثم اہل مکہ ثم اہل الطائف از انجملہ ہست کہ در احادیث صحیحہ بطریق
متعدد وارد شدہ است المدینۃ تنفی خبث الرجال کما ینفی الکیر خبث الحدید
یعنی مدینہ در خاصیت ازالہ چرک و پلیدی مردان مثل کورہ آہنگران ہست کہ ازالہ چرک آہن
میکند و در صحیح بخاری آمدہ کہ انہا طیبۃ تنفی الذنوب کما ینفی الکیر خبث
الفضۃ یعنی مدینہ از چرک و پلیدی پاک ست پلیدی گناہان را چنان می برد کہ کورہ آہنگر
چرک نقرہ مراد نفی خبث العباد و اہل شر و فساد ست از ساحت عرب این بلدہ طیبہ و
بقول اکثر علما این خاصیت مذکور در جمیع ازمان و دہور پایدار ست و حضرت علی
کرم اللہ وجہہ از رسول صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ کہ شیاطین مایوس شدند
از عبادت شان درین بلدہ یعنی مدینہ و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت
کردہ کہ رسول صلعم فرمود حق تعالی این جزیرہ را و پروانگی این قریہ را از نجاست شرک
پاک گردانیدہ و از انجملہ انست کہ این بلدہ مطہرہ از نجاست وجود دجال کہ در آخر زمان
برآید محفوظ و مصون باشد و روایت صحیح ثابت شدہ ہست کہ در انقاب این سرزمین
جمعی از ملائکہ موکل باشند کہ حراست کنند و از در آمدن دجال مانع آیند و از انجملہ است
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مردم را وصیت فرمودہ بر اکرام اہل این بلدہ
شریف و تعظیم سکنہ این بقعہ عظیم و ثبوت این معنا از وعیدی کہ بر ایذا و تخویف اہل مدینہ
وقوع یافتہ چنانکہ معلوم میشود و وضوح می پذیرد و از زیادت احادیث کہ بطریق متعدد
عنوان تاکید درین باب وارد شدہ حیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
مہاجری یعنی مدینہ مقام ہجرت منست وفیہا مضجعی و در وست خوابگاہ من کنایت
از روضہ مقدسہ مطہرہ خود نمودہ صلعم ومنہا مبعثی و در مدینہ ست بعثت من کہ ہمہ از زمین بقعہ
باشد و ہزار ملائکہ رحمت کہ ہر روز و شب قبر شریف بر ایشان عرض شود …
وحقیق علی امتی حفظ جیرانی و لازم و سزاوار است بر امت من کہ حفظ حرمت ہمسایگان
من بجا آرند و در رعایت حقوق شان ہیچ فرو نگذارند و ہرچہ از ایشان صادر شود مواخذہ
نکنند و تا توانند درگذرانند ما اجتنبت الکبائر تا دام کہ ایشان یعنی اہل مدینہ از ارتکاب

کرامت کند این خدمتگار آنحضرت شریف مطهره باشد در حق ایشان حق العباد و اقامت نماید در حق
حفظهم کنت لهم شهیدا و شفیعا یوم القیامة یعنی حفظ حرمت ایشان کند روز
قیامت شاهد و شفیع او باشم و من لم یحفظهم سقی من طینة الخبال و هر که حق حرمت اهل مدینه
نگاه ندارد آنجو را از طینت خبال بنوشانند و طینت خبال موضعیست در دوزخ که ریم و زرداب اهل
دوزخیان در آنجا جمع گردد نعوذ بالله منها و نیز محدث موصوف باب آداب زیارت رسول
الله صلی الله علیه وسلم میں لایا ہی از آنجمله آنست که چون مدینه و منارها و قباب آن نمایان شود رعایت
اجلال و تعظیم که از باطن بصحرا ندارد فرود آید و خود را از مرکب زمین افکند و اگر تواند تا مسجد شریف
پیاده رود و در خبر آمده است که چون نظر وفد عبد القیس بجمال آن سرور صلی الله علیه وسلم افتاد بی
از تاخته بعیر خود را بر زمین زدند و آنحضرت صلعم ایشانرا منع نفرمود و اذا المطایا بنا بلغن محمدا
فظهورهن علی الرجال حرام که طاقت آنم که بای جاذبه شوق رخسار ترا بینم و بیتاب نگردم
اور فرمایا ہی محدث موصوف نے ترجمہ مشکاة شریف میں عن ابی هریرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز
الحیة الی جحرها متفق علیه یعنی بدرستیکه ایمان گرد می آید و باز میگردد بسوی مدینه که وطن اصلی
اوست چنانکه باز میگردد و میرود مار بسوی سوراخ خود و تخصیص مار تشبیه بجهت آنست که این
دابه در گرد آمدن و فراهم شدن در فنا سخت تر است از دیگر دواب نیز بر آوردن وی بعد از
در آمدن بسوراخ دشوار است یعنی مسلمانی بعد از هجرت میگردد بجانب مدینه وی در آید
و قرار میگیرد در آن چنانکه بر آوردن وی از آن ممکن نباشد و بعضی گفته اند که این اشارتست از احوال
آخر زمان که دین مسلمانی و وجود مسلمانان کمتر شود و جز در مدینه وجود آن نادر باشد و در کتاب
جامع العلوم کی بیچ فی المصابیح قوله علیه السلام ان الایمان لیجئر الی المدینة یعنی ایمان باز گردد
بسوی مدینه چون آخر الزمان شود و همه عالم کفر گیرد و در مدینه هرگز کفر نرود و هیچ کافری قدرت
نیابد چون دجال و غیر آن همه وقت آنجا اهل ایمان باشند الی یوم القیمة انتهی اور
یہی جذب القلوب میں ہی و از جملہ آداب مهمه که در مردم بسبب بعضی عوارض بد عادت
آن تقصیری و تهاونی واقع میشود آنست که صحبت ساکنان مدینه مطهره و رعایت تعظیم ایشان

علی حسب مراتبہم تقصیر در سجود در راہ نہ بینند تا سجدہ بلکہ زیادہ بہ نسبت جوار حضوری عزت وفضیلتی نما
باشند بلکہ ہر چند کہ بالفسق و بدعت و سائر قبائح معصیت منسوب و مطعون باشند زیرا کہ شرف جوار
حضرت سید مختار صلعم کہ فضیلت و این شرف و باطنی عصمتی و بدعتی نزد دو از حسن عنایہ و عفو و
مغفرت محروم نسازد کما قال الشاعر فی حقیقۃ کلام الی الکلب من اجل الحبیب حبیب

رأی المجنون فی البیداء کلبا ... فجرّ لہ من الاحسان ذیلا
فلاموہ علی ما کان منہ ... وقالوا لم انلت الکلب نیلا
فقال دعوا الملامۃ ان عینی ... رأتہ مرۃ فی حیّ لیلی

گفت کای مجنون خام ... این چہ شید است اینکہ می آری مدام
پوز سگ دائم پلیدی می خورد ... مقعد خود را بلب استرد
عیبہای سگ بسی او برشمرد ... عیب دان از غیب دان بوئی نبرد
گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن ... اندر آ بنگر بشی از چشم من
کین طلسم بستہ مولی است این ... پاسبان کوچہ لیلی است این

اور مجتہدان دین اور فقہائے مفتیین نے اقوال و افعال و عادات
اہالیان حرمین شریفین کو مسائل دینیہ میں مستحب و مستحسن و مفتی بہ فرمایا ہے اور جو فعل کہ خلاف
عادت اہل حرمین کی ہو اسکو مکروہ و غیر معتبر فرمایا ہے فی الہدایۃ قال ابو یوسف وھو
قول الشافعی رحمہ اللہ یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اہل الحرمین یعنی ہدایہ
میں ہے کہا امام ابی یوسف و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جائز ہے اذان فجر کی بعد آدھی رات
کی بدلیل عادت اہل حرمین کی فی الکافی شرح الوافی وقال ابو یوسف والشافعی یجوز للفجر فی
النصف الاخیر من اللیل لتوارث اہل الحرمین حرم مکہ و حرم المدینۃ یعنی کافی شرح وافی
میں ہے کہا امام ابو یوسف و امام شافعی نے جائز ہے اذان فجر کی بعد آدھی رات کی
بسبب توارث و تعامل دونوں حرم یعنی حرم مکہ و حرم مدینہ کی و فی العینی شرح کنز الدقائق
والاستراحۃ علی خمس تسلیمات یکرہ عند الجمہور لانہ خلاف فعل اہل الحرمین و فی الہدایۃ وکذا بین
الخامسۃ والوتر لعادۃ اہل الحرمین واستحسن البعض الاستراحۃ علی خمس تسلیمات ولیس بصحیح و فی
الکافی وکذا بین الخامسۃ والوتر لتعارف اہل الحرمین و الاستراحۃ علی خمس تسلیمات یکرہ عند
الجمہور لانہ خلاف عمل اہل الحرمین و فی الخانیۃ فان استراح علی راس خمس تسلیمات لم یسترح
بین کل ترویحتین اختلفوا فیہ قال بعضہم لا باس وقال بعضہم لا یستحب لانہ یخالف

عمل اہل الحرمین یعنے ہدایہ وعینے وکافی وشرح وقایہ
وخلاصہ میں ہے بیٹھنا اور راحت پکڑنا درمیان ترویحہ
خامسہ اور وتر کے مستحب ومستحسن ہے اسواسطے کہ عمل
وعادة اہل حرمین کے ہے اور آرام لینا بعد
پانچ سلام کے یعنے بعد دس رکعت نماز تراویح
کے نزدیک جمہور علماء کے مکروہ ہے اور بعض
نے کہ مستحسن جانا ہے غیر معتبر اور غیر صحیح
ہے کیونکہ یہہ خلاف عادة عمل اہل حرمین ہے
فی تحفة البررة وما وقع فی بعض الروایات المنع
من زیارة القبور فی یوم الجمعة قبل الصلوة
لا اصل له لانها مخالف لعادة اہل الحرمین یعنے
تحفہ بررہ میں ہے کہ وہ جو کہ بعض روایات میں منع زیارت
قبور روز جمعہ قبل نماز کے واقع ہے بے اصل
ہے کیونکہ یہہ مخالف عادة اہل حرمین ہے
فی فتاوی مجمع البرکات والزیارة یوم الجمعة
افضل خصوصا فی اوله وهو المتعارف فی
الحرمین الشریفین یخرجون الی المعلی والبقیع للزیارة
وشیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمة الله علیہ
ترجمہ مشکوة شریف میں تحریر فرماتے ہیں زیارت
روز جمعہ فاضلتر است از روزہای دیگر خصوصا
در اول روز جمعہ وہمین است متعارف در حرمین شریفین
بیرون می آیند در اول روز جمعہ بسوی معلی و
بقیع برای زیارت فی الغنیة [illegible]

الکنز وذکر شمس الائمۃ السرخسی
ان مشایخ بلخ اختاروا قول اہل
المدینۃ فی جواز استیجار المعلم علی
تعلیم القرآن فنحن ایضا نقول بالجواز
وکذا فی فتاوی قاضیخان یعنی
بیچ شرح کنز اور فتاوی قاضیخان میں ہے ذکر کیا
شمس الائمہ سرخسی نے کہ مشائخ بلخ نے اختیار
کیا ہے قول اہل مدینہ کو معلم کو تعلیم قرآن پر
اجرت لینے کے جواز میں پس ہم بھی فتوی دیتے
ہیں اوپر جائز ہونے کے وفی الہدایۃ وبعض
مشایخنا استحسنوا الاستیجار علی تعلیم
القرآن الیوم لانہ ظہر التوانی فی الامور
الدینیۃ ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن
وعلیہ الفتوی وفی النہایۃ وہم
ائمۃ بلخ فانہم اختاروا قول اہل المدینۃ
انتہی اور باب الاجماع کتب اصول فقہ میں مذکور ہے
کہ نزدیک امام مالک رحمہ کے اجماع میں ہونا اہل مدینہ
کا شرط ہے واسطے جائز ہونے حجت کے
اہل مدینہ کے سنئے نقلہ الانوار فان
مالکا رحمہ یشترط فیہ کونہم
من اہل المدینۃ لانہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال ان المدینۃ تنفی خبثہا کما ینفی
الکیر خبث الحدید والخطاء ایضا خبث فیکون منفیا

عنها وفي التحقيق شرح الحسامي واذا انتفى عنهم الخبث وجب متابعتهم
ضرورة وبان المدينة دار هجرة النبي صلى الله عليه وسلم وموضع قبره ومهبط
الوحي ومجمع الصحابة ومستقر الاسلام ومتبوأ الايمان وفيها ظهر العلم
وفيها صدر فلا يجوز ان يخرج الحق عن قول اهلها كيف وانهم شاهدوا التنزيل
وسمعوا التاويل وكانوا اعرف باحوال الرسول صلى الله عليه وسلم من غيرهم فوجب
ان لا يخرج الحق عن قولهم یعنی نور الانوار مین لکھی ہی امام مالک فرماتی ہین کہ اجماع مین ہونا
اہل مدینہ کا شرط ہی کیونکہ فرمایا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ مدینہ دور کرتا ہی خباثت کو جیسی
کہ دور کرتا ہی کورہ آہنگران خبث الحدید کو اور خطا ہی خبث ہی پس نہو گی خطا مدینہ مین قطعا
اور کتاب تحقیق شرح حسامی مین ہی جسوقت بموجب حدیث کی اہل مدینہ مین خبث نہین ہی
واجب ہوئی متابعت اونکی بالضرور اور مدینہ مقام ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور موضع قبر اور
مہبط وحی اور مجمع صحابہ اور مستقر اسلام اور جگہہ ایمان کی ہی اور اوسمین علم ظاہر و صادر ہوا
پس نہین جائز ہی کہ حق خروج کری اقوال ساکنان مدینہ سی اور کیونکر ایسا ہو سکی وہ ہون نی مشاہدہ
کیا نزول قران شریف کا اور سنی ہی تاویل اوسکی اور ہین وہ عارف تر حالات رسول صلعم سی بہ نسبت
اور لوگون کی پس واجب ہی یہہ کہ حق خروج نکری اونکی اقوال سی قال الامام النووي في رسالة
التحليل والتحريم من الحيوان والاصل ما استخبثته العرب فما لم يرد به نص بالحل والحرمة و
الامر بالقتل والنهي عنه ولا اعتبار بالعرب ذوي اليسار والطباع السليمة دون
الاجلاف من اهل البادية فما استطابته واكلته في حال الرفاهية او سمته باسم
حيوان حلال فهو حلال وما استخبثته وسمته باسم محرم فهو حرام ويراجع في
كل زمان الى العرب الموجودين فيه وان استطابته طائفة واستخبثته طائفة اتبعنا
الاكثرين فان استويا اتبع قريشا یعنی کہا امام نووی نی رسالہ جانوران حلال و حرام
مین کہ قاعدہ جو بیچ حلت و حرمت جانورون کی ہی وہ یہ ہی کہ حرام ہین وہ جانور جسکو عرب
خبیث جانتی ہون اون جانورونکو کہ اونمین تصریح نہ پائی ہو حلت و حرمت کی وارد نہ
ہوئی ہو اور حکم واسطی ماردالنی کی یا ممانعت اوس سی نہوئی ہو اور اعتبار عرب سی وہ

نقل فتوی مولانا محبوب علی صاحب مرادآبادی در باب

عدم جواز تعدد جمعه وتنقید الجواب در رد آن مشعر جواز تعدد

جمعه که جناب قدوة المحققین فخر زبدة المدققین استاذنا

مولانا محمد مظہر کریم دام ظله العالی بتاریخ ماه رمضان المبارک

۱۲۸۵ہجری بمقام شاہجہان پور رقم فرموده

بودند و علماء شاہجہان پور و لکھنو و رامپور و دیگر بلاد ما

غیرہم بتصویب قبول استناد نموده مہور خود ہا

ثبت فرموده اند برای فائده خاص و عام

درینجا نموده شد

نقل فتوی جناب مولوی محبوب علی صاحب مرادآبادی

قل جاء الحق وزهق الباطل

بسم الله الرحمن الرحیم

این فتوی که بهت دو وقوع جواز تعدد جمعه در شهر واحد مطلقا در هر موضع و هر مسجد که بعضی اشخاص از راه سوء تفکر و قلت تدبر برای مغالطه دهی عوام فتوی داده مهرها ثبت کرده اند بتحریر در آمده چرا که تعدد جمعه بیک شهر بمواضع کثیره بی ضرورت حاجت داعیه چنانکه الان رواج یافته باتفاق مذاهب اربعه ناجائز است خصوصا در مذهب حنفیه انصاف شرط است و اسامی کتب که درین فتوی روایات آنها مندرج است بتفصیل ذیل جهت مزید اعتماد سائلین رقم میشود

١ تهذیب ٢ ایضاح ٣ ابراهیم شاهی ٤ ذخیره ٥ عیون ٦ حاشیه هدایه ٧ قنیه ٨ نوادر ابن سماعه ٩ نهر فائق
١٠ لباب ١١ معدن ١٢ سراجیه ١٣ [illegible] ١٤ قاضیخان ١٥ مستملی صغیر ١٦ مستملی کبیر ١٧ عالمگیری ١٨ شرح [illegible]
١٩ فصول عمادی ٢٠ معراج الدرایه ٢١ فتاوی حجه ٢٢ شرح وهبانیه ٢٣ بحر الرائق ٢٤ جامع الفقه ٢٥ جامع الرموز
٢٦ رحمة الامه فی اختلاف الائمه ٢٧ خلاصه ٢٨ دستور القضاة ٢٩ بدائع ٣٠ عتابیه ٣١ فتاوی ماوراء النهر
شرح وقایه کافی ترشیح ملتقی مختلفات شرح کرخی محیط علامه قاسم حنفی شرح طحاوی
تهذیب قدوری شرح کنز قدوری شمنی مجمع جوهره نیره مختصر امام غزالی فتح القدیر
هدایه

بدانکه فتوی جواز تعدد جمعه مطلقا چنانکه بعضی نوشته اند که در هر موضع و هر مسجد در شهر واحد درست است غیر صحیح و مخالف مذهب امام همام ابی حنیفه و خلاف ظاهر الروایات است و جمیع روایات منقول در جواز تعدد جمعه ضعیفه و مرجوح کتبها و غیر قابل اعتماد و باشتباه مطلب آن بچند وجه اول آنکه درین فتوی ذکر نوعیت تعدد جمعه بهنگام مسجد قوم بهادن سلطان و تعذر

استیذان عبث چنانچه در امصار کفار این امر دریشان است اصلا مذکور نیست پس خارج است از بحث
ما نحن فیه و خلط است در مطلب و محض مغالطه بهی برای عوام امر دیگر مقصود نیست چه از جانب اولیا
صحیحه مذهب امام مذکور درین احکام صریح اند بتوحد جماعت جمعه با امام گردانیدن یک شخص
با جماع ناس و مخالف آن هیچ یک روایت معتبر ثابت و متحقق نیست فی التهذیب اذا تعذر
الاستیذان من الامام فاجتمع الناس علی رجل یصلی بهم الجمعة جاز وفی الایضاح قال
ابو الحسن اذا تعذر تحصیل الاذان من الامام لغیبته او موته قبل ان یلی غیره فلا باس بان
یجمع الناس علی رجل یصلی بهم لان عثمان رضی الله عنه لما حصر قدم الناس علیا رضی الله عنه فصلی
بهم ولانهم یحتاجون الی اقامة هذا الفرض فاعتبر اجماعهم ۱۲ ابراهیم شاهی وفی الذخیرة من
العیون ثم یجوز لاجل الضرورة الا تری ان علیا رض صلی بالناس و عثمان رض محصور فجمع
الناس علی علی رض ۱۲ ابراهیم شاهی و اعقل من هذا لیعتبر افهم انما فعل لان الناس اجتمعوا علیه
عند ذلک یجوز لان الناس احتاجوا الی اقامة هذا الفرض فاعتبر اجماعهم ۱۲ حاشیه هدایه
بعلامت حو در آخر ۱۲ قال ابو بکر الرازی لو کان السلطان فاسقا فلهم ان یجتمعوا
علی رجل یصلی بهم الجمعة لیصیر کان الامام اذن لهم فیه بتعذر استیذانه کذا فی [illegible]
وفی نوادر ابن سماعة عن محمد رح اذا اجتمع الناس علی رجل یجمع بهم جاز کذا فی الغرائب قال ابن سماعة
سمعت محمدا یقول لو ان اهل مصر مات والیهم لو لهم رجلا یصلی بهم جاز الا تری ان رجلا
لو قدمهم ظلما ثم صلی بهم الجمعة اجزأت ذلک ۱۲ قنیه و اذا تعذر تحصیل اذن الامام لغیبته او موته
قبل ان تولی غیره فلا باس بان یجمع الناس علی رجل یصلی بهم کذا فی اللباب ۱۲ المعدن ح و والی مصر مات
فصلی بهم خلیفة المیت او صاحب الشرط ای حاکم السیاسة او القاضی جاز فان لم یکن ثمة احد
منهم واجتمع الناس علی رجل فصلی بهم جاز کذا فی السراجیة نصب العامة للخطیب غیر معتبر مع وجود
من ذکر اما مع عدمهم فیجوز للضرورة کذا فی الدر المختار و ان لم یکن ثمة قاض ولا خلیفة المیت
فاجتمع العامة علی تقدیم رجل جاز لمکان الضرورة ۱۲ قاضی خان و ان لم یکن احد من هولاء فاجتمع
الناس علی واحد فصلی بهم جاز ۱۲ مستملی صغیری شیخ دهلوی در صراط مستقیم می نویسد گفته اند
که در آن بلاد که ولات آن کفار اند مسلمانان را میرسد که اقامت جمعه و اعیاد کنند و اگر یکی

قاضی سازند قاضی نمیشود شرح اصغی انتهی و همچنین است در فصول عمادی و عالمگیری و
معراج الدرایة و غیر آنست دوم آنکه روایت جواز تعدد نماز جمعه مخالف است مر روایات
صحیحه معتمده مذهب ابی حنیفه را و معارض است بظاهر الروایة که ظاهر الروایة از امام مذکور عدم
تعدد و غیر جائز العمل و نامعتبر اند اگرچه بعضی بران فتوی داده اند چرا که فتوی مخالف مذهب
پایه اعتبار ندارد و این روایات معتبرات المقرر عندنا انه لا یفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم
ولا یعدل عنه الی قولهما او قول احدهما او غیره الا لضرورة کمسئلة المزارعة وان صرح المشائخ
بان الفتوی علی قول غیره لانه صاحب المذهب والامام المقدم فتاوی خیریه و غیرها از
کتب معتمده وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی قضاء من لیس بمجتهد کحنفیة زماننا بخلاف
مذهبه عامدا لا ینفذ اتفاقا وکذا ناسیا عندهما و مختار ولا یعدل عن ظاهر الروایة لما صرحوا به ان
ما خرج عن ظاهر الروایة لیس مذهبا لابی حنیفة ولا قولا له فی البحر الرائق فی کتاب القضاء ما خرج عن ظاهر الروایة فهو مرجوح
عند علمائنا مقرر فی الاصول انه یستحیل امکان صدور قولین مختلفین منه تا بین من مجتهد والمرجوح
عنه لم یبق قولا له فتاوی خیریه و ما خالف ظاهر الروایة لیس مذهبا لنا معاشر الحنفیة فتاوی
خیریه انما یجوز اقامة الجمعة فی المصر فی موضع واحد لا اکثر فی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة مستملی
صغیری ۱۲ اما اقامة الجمعة فی موضعین او اکثر من مصر واحد فی جوامع الفقه عن ابی حنیفة
روایتان والاظهر جوازها فی موضعین انتهی مستملی کبیری لا بأس فی الجمعة فی موضعین او
ثلث فی مصر عند الشیبانی و عن الامام روایتان والاظهر انه لا یجوز وهو الصحیح جواهر اخلاطی
قال الطحاوی الصحیح من مذهبنا انه لا یجوز اقامة الجمعة فی اکثر من موضع واحد فی مصر کذا فی
رحمة الامة فی اختلاف الائمة ۱۲ در اصله عند ابی حنیفه ره لا یجوز تعددها فی مصر واحد وکذا
روی اصحاب الاملاء عن ابی یوسف انه لا یجوز فی مسجدین فی مصر الا ان یکون بینهما نهر کبیر
حتی یکون کمصرین وکان یأمر بقطع الجسر ببغداد فتح القدیر از این روایات صحیحه معتمده واضح
گشت که قول تعدد نماز جمعه در یک شهر اگرچه دار الاسلام باشد خلاف ظاهر الروایة
و غیر مذهب ابی حنیفه است و قول بر انها جائز لیس بحجة در فتح القدیر و بحر الرائق و عینی
و شرح مجمع و مبسوط سرخسی اصح الصحیح و فتوی بر جواز تعدد مذکور است قطع نظر از آنکه معمول

ضعیف

بر تقدیر موجود بودن سلطان و تحصیل استیذان و مراد از تعدد و تکثر تا ثلثه است فقط
و خلاف ظاهر الروایت و مخالف مذهب امام ابی حنیفه و غیر قابل اعتماد است هر که جواز تعدد
جمعه از امام ابی حنیفه منقول سازد لازم است بروی که از کتب اصحاب حنفی مثل امام ابو یوسف
و محمد و حسن بن زیاد و زفر رحمهم الله با امام مذکور مستند گرداند و بدون آن قولش موقوف
به و معتمد علیه نیست زیرا که مدار قرار یافتن مذهب امام بر نقل از کتب ایشان است دون
غیرهم و استناد این قول بامام ابی حنیفه از کتب اصحاب حنفی اصلا منقول نیست فلا یجوز
العمل به سیوم آنکه کسانیکه تجویز تعدد جمعه هنگام بودن سلطان و تحصیل استیذان
قائل اند وجه است که مراد ایشان تا مواضع ثلثه فقط کنند تا کلام شان مخالف فتوی
و تصحیح دیگر فقها و محدثین مذهب حنفی منحصر جواز تکثیر جمعه در ثنتین یا ثلثه [illegible]
روایات من الخلاصة فی نوع منه اقامة الجمعة فی المصر فی موضعین یجوز عند ابی حنیفة
و ابی یوسف رح و لا یجوز فی ثلثه مواضع دستور القضاة و فی البدائع ان ظاهر الروایة
جوازها فی موضعین و لا یجوز فی اکثر من ذلک و علیه الاعتماد ۱۲ واسطه اقامة الجمعة
فی مصر واحد فی موضعین الاصح انه یجوز و فی الغیاثیة لا باس للامام ان یجمع فی مصر فی
مسجدین و علیه الفتوی و عن محمد رح انه لا یجمع فی اکثر من مسجدین و علیه الفتوی فی قصبة و
ما وراء النهر روی عن الطحاوی انه قال لا باس بان یجمع الامام بالناس فی المصر فی مسجدین
و لا یجمع فی اکثر منهما و هکذا عن محمد رح و به ناخذ کذا فی الغرائب ۱۲ لا یجوز الجمعة عند ابی یوسف
فی موضعین الا اذا کان مصر له جانبان فیصیر فی حکم مصرین کبغداد فیجوز حینئذ فی موضعین
دون الثلث و عند محمد رح لا باس بان یصلی فی موضعین او ثلثه سواء کان للمصر جانبان او
لم یکن و به یفتی ۱۲ شرح وقایه و فی فتاوی قاضیخان یجوز الجمعة فی مصر واحد فی موضعین فی قول
ابی یوسف رح و لا یجوز فی ثلثه مواضع و هکذا روی عن محمد رح و عنه انه لا یجوز فی مسجدین فی
مصر واحد الا ان یکون بینهما نهر کبیر فکان حکمه حکم مصرین فان لم یکن بینهما نهر کبیر فالجمعة
لمن سبق منهما فان صلوا معا فسدت صلوتهم جمیعا و عن محمد رح جواز الجمعة فی ثلثه
مواضع انتهی ۱۲ و ادی الجمعة فی مصر ای فی مصر واحد فی مواضع ای فی ثلثه مواضع

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

هر چند که بودن نماز جمعه در یکجا مستحب و افضل و اولی است چه در آن کثرت اجتماع مسلمین و موجب
زیادتی ثواب نماز است ابن ماجه از انس رضی الله عنه از آنحضرت صلی الله علیه وسلم روایت
کرده که نماز مرد در خانه ثواب یک نماز دارد و در مسجد محله ثواب بیست و پنج نماز دارد و در مسجد
جمعه ثواب پانصد نماز است پس در افضلیت و خیریت آن شکی نیست مگر فتوی بعدم جواز تعدد
جمعه قول ضعیف و مرجوح و مخالف مذهب مختار و غیر صحیح و ناجائز العمل است و مفتی که بکمال
طمطراق بسط و شرح مرجوحیت فتوی جواز بیان کرده محض تطویل لاطائل است کما سیظهر
و پس هر گاه که بنای استناد و اثبات [illegible] اوله روایات صحیحه معتمده مفتی بها که در باب جواز
تعدد بکتب متون و شروح معتبره که درین فتوی روایات آنها مندرج اند و دیگر کتب مندرجه اوله
واقع اند یا عمداً برای مغالطه دهی عوام یا از راه قلت تدبر و سوء تفکر رقم فرمانخته و با وصف
این معنی کلمات صحیحه و ناشایسته مثل قوله فقل جاء الحق و زهق الباطل بالای بسم الله و قوله
از راه سوء تفکر و قلت تدبر برای مغالطه دهی عوام و قوله جمیع روایات منقوله در جواز تعدد
جمعه ضعیفه و مرجوح عنها و غیر قابل اعتنا و نا مفید مطلب اند و قوله روایات تعدد غیر
جائز العمل و نا معتبر اند و مثل قوله فلا یجوز العمل به و قوله غیر مشروع و باطل انتهی در حق
قائلین جواز تعدد که اصحاب متون و جلها معتمدین محققین هستند فقها و محدثین مثل
مفتی الثقلین ابن همام و صاحب در المختار و مصنف بحر الرائق و مجمع و عینی [illegible]
انشت کرده و بسیار زبان درازی درین فتوی از و سر زده در مسائل اختلافیه فیما بین
الفقها کدام کس این چنین گستاخی و شناعت نمیرسد بالفعل اجمالاً به تنقید بعض عبارات
این فتوی احقاقا للحق و ابطالا للباطل پرداخته و از کساد و ز لوقت آن اشخاص
معتبره و روایات صحیحه مفتی بها چند کتب معتبره در باب جواز تعدد نماز جمعه مندرج میگردد

قال المفتی علی جاء الحق وزهق الباطل بسم الله الرحمن الرحیم اقول قول شخصی اول بسم الله
غلط این بوده است که بسم الله تقدیم آیت موصوفه کرده است و ابتدا به بسم الله موافقا
للحدیث و اتباعا لنظم القرآن نکرده پس در ابتر و نامقبول بودن این فتوی بموجب حدیث
شریف کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم الله فهو ابتر محل شک و تردد باقی نمانده دوم انصاف
کردنیست که این آیت در کدام وقت و در حق کدام وارد شده و مراد حق و باطل در آنجا چیست
پس ایتان آیت درین مقام در حق علمائیکه فتوی بجواز داده اند و مفتی قول آنرا باطل
تصور نموده بچه مرتبه سخت بوده است و در حق علمای متبحرین مثل ابن همام وغیره چقدر
بدگمانی است اللهم احفظنا عنه قال المفتی این فتوی بجهت رد و دفع جواز تعدد
جمعه در شهر واحد مطلقا در هر موضع و مسجد که بعضی اشخاص از راه سوء تفکر و قلت
تدبر برای مغالطه دهی عوام فتوی داده اقول کسانیکه فتوی بجواز تعدد داده اند
موافق مذهب مختار و معتمد و صحیح و مفتی به بوده است چنانچه عنقریب مذکور میشود
پس مراد این عبارت از راه سوء تفکر و قلت تدبر برای مغالطه دهی عوام منقلب شده
قضیه منعکس شد و صاف و واضح گشت که این فتوی متضمن عدم جواز تعدد برای مغالطه
دهی عوام بوده است و مقصود از آن بجز شهرت نام خویش بسبب اعلان امر جدید
گو که خلاف مذهب مختار باشد معلوم نمیشود قوله تعدد نماز جمعه الی قوله باتفاق مذاهب
اربعه ناجائز است اقول لعل المفتی لا یعلم معنی الاتفاق و الاجماع بدانکه معنی اتفاق
اینست که بجز آن دیگر روایت مخالف منقول نباشد و در تمام فتوی روایت صریح
کدام کتاب مشعر اتفاق بر عدم جواز تعدد جمعه مذکور نیست و نه ضمنا مستنبط میشود بلکه
از تمام مضامین فتوی و روایات منقوله در آن ظاهر و باهر است که درین مسئله هرگز اتفاق
نیست و اختلاف صریح در مذهب امام اعظم بوده است و خود درین فتوی روایات
کتاب فقه مشتمل بر فتوی جواز تعدد جمعه بدو جا یا سه جا مذکور اند و مفتی بزعم خود روایات
منقوله جواز تعدد را ضعیف و مرجوح انگاشته و در تمام فتوی اتفاق مذاهب ائمه ثلثه باقیه
یعنی شافعی و مالک و احمد رحمهم الله مشعر بر عدم جواز تعدد منقول نیست بلکه امام شافعی

بکدام روایت مذکور نیست پس اتفاق مذاهب اربعه بعبارت محض دعوی بلا دلیل
و تهافت و تناقض صریح است پس هرگاه که دعوی متضمن اتفاق مذاهب اربعه خود از مضامین
عبارت فتوی اش کذب و یاوه منتحق گشت نقس علی هذا باقی کلامه و انصف
و اگر مراد مفتی از اتفاق امری دیگر بوده باشد فعلیه البیان ثانیا و ثالثا قدحه تا الیا قال المفتی
و اسامی کتب که درین فتوی روایات آنها مندرج است بتفصیل ذیل حسب اعتماد و یکجا مرقوم
میشود الی قوله فتح القدیر هدایه اقول واضح باد که ازین عبارت فهمیده میشود که در هر کتاب
از جمله هشت مذکور فتوی عدم جواز تعدد مذکور است زیرا که از ملاحظه و غور عبارات کتب
منقوله واضح میشود که روایت صرف مستملی صغیر و مستملی کبیر و جواهر اخلاطی و فتح القدیر و
رحمة الامه فی اختلاف الائمه یعنی شش کتاب متضمن عدم جواز تعدد جمعه موافق دعوی مفتی بود
اند و منجمله آنها چون اصل کتاب مستملی صغیر و مستملی کبیر و فتح القدیر و شمنی با عبارات مندرجه
فتوی مقابله کرده شد معلوم شد که در هر چهار کتب مذکوره فتوی بر جواز تعدد مفصل مذکور است
و لو کان اثنین مفتی از قبیل لا تقربوا الصلوة بترک و انتم سکاری بقدر مطلب خویش نقل کرده فاز
تحریر کل عبارت المقام که از آن مفتی به بودن روایت جواز ظاهر و عیان بود قاصر گشته
خیانت در نقل کرده چنانچه بجای خود تصریح با آن خواهد رفت صرف جواهر اخلاطی و رحمة الامه
اینوقت یافته نشد بدون مقابله با اصل هر دو کتاب هرگز بر تحریر و نقل مفتی اعتماد نکند چنانکه
چالاکی و صنعت در نقل روایات چهار کتب مذکوره کرده همچنان احتمال قوی است که حال آن دو
کتاب هم همچون طور بوده باشد و طرفه تر اینکه روایات بست و دو کتاب منجمله همین کتب مستند
فتوی هذا ناطق بر این اند که فتوی بر جواز تعدد نماز جمعه است چنانچه مفصل بیان خواهد شد پس
آنکه مفتی اندراج روایات کتب مذکوره جهت مزید اعتماد نوشته منعکس شد یعنی موجب مزید
بی اعتمادی و خیانت شد هرگاه که حال خطا و خیانت مفتی بهمچو مرتبه پس اعتماد بر کذ درست
و جائز نیست و اجتناب از آن ضرور و قوله هذا آنکه فتوی جواز الی قوله غیر قابل اعتماد و نا شنید
مطلب هذا اقول از تحقیق و تصریح روایات صحیحه ثابت است که روایت جواز تعدد نماز جمعه
مفتی به و صحیح و مختار مذهب امام همام ابی حنیفه و ظاهر روایت و معتمد است پس عبارت

فتوی امزدیاد لفظ عدم مابین لفظ فتوی و جواز و مابین لفظ در و جواز و لفظ تا درمیان لفظ
واحد و درست موافق روایات معتبره انسب و اولی است یعنی فتوی عدم جواز تعدد
جمعه چنانکه بعضی نوشته اند که در هر موضع که هر مسجد در شهر واحد نا درست است غیر
صحیح و مخالف مذهب امام همام ابی حنیفه و خلاف ظاهر الروایت است و جمیع روایات
منقوله در عدم جواز تعدد جمعه ضعیفه و مرجوح عنها و غیر قابل اعتماد و نامفید مطلب اند
قوله اول آنکه درین فتوی تا قوله معراج الدرایه و غرائب اقول در صورت جواز تعدد
جمعه یا عدم جواز استیذان سلطان یا اجتماع مسلمین بر شخصی در صورت تعذر استیذان
شرط است لا کلام فیه و هذا الامر لیس متنازعا فیما بیننا و بینکم و آنکه مفتی بکمال محبت و
دلسوزی عبارت تهذیب و ایضاح و ابراهیم شاهی و ذخیره و عیون و حاشیه هدایه
و قنیه و نوادر ابن سماعه و غرائب و لباب و معدن و سراجیه و در مختار و قاضیخان و
مستملی و صغیری و شرح صراط مستقیم و فصول عمادی و عالمگیری و معراج الدرایه و غیره
مقام نقل کرده ناحق خون جگر خورده و مطلبش حاصل نشده چرا که مقصود شان از آوردن
روایات عدم جواز تعدد نماز جمعه در صورت تعذر استیذان بوده است و از جمله
روایات همین مستفاد است که در صورت تعذر استیذان اگر مسلمین اجتماع کرده بر
شخصی نماز جمعه گزارند جائز است هر گاه که مدار جواز بر اجتماع مسلمین شده اگر مسلمین بر چند
کس اتفاق کرده نماز گزارند یا آنکه مسلمین یک شهر چند گروه شده هر گروه امام برای
نماز جمعه کرده پس آن نماز گزارند چنانچه سلطان را می رسد که چند کس را امام جمعه در شهر
واحد مقرر نماید پس بر واجب قواعد شرعیه کدام وجه مانع جواز است و از کدام کتاب تصریح
این معنی یافته نمیشود که تجمیع یکجا جائز نیست و تا وقتیکه روایت صریح کدام کتاب فقه متضمن عدم
جواز تعدد مفتی بیان نسازد قولش موقوف و معتمد نیست فافهم و تامل پس این همه محنت
مفتی رایگان شد و تیر بهدف مرام نرسید خواه استیفا قوله دوم آنکه تا قوله متعاشر الحنفیه
فتاوی خیریه اقول ماحصل این عبارت اینست که ظاهر الروایه از امام اعظم رح عدم جواز
تعدد است و مفتی به و معمول مذهب امام و ظاهر روایت بوده است و تعدد والی از قول امام

بجانب قول غیر وی نمیرسد سلمنا که ظاهر الروایت مذهب مختار است لیکن گوئیم که
از روایات مفتی بها صحیحه ظاهر الروایت بوده اند کدام روایت صحیحه و مفتی بها خلاف
ظاهر الروایت نمی باشد الا نادر او اشند شنوده و فهمیدن روایت صحیحه و مفتی بها خلاف
ظاهر الروایت از قلت تدبر ست و فتوی بر قول امام اعظم رحمه الله و عدم عدول
از قولش بسوی اقوال صاحبینه و غیرهما از زمان مقدم است که مشایخ تصریح فتوی بر قول
غیر وی نداده باشند کما صرح فی خزانة المفتین والتجنیس وشرح الطحاوی ومختار الاختیار
و التصحیح مسائل جزئیه مذکوره اصحاب متون و کتب معتبره همین مستنبط است که بعض جا
بر قول صاحبینه و جائی بر قول ابی یوسف یا محمد فتوی بوده است چنانچه در شرح
وقایه در بیان وقت مغرب و در باب عدم جواز قضاء قاضی مخالف مذهب خود
بجواز قول صاحبینه گفته و به یفتی و الفتوی علی قولهما و در اکثر کتب فتوی بر قول امام محمد
بطهارت مستعمل مذکور است در صدها مسائل همچنان بوده است غالباً مفتی را
هم ازان انکار نبوده باشد و امر بدیهی را انکار چگونه می توان کرد و با اینهمه علمائیکه فتوی
بجواز تعدد داده اند دریں باب قول صحیح امام اعظم و مذهب مختار وی اختیار کرده اند
نه قول غیر وی پس این روایت فتاوی خیریه بحر الرائق مضر مطلب ما نبوده اند بلکه مؤید مقصود
ما و آنکه مفتی عبارت در مختار با نقلا من شرح الوهبانیه درین مقام آورده محض بیکار افتاده
و کدام مطلب مفتی ازان واضح نمیشود زیرا که ترجمه عبارت مذکوره اینست که قضا را
قاضی که مجتهد نیست مانند حنفیه زمانه ما بخلاف مذهب خود قصداً نافذ نیست اتفاقاً
همچنین با مسئله صاحبین این مضمون و مسئله متنازعه کدام مناسبت و با اصل
مطلب چه تعلق دارد ظاهراً دریافت میشود که مفتی به راه غلطی ضمیر مذهبه بسوی امام
راجع کرده بزعم خویش معنی دیگر تراشیده مستند گردانیده و لا یخفی سخافة هذا القول
اکنون حال خوش فهمی مفتی بهمچو مرتبه رسیده است پس عبارات مستخرجه او چگونه اعتماد
کرده شود و فتوی او لائق اطمینان کی بوده است اعاذنا الله من سوء الفهم و قوله انما تجوز
اقامة الجمعة فی المصر فی موضع واحد لا اثنان فی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة منتقی اصغری

اقول مفتی آخر عبارت این کتاب نقل نکرده چرا که مضر مطلبش بوده وآن اینست وعنه
كقول محمد انها تجوز في مواضع متعددة قيل هو الاصح ولفظ هو الاصح از علامات مفتی به
بوده است قال في الدر المختار لفظ الاصح آكد من لفظ الصحيح قوله ثم اقامة الجمعة في موضعين
او اكثر من مصر واحد في جوامع الفقه عن ابي حنيفة روايتان في الاظهر عدم جوازها في موضعين
انتهى مستملي كبير ۱۲ اقول تمامه هذه العبارة قال شمس الائمة السرخسي في المبسوط الصحيح
من قول ابي حنيفة ومحمد جوازها وعن ابي يوسف رح انه تجوز لموضعين لا غير وعنه لا تجوز
بمصر في موضعين الا ان يكون بينهما نهر فاصل از تمام عبارت این هر دو کتاب صراحت
واضح گشت که روایت صحیح اصح از امام اعظم جواز تعدد است ومفتی بقدر مطلب خود
نقل روایت کرده در حاشیه بزدوی آورده که لفظ صحیح تقاضا میکند که غیر آن صحیح
نباشد كما في مختار الاختيار كذا في السراج المنير فتلخص من كلتيهما ان الفتوى على جواز
التعدد لقول الامام الاعظم رح وهو مقصودنا قوله الباب ۱۳ في الجمعة الى قوله كذا في
رحمة الامة في اختلاف الائمة این هر دو کتاب فی الحال یافته نشدند بدون مقابله
با اصل نسخ در باب تصحیح یا عدم تصحیح چیزی گفتن نمی توانم ولو سلمنا ان ما حرر في هذا
الفتوى مثبت في اصل الكتابين بمقابله روایات صاحب کنز الدقائق وشارحین آن
ودر المختار وبحر الرائق وعالمگیری وکافی نموده اند فلا اعتبار بهما قوله واصله عند ابی حنیفه
رح الى قوله بتعدد فتح القدير عجب است از مفتی که تمام قول صاحب فتح القدير در بنایه
نقل نکرده در کتاب مذکور صریح جواز تعدد در مفتی به بتعدد ذکر کرده گفته به ناخذ ودر باب
امامت بر همین قول علیه الفتوی گفته قوله از این روایات صحیحه معتمده واضح گشت که قول
تعدد نماز جمعه در یک شهر اگرچه دار الاسلام باشد خلاف ظاهر الروایت ومخیر
ابی حنیفه است وعمل بر این ناجائز اقول حال روایات منقوله دریافت شد که در چهار
کتاب مذکوره فتوی وتصحیح روایت جواز تعدد بوده است ودر دو باقیمانده آنچه
وقال است بیان نموده شد اگر کسی گوید که طحاوی اعلم علماء ومتقدم‌ترین فقهاء حنفیه بوده
است ودر رحمة الامة روایت از طحاوی آورده شده است که صحیح از مذهب ابی حنیفه

تعدد بوده است پس روایت عدم جواز صحیح و مذهب مختار باشد گوییم اولا در اصل کتاب
یا طحاوی این روایت مقابله کرده نشده و بر تحریر مفتی مطلقا اعتماد نیست چرا که او در نقل
روایات خیانت بکار برده چنانچه آنفا گذشت و لو فرضنا آن روایة رحمة الاستقلال
بالاصل خود در روایت فتاوی ماوراء النهر و غرائب مندرجه فتوی مفتی معلوم میشود که
امام طحاوی تعدد نماز جمعه بدو جا جائز است و به ناخذ باین روایت مرقوم است فاجتماع
قول الطحاوی و تصحیحه فرجحنا من قولیهما هو الموافق لتصحیح الکتب المعتمدة و فتوی العلماء الثقات
و بعض از روایات منقوله مفتی صحت و فتوی عدم جواز تعدد ثابت نگشته
و کلامش ضعیف و ناجائز العمل باید قول لیس الخ در فتح القدیر و بحر الرائق و عینی و شرح مجمع
و مبسوط و سرخسی از تصحیح و فتوی بر جواز تعدد مذکور است قطع نظر از آنکه محمول بر تقدیر
موجود بودن سلطان و تحصیل استیذان و مراد از تعدد و تکثر ما فوق ثلثه است فقط ضعیف
و خلاف ظاهر الروایة و مخالف مذهب ابی حنیفه و غیر قابل اعتماد است انتهی سبحان
الله بدین فقه و علم مفتی که تصحیح و فتوی همچو علماء کبار را ضعیف و غیر قابل اعتماد گفته
هر یک ازین پنج مذکوران از معتمدین و محقق ترین علماء حنفیه انچنان بوده است که
بمقابله قول واحد ازین بزرگان اقوال صاحبان فتاوی کثیره بجو هم نمیخرد چه جای آنکه
این هیچ مقدار امری حکم تصحیح و فتوی میدهند آن قول ضعیف و مرجوح باشد پس برابران
علم فقه و افتا مخفی و محتجب نیست که اگر اینها بامری حکم تصحیح و فتوی دهند قول
مخالف آن اضعف و مرجوح و قابل اعتماد مطلقا نیست و تعجب است از مفتی که با
این جمله قول صاحب فتح القدیر را [illegible] مستند خود در باب عدم جواز تعدد جمعه نقل کرده
و باز قول مفتی همون صاحب فتح القدیر را مردود و بیمار دا اگر قولش ضعیف و غیر معتمد
بوده چرا مستند خویش گردانید و آنکه مفتی گفته که مراد از تعدد و تکثر ما فوق ثلثه است
فقط مضحکه صبیان دبستان است فضلا عن طلبة العلم و العلماء و این مراد ذهنی
صرف مفتی بوده است مراد علماء مذکورین از تعدد ثلثه نیست بل عموما و مطلقا
بوده است چنانچه [illegible] از ما تحت این [illegible] معلوم میشود و در ینجا ضرور

نقل روایات بعضی آنہا در باب جواز تعدد نمودہ شود فاسمع ایہا المفتی و ارجع عن
قولک الضعیف المرجوح و اختر ما ہو المفتی بہ و الصحیح المختار من مذہب امامنا و تؤدی الجمعۃ
فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ و ہو قول ابی حنیفۃ و محمد رح و ہو الاصح و ذکر الامام السرخسی انہ
الصحیح من مذہب ابی حنیفہ و بہ ناخذ ہکذا فی البحر الرائق ۱۲ فتاوی عالمگیری در کنز الدقائق
گفتہ کہ ادای جمعہ در یک شہر در مواضع روا است و در حاشیہ از امام سرخسی گفتہ کہ صحیح
از قول طرفین این است و در سکارمی گفتہ کہ اقامت جمعہ در شہر در اکثر از دو جا روا است
بر صحیح و در فتح القدیر گفتہ و بہ ناخذ و نزدیک امام ابی یوسف بر صحیح در دو جا روا است
کما فی السراجیہ ۱۲ فتاوی برہنہ و تؤدی الجمعۃ فی مصر واحد فی ثلثۃ مواضع عند الطرفین
و عند الثانی تؤدی فی موضعین فقط و تجمع اکثر من مسجدین و علیہ الفتوی کما فی الحمادیۃ
و ہو الصحیح کما فی شرح ابی المکارم ۱۲ سراج المنیر و جائز است جمعہ در یک مصر در مواضع
کثیرہ نزد ابی حنیفہ و بروایتی از امام محمد رح و شافعی و ہو الاصح و نزد شافعی و محمد در یک
موضع جائز نیست و بقول ابی یوسف در دو موضع جائز است و بروایتی از وی جوی [illegible]
بمیان آن ہر دو موضع شرط است ۱۲ تہذیب الصلوۃ قال مفتی الثقلین الصحیح من
قول الاعظم و الربانی ان یؤدی فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ ۱۲ چلپی حاشیہ شرح وقایہ
در یک شہر در مواضع متعددہ نماز جمعہ جائز است ہو الاصح علی ما فی الزیلعی و علیہ
الفتوی علی ما فی فتح القدیر و ذکر الامام السرخسی و ہو الصحیح و بہ ناخذ ۱۲ مفتاح الصلوۃ
من الفتاوی الغیاثیہ لا باس للامام ان یجمع فی مصرہ مسجدین ہکذا روی عن محمد رح
و علیہ الفتوی و عن محمد رح انہ یجمع اکثر من مسجدین و علیہ الفتوی من حاشیۃ المنظومۃ الصحیح
من قول ابی حنیفہ و محمد رح انہ یجوز اقامۃ الجمعۃ فی مصر واحد فی موضعین او اکثر من ذلک
کذا فی المبسوط ۱۲ فتاوی حمادیہ و جاز اقامتہا فی الموضعین مع الکثرۃ فی مصر واحد فی الکافی
و ہو الصحیح و عن ابی یوسف اولا انہ یجوز فی الموضعین مطلقا دون الاکثر و آخرا انہ لا یجوز
فی الموضعین الا اذا کان ہناک نہر فاصل ۱۲ ابو المکارم لو اقیمت الجمعۃ فی مصر واحد فی
مواضع ففی المذہب اربع روایات اولہا عن ابی حنیفہ و محمد رح و ہی اصحہا انہ یجوز کا

التعدد فی موضعین والاکثر لان فی عدم جواز تعددها حرجا والحرج مرفوع فصارت کصلوٰة
العید ثانیها عن ابی حنیفة لا یجوز فی اکثر من موضع واحد لان الجمعة من اعلام الدین
لا یجوز تقلیل جماعتها وفی جوازها فی مکانین تقلیلها ثالثها عن ابی حنیفة وصاحبیه یجوز
فی موضعین لا غیر نظرا الی وجهی الروایتین الرابعة عن ابی یوسف یجوز فی موضعین اذا
کان المصر کبیرا او حال بین الجانبین نهر کبغداد وفی شرح المجمع ان ابا یوسف رجع الی هذه
الروایة ۱۲ شمنی شرح مختصر وقایه وتؤدی الجمعة فی مصر واحد فی مواضع متعددة عن ابی حنیفة
فی الصحیح وهو قول محمد والشافعی ومالک رحمهم الله وعن ابی حنیفة لا یجوز الا فی موضع واحد
وهو قول الشافعی وعن ابی حنیفة لا یجوز فی موضعین الا ان یکون بینهما نهر فاصل کبغداد و
سمرقند وهو قول احمد ۱۲ عینی شرح کنز وتؤدی فی مصر فی مواضع قال شمس الائمة السرخسی
اختلفت الروایات فی اقامة الجمعة فی موضعین فی مصر واحد فالصحیح من قول ابی حنیفة
ومحمد انه یجوز اقامة الجمعة فی مصر واحد فی موضعین واکثر من ذلک خلافا للشافعی وعن
ابی یوسف ره یجوز فی موضعین لا غیر وعنه لا یجوز فی موضعین الا ان یکون نهر فاصل فیکون
کل جانب کمصر له ان اقامة الجمعة من اعلام الدین فلا یجوز تقلیلها وفی ادائها
فی موضعین تقلیلها ولهما قوله علیه الصلوٰة والسلام لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع
فقد شرط لجواز الجمعة المصر الجامع وهذا الشرط موجود فی کل فریق ولان الحرج مدفوع
وفی القول بانه لا یجوز الا فی موضع واحد حرج وتهییج الفتنة فقد یکون بین اهل مصر واحد
اختلاف بحیث لو اجتمعوا فی موضع لهاجت الفتنة وقد امرنا بتسکینها ۱۲ کافی شرح وافی
در یک شهر جمعه چند جا جایز است و روایتی از امام اعظم سوای یکجا جایز نیست و روایتی
از ابی یوسف آنست که اگر درمیان شهر نهر جاری باشد پس در دو جانب آن دو جمعه
... جایز است ۱۲ مالابد و در حاشیه مالابد مطبوعه لکهنو به قول چند جا جایز است
در حاشیه نوشته ظاهر مذهب و روایت راجح و مفتی به همین است و هم در مفتاح
در کتاب چهاپه دهلی مصححه مولوی نور الدین حسن مرحوم همین است و مذهب مختار و
همین است فتوی برای رفع حرج چنانچه عینی در شرح کنز و ابن همام در فتح القدیر

در باب ما نحن فیه بیان نموده ۱۲ ترجمه در المختار و سوای ازین عبارت مستملی صغیر و کبیر
و فتح القدیر سابق مذکور گشت و علاوه برین از روایات فتاوی خلاصه و دستور
القضاة و بدائع و سراجیه و وهبه و فتاوی ماوراء النهر و غرائب و شرح وقایه و قاضیخان
و ترجیح و ملتقی و شرح کرخی و معدن و محیط و کنز و زیلعی و شرح طحاوی و تقریب قدوری
و مجمع البحرین و دیگر مفتی و این فتوی نقل کرده است ثابت و متحقق است که فتوی
بر جواز تعدد نماز جمعه بوده است و لو کان موضعین او اکثر پس هرگاه که از چندین
کتب معتبره کثیره واضح گشته که قول مفتی به و صحیح جواز تعدد است پس بر تصحیح
جواهر اخلاطی و رحمة الامة علی تقدیر صحة الروایة چه اعتماد قول معتمد و معمول و مفتی
جواز تعدد جمعه در چندجا بوده است و هو الذی ارتضاه صاحب المتون و مفتی را
لازم و واجب بود که در مسئله اختلاف جواز و عدم جواز در متون و دیگر کتب معتمده
ملاحظه کرده آنچه در متون مختار و مفتی به می بود آن را اختیار میکردند که قول غیر اصحاب
متون را اختیار سازد و طعن و تشنیع بر آنها نماید قال فی السراج المنیر والعمل علی
ما هو فی المتون و اذا تعارض ما فی المتون والفتاوی والمعتمد ما فی المتون و کذا یقدم
ما فی الشروح علی ما فی الفتاوی کما فی البحر الرائق و فی الحموی شرح الاشباه
... الخ ان ما فی المتون والشروح مقدم علی ما فی الفتاوی انتهی و سوای این
در تمام بلاد و شهرها از قدیم تا الآن همین معمول و دستور است که در یک شهر جاها
نماز جمعه میشود و در آن شهرها صدها علما گذشته اند و موجود اند بلا نکیر در مسجدها نماز گزارده اند
پس این تعامل و تعارف و توارث صدها ساله در تمام شهرها دلیل قوی بر فتوی جواز
تعدد بوده است فی القنیة لیس للقاضی والمفتی ان یحکما علی ظاهر المذهب و یترکا
العرف و نیز در گزاردن نماز جمعه یکجا حرج است و ادای در چندجا اسهل و ایسر در
حق مصلین است بموجب روایات فقهیه مفتی را لازم بود که آنچه ایسر و اسهل در
حق مصلین بود بران فتوی میداد و هم ینبغی للمفتی ان یفتی الناس بما هو اسهل علیهم
کذا ذکر الامام البزدوی فی شرح الجامع الصغیر و ینبغی للمفتی ان یاخذ ما لا ایسر

فی حق غیره خصوصاً فی حق الضعفاء لقوله صلعم لعلی ومعاذ رضی الله عنهما حین بعثهما الی الیمن
یسّرا ولا تعسّرا او طرفه تر اینکه کدام روایت صریح بلفظ علیه الفتوی یا به یفتی در باب عدم
جواز تعدد مفتی نقل نکرده بلکه در روایات منقوله فتوی او در باب جواز تعدد لفظ به یفتی یا علامات
من شرح الوقایه و علیه الفتوی ناقلا من الغیاثیه و به ناخذ ناقلا من الغرائب موجود است
و در رد ولایت مستحضر چه این کتاب چند جا لفظ علیه الفتوی مذکور است و بموجب روایات
فقهیه احدی را جائز نیست که خلاف آنچه به یفتی فتوی دهد و قول غیر مفتی به اختیار نماید قال
فی الدر المختار لو رایت فی رسالة آداب المفتین اذا ذکر فی المسئلة روایة فی کتاب معتمد
بالاصح والاولی والاوفق ونحوها فله ان یفتی بها وبمخالفها ایضاً واذا ذکر فیها الصحیح او
الماخوذ او به یفتی او علیه الفتوی لم یفت بمخالفه ۱۲ فی السراج المنیر و چون مدلول باشد بلفظ
علیه الفتوی و هو الصحیح و هو الماخوذ للفتوی یا به یفتی و آنچه مانند آنست مفتی را جائز نیست
که بخلاف آن فتوی دهد ۱۲ قوله هر که بجواز تعدد از امام ابی حنیفه الی قوله فلا یجوز آن نقل
اقول از عبارت مستنبط میشود که محشی از آداب مفتین خبر ندارد و در علم فقه اصلاً او را
مزاولت حاصل نیست ورنه هیچ کلام مشکل نمیشد زیرا که او میگوید که بدون نقل روایت
امام از کتاب امام ابی یوسف و محمد و زفر و حسن بن زیاد قول موثوق و معتمد نیست
و این کلام او نقضاً خلاف اجماع و قرار داد علمای فقهیه بوده است مفتی را باید که این کلام
خود روایت کدام کتاب فقه نقل نماید و بدون استناد کدام روایت خلاف دعوی بلا دلیل
است هزارها مسئله در تمام کتب فقه احیان بوده اند که در آن روایات خاص از کتب شاگردان
امام اعظم منقول نیست و در اکثر کتب حواله کتاب دیگر غیر کتب شاگردان امام کرده که نزد
امام اعظم چنان و چنین است خصوصاً اصحاب متون جائی نقل نکرده که امام ابی یوسف یا امام
محمد در فلان کتاب چنین از امام نقل کرده و نزد جمله علما همگی مسائل مذکوره کتب معتمد بوده اند
و کسی جرح ننموده که صاحب وقایه یا کنز الدقائق مثلاً کدام مسئله مذهب امام اعظم را بیان
کرده و روایت کدام کتاب شاگردان او نقل نکرده و اصل مقلد را نقل معارف کتب مشهور
کافی است شرط نقل کتاب ابو حنیفه شاگردان او نموده است قال فی القنیه فی اصول

الفقه لابی بکر الرازی فاما ما یوجد من کلام رجل ومذهبه فی کتاب معروف به
قد تداولته النسخ یحل لمن نظر فیه ان یقول قال فلان کذا وان لم یسمعه احد من احد
نحو کتب محمد بن الحسن وکالموطا لمالک ونحوهما من الکتب المصنفة فی اصناف
العلوم لان وجودها علی هذا الوصف بمنزلة الخبر المتواتر والاستفاضة لا
یحتاج مثله الی اسناد ۱۲ فی الفصول العمادی وان لم یکن المفتی من اهل الاجتهاد
لا یحل له ان یفتی الا بطریق الحکایة فیحکی ما یحفظ من اقوال الفقهاء ۱۲ فی السراج
المنیر وانعقد الاجماع علی جواز النقل من الکتب المعتمدة ولا یشترط اتصال السند
الی مصنفها ویجوز الاعتماد علی خط المفتی اخذا من قولهم ربا وصف المفتی حسب
خویش که ام روایت خاص از کتب شاگردان امام اعظم درین فتوی بیاورد ولیس قول شیخ بمجرد
بیان او موثوق ومعتمد نیست فلا یجوز به العمل قوله سوم آنکه سابق گذشت تا قوله باین روایات اقوال الحکم
درین مقام خود مفتی میگوید که فتوی وتصحیح دیگر فقهای محققین مذهب حنفی بر جواز تکثیر جماعت باثنین
یا ثلثه است فاین الاتفاق بعدم الجواز از حج صاحب فتوی الوجیز است که کلام او بسبب بطلان
کلام ما قبل میشاید ولیس الخلاف صدر فی نوع منه تا قوله حتی صحح علامه قاسم حنفی اول
ازینهمه روایات صاف واضح گشت که جواز تعدد جماعت صحیح
ظاهر الروایة بوده است هر چند که مفتی جواز تعدد
بهم رسانید وتدبیر وحیله بسیار برانگیخته که موجب آنکه الحق
روایات منقوله استفتا او ایضاح الحق کما ینبغی شد دوم آنکه مفتی میگوید که مراد از
مواضع کثیره متعدده بهر کتابیکه واقع شده از ثلثه بوده است غیر مسلم است بلکه مراد
عموم مطلقا بوده است ودرین مقام مفتی روایات فقهیه که نقل کرده شد رای علامه
قاسم حنفی از جمله روایات همین واضح است که نزد بعضی فتوی به جواز تعدد وجها
ونزد بعضی بر سه جا بوده است ودر بعض تصریح این معنی است که از سه جا زیاده جائز
نیست پس ازین معنی بودن مراد از مواضع کثیره ثلثه متحقق نشد وبعضی درین کتابها
صراحة نگفتم که جائیکه مواضع کثیره منقول شده مراد ازان ثلثه بوده است واگر گفته

شود که هرگاه که بکتاب دستور القضاة و بدایع و فتاوی [illegible] و غیر آنست و قاضی خان بعد

تصریح عدم جواز جمعه زیاده از دو جا منقول است و در تقریب قدوری آمده لا تجوز فی [illegible]

ای علی الثلثة نیز بنا بر تطبیق و توفیق روایات مراد از مواضع کثیره صرف ثلثه بوده است

اگر گوییم که تطبیق و تحقیق روایات ممکن نیست اختلاف صریح در روایات بوده است بعضی

تصریح کرده که زیاده از دو جا جائز نیست و بعضی میگویند که جواز صرف تا ثلثه است و بعضی

بران ترقی کرده که زیاده از سه جا جائز نیست و بعضی قائل اند که عموماً و مطلقاً جائز است

سه جا باشد یا زیاده ازان چه اختلاف العلماء رحمة واردست لیس توفیق فیما بین روایات

متضاده ممکن نیست و آنکه قدوری گفته زیاده بر سه جا جائز نیست صرف ناقل روایت و مذهب

خود بوده است این معنی نگفته که مراد از مواضع بهر کتابیکه واقع شده ثلثه بوده است این جمله

روایات مذکوره که مفتی درین مقام شواهد برای خود آورده است همه روایات شواهد باشند برای علما(?)

و تمام محنت و سعی مفتی بیفائده افتاد باقی ماند صرف عبارت علامه قاسم حنفی که دران تصریح

این معنی بوده است که هر جا که لفظ مواضع واقع شده ازان مراد ثلثه است جوابش اینکه اولا

حال علامه قاسم حنفی دریافت نیست که کدام شخص [illegible] است و در کدام کتاب این عبارت واقع شده

تا وقتیکه حال ان [illegible] معلوم نشود لائق اعتماد نیست صاحب خزانة الروایات [illegible]

لو کان الکتاب غیر مشهور فیما بین العلماء فلا وثوق به و خود از عبارت مجمع البحرین در رساله [illegible]

قاسم حنفی بکلام خود آورده واضح است که مراد از ثلثه مطلق و عموم بوده است و آنکه علامه

قاسم حنفی گفته که عموم و مطلق خلاف روایت مرویه از محمد است اینهم از خلاف الروایة

عن محمد رحمه الله خود علامه قاسم حنفی خلاف روایت قرار داده زیرا که روایت صریح از امام

محمد وارد است که در دو جا و زیاده ازان جائز است چنانچه روایات متعدده سابق مذکور اند فتأمل

فی عبارات الکتب المذکورة لیتضح لک الحال و اگر مراد از مواضع کثیره و متعدده صرف تا ثلثه

می بود چه ضرورت واقع بود که اصحاب متون و مصنفان کتب معتبره لفظ ثلث که اخصر بود

ترک کرده بجای آن لفظ اکثر من ثلث یا بمواضع متعدده و کثیره بکلام خود [illegible] می آوردند و در

متون لفظ مواضع بصیغه جمع گفته که مراد ازان زیاده از ثلثه الی غیر النهایة می تواند بود

مذکور بود و شارحین مثل امام زیلعی و عینی و مفتی الثقلین جز از زیادت توضیح کرده لفظ کثیره متعدده
را که از اینها درج کرده و علما سنگیدیل جز از تعدد و نماز جمعه بدو جا و اکثر از آن بکلام خود بیان کرده
اند از آن صاف عیانست که مراد عموم و مطلق بوده است حصر تا ثلثه نبوده است چنانچه
از عبارت کتب مرقومه که عبارت آنها بالا مسطور گشته وضوح تام است و مراد گرفتن ثلثه از لفظ
مواضع کثیره و متعدده و اکثر من ذلک صرف دعوی بلا دلیل مفتی و تحکم جاهلانه مذکور
است و دلیلی دیگر بر بودن مراد عموم و مطلق این بوده است که علامه قاسم حنفی بیان کرده
که حال نماز جمعه مانند نماز عید شد در جواز بدو جا یا سه جا و حال نماز عید اینست که جواز تعدد
نماز عیدین باکثر جا متفق علیه است قال فی المستملی الصغیر و یجوز اقامتها ای صلوة العید فی
المصر وفنائه فی موضعین و اکثر ای حسب المفتی و ذکر فی مختصر المحیط انه بخلاف العید فانه یجوز
فی المواضع بلا خلاف ۱۲ فی تهذیب الصلوة قیاس بر جمعه زیاده از سه جا نیز رواست
و در بلده لاهور همچنین می کنند کذا ذکر الشیخ المحدث الدهلوی الحاصل حصر تا ثلثه ممنوع و در
کتابهای که تا ثلثه تصریح است نزد مصنفان آنها همون قول صحیح است و روایت تعدد
مطلقا خلاف این و الیست است در خلاف این تطبیق ممکن نیست و در روایتی از امام
محمد آمده است که در شهر واحد هزار جا نماز جائز است [illegible] امام جهل مرد با
تا صرح فی مختار الفتاوی و غلطی فاش مفتی در نقل روایت فتاوی غیاثیه و کافی این بوده
است که از فتاوی غیاثیه نقل کرده و عن محمد رح انه لا تجمع فی اکثر من مسجدین و در کتاب
غیاثیه لفظ یجمع مذکور است لفظ لا برای مطلب خویش زیاده کرده چنانچه تصدیق این معنی
از عبارت سراج المنیر و فتاوی حمادیه که بالا مذکور شده بوده است و همچنین مفتی نقل کرده
و تؤدی الجمعة فی مصر ای فی مصر واحد بمواضع ای فی ثلثة مواضع عند ابی حنیفة و محمد رح
و عند ابی یوسف تؤدی فی موضعین کذا فی الکافی و معاینه اصل کتاب کافی بمقابل
معلوم گشت و معنی این سطور بیان نکرده و در کافی لفظ ثلثه اصلا مذکور نیست بلکه لفظ فی مواضع
و اکثر من ذلک مذکور است لیکن در [illegible] باب تحریف و تبدیل و تغییر واقع گردیده پس به
تحریر [illegible] مطلق اعتماد نیست و [illegible] عبارت کتاب مستملی آورده و [illegible] ابی حنیفه

الی آخرہ تمام عبارت شمنی بالا گذشت فقد ذکر و در ہمہ مقام روایت اصح کہ مفتی بہ است
ترک کردہ اللہم الطف بنا بالحق والصواب واہدنا الصراط المستقیم واحفظنا عن سوء الفہم
والتحریف والاعتساف واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد مظہر کریم عفا اللہ عنہ ١٠ سہ ١٢ رمضان
المبارک سنہ ١٢٨٥ ہجری مقدسہ بعد تحریر این فتوی عبارت چند کتب معتمدہ دیگر
مشتمل بر صحیح و مختار بودن روایت جواز تعدد و مشتمل بر مرجوحیت و ضعف روایت
عدم جواز تعدد بہم رسید نقل آنہا مندرج میشود فی الارکان الاربع لمولانا ملک
العلماء بحر العلوم استاذ الاساتذہ عبد العلی محمد بن مولانا قدوۃ المحققین والمدققین استاذ
الامام بحر العلماء مولانا محمد نظام الدین قدس سرہما ولاجل ان الجمعۃ جامعۃ للجماعات قال
الامام ابو یوسف رہ لا یجوز تعدد الجمع فی مصر واحد وہو روایۃ عن الامام ابی حنیفۃ رہ وبہ
قال الشافعی فانہ لو جاز التعدد لما کان احد منہما جامعا للجماعات وقال محمد رہ ورواہ
عن الامام ابی حنیفۃ رح وہذہ الروایۃ ہی المختارۃ وعلیہ الفتوی انہ یجوز تعدد الجمعۃ مطلقا
اثنین او اکثر وقولہم الجمعۃ جامعۃ للجماعات ان ارادوا بالجماعات التی تعقد للجمعۃ فمسلم و
لا یلزم منہ نفی التعدد وان ارادوا انہا جامعۃ للجماعات کلہا فظاہر بان لا یصح بہا الا جماعۃ
واحدۃ فہو وہم لا بد لاثباتہ من دلیل ولیس ثمہ الا ما صح عن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ انہ ابی تعدد
الجمعۃ وہذا الاثر صحیح صححہ ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ ثم فیما ذہب الیہ الشافعی حرج
عظیم لانہ قد یکون طول المصر وعرضہ فراسخ لا یستطیع ان یجیء من طرف الی المسجد الجامع
ثم لیت الا حرج عظیم وہو مدفوع فی الشرع ولعلہ لہذا الحرج جوز الامام ابو یوسف
رحمہ اللہ التعدد فیما اذا کان فی المصر نہر عظیم یفرق فجوز تعدد
جمعتین فی مسجد جمعۃ فی اخری بینہما نہر فنقول کذا یلزم الحرج اذا کان المصر
طویلا والممکن فیہ نہر ثم صلوۃ الجمعۃ فرض مثل سائر الصلوۃ فلا یتقید بالتوحد ولم یقم
الیہ دلیل سمعی ولا عقلی ١٢ وفی تنویر الابصار وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ وفی الدر
المختار مطلقا وفی حاشیۃ الشرح للطحطاوی ای سواء کان ہناک ضرورۃ ام لا فصل
بین جانبی البلد نہر ام لا وفی شرح المنیۃ وہو المذہب وعلیہ الفتوی وفی شرح المجمع للعینی

وما في فتح القدير دفعا للحرج وفي الحاشية المذكورة وذلك لان في التزام اتحاد الموضع
حرجا بينا لاستدعائه تطويل المسافة على اكثر الحاضرين ولم يوجد دليل على عدم التعدد
بل قضية الضرورة عدم اشتراطه سيما اذا كان مصرا كبيرا كما قاله الكمال وقد قال الله تعالى
لا يكلف الله نفسا الا وسعها وما جعل عليكم في الدين من حرج ١٢ في البحر الرائق وبما ذكرنا
اندفع ما في البدائع من ان ظاهر الرواية جوازها في موضعين ولا يجوز في اكثر من ذلك وعليه
الاعتماد انتهى فان المذهب الجواز مطلقا في فتاوى [illegible] من حاشية [illegible] والصحيح
من قول ابي حنيفة ومحمد ره انه يجوز اقامة الجمعة في مصر واحد في موضعين او اكثر من ذلك
كذا في المبسوط وفي منح الغفار شرح تنوير الابصار في شرح القول المذكور بان [illegible]
وغيره وبعده قال وذكر في بعض المعتبرات ان ظاهر الرواية جوازها في موضعين ولا يجوز
في اكثر من ذلك وعليه الاعتماد ولكن المذهب ما ذكرنا ١٢ في البرهان شرح مواهب الرحمن
وتعددها اي الجمعة في مواضع كثيرة في مصر واحد جائز عند ابي حنيفة ره قال السرخسي في الصحيح
مذهبه وبه قال محمد ره وفي رواية لا يجوز في مصر واحد الا في جامع واحد ويشترط [illegible]
آخرا لجواز تثنيتها اي الجمعتين حيلولة نهر كبير فاصل بينهما حتى يكون كمصرين كما ببغداد
او لا الجواز في موضعين اذا كان المصر عظيما لا في [illegible] ثم رجع الى ما فصلناه وجه رواية
المنع انها سميت جمعة لاستدعائها الجماعات اليها فلا يجوز التفريق ووجه الصحيح
الاطلاق لا جمعة الا في مصر شرط المصر لاقامتها وانه موجود في حق كل فريق ١٢ وفي شرح الكنز
وتؤدى اي الجمعة في مصر في مواضع لان شرط جواز الجمعة المصر الجامع وهذا الشرط موجود
في كل فريق خلافا للشافعي قال شمس الائمة السرخسي اختلفت الروايات في اقامة
الجمعة في موضعين في مصر واحد فالصحيح من قول ابي حنيفة ومحمد ره انه يجوز اقامة الجمعة
في مصر واحد في موضعين او اكثر من ذلك ١٢ في فتاوى مجمع البركات عبارة العالمكيرية
بعينها ١٢ في جامع الصغير الحسامي والمعارضة على سبيل الموافقة بدعته بان يصلي الجمعة
في موضعين فهذا اولى في عصام حاشية شرح الوقاية وفي خزانة المفتين انه لا يزيد على
ثلثة عند محمد وفي الزاهدي انه يزيد ١٢ وفي شرح الطحاوي يجوز اقامة الجمعة في موضعين

الجمعة فی مصرین بینهما مسافة بعیدة ولعل المفتی المانع ایضا یسلمه اما درباب تعدد نظر بمصر
واحد اگرچه بعضی از فقها بطرف عدم جواز رفته اند وظاهر الروایة ومفتی به وجوب توحد را
گفته اند لیکن معتبر ومختار وظاهر الروایة بروایت صحیحه ومفتی بها از طرفین جواز تعدد است
مطلقا هذا هو المحقق عند الفقهاء المعتمدین المشار الیهم بالبنان لا ینبغی لاحد خلافهم ونقل
روایات مندرجه عبارت صاحب مفتی اگرچه در بیان بس است مگر تتمیما عبارت دو کتاب
مرقوم میگردد فی کتاب الجواهر الصحیح من مذهب ابی حنیفة ومحمد رح جواز اقامة الجمعة فی مصر
واحد فی موضعین او اکثر من ذلک وبه ناخذ انتهی وفی مجموعة الغرائب سئل الهندوانی عن الجمعة
فی موضعین فی مصر واحد فقال فیه روایتان ویفتی بالجواز فانه ینبغی للمفتی ان یفتی للناس
بما هو اسهل علیهم وهذا صحیح لقول النبی علیه السلام لعلی ومعاذ حین بعثهما الی الیمن یسرا
ولا تعسرا او اکثر من ذلک قوله تعالی یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر انتهی فروایات
عدم جواز التعدد نزد فقهاء معتبرین مرجوح است لما فی الدر المختار وعلی المرجوح فالجمعة لمن
سبق تحریمة ولفظ بالمعیة لیس ترجیح روایت عدم جواز التعدد قطع نظر ازانکه فی الحقیقت
ترجیح مرجوحست ومثبت بر عدم امتیاز مراتب فقها وطبقات ایشان که در طبقات
کبری علامه کفوی وغیرها مذکورست خلاف تصریح فقهاء متبحرین ونقل روایت مرجوحه
از غنیة المستملی وشمنی وغیره وترک روایت صحیحه راجحه مندرجه هریک از علما در هند از خیلی
مستغرب است ولیجواهف وقائع سابقه مخفی نیست که علماء سلف در زمنه چنگیزیه چگونه
اشخاص را از ائمه ادینه ها قرار داده نماز میگزارانیدند آری اولی وافضل در شهر واحد توحد است
کما فی جامع الرموز لا یستحب فی الموضعین انتهی والله اعلم وعلمه اتم واحکم کتبه محمد سعید عفی عنه

	دستخط علمای رامپور		محمد سعید ۱۳۲۹

محققین علماء ملت که بران اتفاق دارند وتعامل هم بران رفته است که ادای جمعه در مواضع
متعدده در شهر واحد جائز ومفتی به همین است که ادای امور شرعیه مرتفع نشوند در کنز
الدقائق که جمیع مسائل آن معمول ومفتی بها اند دران مذکورست تعدد الجمعة فی مصر

بمواضع پس بان موصوف تعبیر نمود محل ج از جمعه آن مواضع که جمع کثیر است ابا از اذان بنصها
ندارد و نیز ابن الهمام صاحب فتح القدیر و صاحب زیلعی که هر دو از مقتدایان علمای
فقه و حدیث اند و دیگر محققین هم تعدد مواضع ادای جمعه در شهر واحد فتوی داده اند
و در امداد الفتاح شرح نور الایضاح که مشهور بشرح مراقی الفلاح است در ان مذکور است و یصح
اقامة الجمعة فی مواضع کثیرة بالمصر و فنائه و هو قول ابی حنیفة و محمد رح و هو الاصح کما فی
الزیلعی و فتح القدیر و معراج الدرایة و البرهان و غیرها لقوة الدلیل و اطلاق جوازها من غیر
حصر لتعدد انتهی حکم مسئله مسطوره بموجب شریعت که منتهی بها است تحریر یافت

محمد فضل حق ۱۲۳۳	غلام حسین ۱۲۴۶	محمد جعفر ۱۲[illegible]	محمد عمران ۱۲۵۹	جلال الدین محمد [illegible]

محمد شرف الدین مفتی ۱۲[illegible]
عمدة العلما شرع متین [illegible] ۱۲

دستخط علمای شاه جهان آباد

نماز جمعه در یک مسجد کلان شهر افضل است و اگر در دیگر مسجد هم ادا شود
و موافق روایات کتب معتبره فقهیه معمول علیها فتوی بر جواز است و آنچه در بعضی روایات
آمده که نماز جمعه در مسجد دیگر نشود اصح و مفتی به نیست والله اعلم و علمه اتم و احکم

محمد [illegible] حنفی
نظام الدین مفتی
اکرام الدین ابن مولوی[illegible]

محمد صدر الدین

بسم الله الرحمن الرحیم

چه میفرمایند علمای دین متین و مفتیان شرع متین درین شکاری که از حربه بندوق گلی باشد یا چهره
بندوق کشته شود و نوبت ذبح از کارد و غیره نرسیده باشد شرعا حرام است یا حلال و
سنگی که از گولی بندوق قاصد بر اثر قتل نباید نزد حنفیه روی قیود لازم می آید یا نه بسند کتب
فقهیه جواب با صواب ارقام فرمایند بینوا توجروا جواب در صورت مرقومه باید دانست
که در جمیع کتب فقهیه حنفیه از متون و شروح و فتاوی مذکور است که آن آله که بدان ترمی

قطع اوداج و انهار دم معتبر اند شده حلال ست ذبیحه بدان آله و آنچه چنین نیست حلال نخواهد شد
ذبیحه بذبح کردن الذان الرجل الذابح لکل ما افری الاوداج و انهر الدم ای اسال کذا
فی تنویر الابصار والدر المختار وغیرهما من المعتبرات الحنفیة و بخاری و مسلم وغیره
روایت کرده اند قال ما انهر الدم وذکر اسم الله فکل یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم
چیزیکه روان کرداند خون را و برده شود نام خدا پس بخور یعنی جائز است اکل ذبیح کرده بچیزیکه
روان کند خون خواه آهن باشد یا نی و این متفق علیه است میان علما و فقها رحمهم الله تعالی
و در روایت ابوداؤد و نسائی نیز وارد شده فقال امر الدم بما شئت یعنی گفت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بگذران خون را بهر چیزیکه میخواهی ازین حدیث و دیگر احادیث مرویه هویدا
میگردد و قاعده کلیه اینست که آن آله که جرح و خرق کند یقینا ذبیحه بدان حلال است و
آنچه در آن شک شود حلال نخواهد بود ذبیحه آن و بندقه و گولی خواه از آهن باشد یا از
رصاص یا از گل باشد حلال نیست ذبیحه بدان چه اکثر این جارح و خارق و مفید او بار نشود
بلکه کاسر و دق کننده در باطن است بسبب عنف چنانکه در تجربه صحیح بمشاهده کرده شده کما لا یخفی
علی المتامل پس ذبیحه بدین حلال نگردد آری اگر بندقه خفیفه محدد و مطول مانند تیر باشد
وهم ممکن شود رمی بدان و نیز خرق کند به تیزی خود حلال خواهد بود مگر این نادر الوجود است
که حکم بدان کرده نشود لهذا الشیخ زین صاحب بحر الرائق فتوی بر عدم حل ذبیحه به بندقه داده
در تنویر الابصار و در مختار گفته او بندقة ثقیلة ذات حدة لقتلها بالثقل لا بالحد و
لو کانت خفیفة بها حدة حل لقتلها بالجرح حینئذ کذا فی التنویر والدر وقوله
ولو کانت خفیفة بها حدة قال قاضیخان لا یحل صید البندقة والحجر والمعراض
والعصا وما اشبه ذلک وان جرح لانه لا یخرق الا ان یکون شیء من ذلک قد
حدده وطوله کالسهم وامکن ان یرمی به فان کان کذلک وخزق بحده
حل اکله فاما الجرح الذی یدق فی الباطن ولا یخرق فی الظاهر لا یحل لانه لا یحصل
به انهار الدم ومثقل لا لیه والحاصل انه ان کان القتل بالثقل لا یحل وان جرح الا ادما
کما اشار الیه فی الدرر وهو محمل ما اجاب الشیخ زین حین سئل عمن یصطاد الطیور

بالبندق او الرصاص والطین هل یحل اکلها ام لا اجاب لا یحل اکلها انتهی ابو السعود
قال فی التبیین والاصل فی جنس هذه المسائل ان الموت اذا حصل بالجرح
بیقین حل وان حصل بالثقل او شک فیه فلا یحل حتما او احتیاطا اه قلت فالاحتیاط
فی صید الرصاص ان لا یوکل لانه انما یقتل بواسطة اندفاعه العنیف لا بحده
والله اعلم بالصواب طحطاوی وما قتله المعراض والذی قتله البندقة حرام
لانه لا یجرح کذا فی الکنز والعینی لان البندقة تدق وتکسر ولا تجرح فصار کالمعراض
کذا فی الهدایة ولا یوکل ما اصابه البندقة فمات بها کذا فی الکافی هکذا فی
الفتاوی العالمگیریة و چیزیکه بدان ذکاة می تواند شد قود بدان خواهد آمد و نه بعکس آن
قلت و فی شرح الوهبانیة کل ما به الذکوة به القود والا فلا انتهی کذا فی الدر
المختار قوله کل ما به الذکوة ای کل آلة تحصل بها الذکوة یترتب علی القتل
بها القود ولا ینعکس کلیا لان المشترط فی الذکوة فری الاوداج وانهار
الدم وهذا لا یحصل الا بمحدد لا بمسلة وابرة فتدبر کذا فی الطحطاوی و
حکی فی الاجناس کل ما یتعلق به الذکوة فی البهائم یتعلق به القصاص فی
الادمی وما لا فلا فعلی هذا لا یجب القصاص فی العصا قال صاحب الخلاصة
هذا غیر مطرد فی حق النار فانه لو القی انسان فی النار قتل به ولا یتعلق به
الذکوة هذا لکن فی الخزانة اذا وضع الجمر فی المذبح فقطع ما یجب
قطعه فی الذکوة وسال الدم یحل وعلی هذا یندفع الاعتراض کذا فی البنایة
ازین بنا بر روایت طحاوی است که اعتبار برای جرح است ایجاب ظاهر الروایة قصاص
واجب است گو جرح نکند و بر مذهب صاحبین رحمهما الله علیهم قصاص می آید زیرا که در عمد
کل ما به الذکوة به القود نیز مظور نیست والله اعلم بالصواب الراقم محمد صدر الدین عفی عنه

محمد صدر الدین	صدر الصدور شاهجهان آباد	سید محمد نذیر حسین	نوازش علی	محمد کریم الله

محمد قطب الدین	محمد رحمت اللہ	محمد برکت اللہ	فقیر احمد سعید احمدی	الخالق الخبیر مولقا

دستخط علمای لکھنؤ

محمد عبد اللہ

فی الواقع کشتہ گولی گلی یا سربی یا چھرہ بندوق حرام است وکسیکہ از گولی بندوق احدی را قتل نماید بروی قود لازم می آید کتبہ محمد یوسف [محمد یوسف] مفتی لکھنؤ

صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ [لا تقنطوا من رحمت اللہ] مفتی لکھنؤ اصاب المجیب حررہ ابو البقاء محمد عبد الحکیم غفر لہ اللہ الرحیم [ابو البقا محمد عبد الحکیم ۱۲۳] ابن الآن مولانا ملک العلماء عبد العلی محمد فرنگی محل اصاب من اجاب واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ ابو البرکات المدعو بتراب علی

الجواب صحیح ویویدہ فی یواقیت الاختصاص کما فی حیوۃ الحیوان من الحکم [تراب علی ۱۲۳۵] والخواص و الکلام فی البندق المعتاد قدیما وہو ما یصنع من الطین اما البندق المعتاد الآن وہو ما یصنع من الحدید ویرمی بالنار فیحرم مطلقا لانہ مخزق یدق سریعا غالبا ولونی الکبیر انتہی وفی البرہان وفی حدید غیر محدد کالسنجۃ روایتان اظہرہما انہ عمد انتہی وفی النہایۃ ان الجرح لا یشترط فی الحدید وما یشبہہ کالنحاس وغیرہ فی ظاہر الروایۃ انتہی وفی السراجیۃ اذا ضرب انسانا بالحدید فقتلہ من غیر جراحۃ قال الشیخ الامام السرخسی یجب القصاص و قال حسام الدین لا لان المعتبر عند ابی حنیفہ رہ الجرح وفی جامع الرموز وفیہ اشعار بان ما یتخذ منہ السلاح کالحدید والصفر والفضۃ لم یشترط فیہ الحدۃ فقتل اذا ضرب بعمود حدید او نحاس وعن مولانا الامام ابی حنیفہ انہ لم یقتل و اشترط فی غیرہ فقتل اذا ضرب بحجر محدد او قشر قصب کما فی الکرمانی ولو قتل بالابرۃ والمسلۃ لم یقتل وعلیہ الفتوی فالمعتبر الحدید او الجرح کما فی تتمۃ الواقعات انتہی وفی العینی واذا قتلہ بحدید او صفر غیر محدد کالعمود و السنجۃ فیہ روایتان احدہما انہ عمد ولو طعنہ برمح لا سنان فیہ فجرح کان عمدا وکذا لو قتلہ بمسلۃ ولو قتلہ بابرۃ فہو لیس بعمد لانہ لم یتمکن غرزہ فی محل القتل وان غرزہا فی مقتلہ فہو عمد کذا فی البرہان وذکرنا مشایخنا ان الجرح لا یشترط فی الحدید وما اشبہ

الحدید کالنحاس وغیرہ انتہی وفی البزازیۃ نوع فی موجبۃ قتلہ المراۃ بصابۃ الحدید قتل وان جرح
وان لم یجرح عندہما یحل وکذا فی ظاہر الروایۃ عن الامام انہ یعتبر الجرح انتہی واللہ اعلم
بالصواب منقحہ احقر العلماء خادم احمد غفر لہ الصمد

خادم احمد ۱۳۰۵

استفتاء دستخطی علماء رامپور

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں صورت کہ شکاریکہ از ضرب گولی
یا چھرہ آہن یا رصاص سپر کردن بندوق کشتہ شود و ہنگام سر کردن بسم اللہ گفتہ شود و دیگر
نوبت ذبح آن شکار و غیرہ نرسیدہ باشد آیا نزد علمائے حنفیہ حلال است یا حرام و حکم بندقہ
یعنی غلولہ گلی غلیل مثل گولی و چھرہ بندوق است یا مغایر و در کشتہ بندوق دق و کسر است
یا جراحت معتبرہ عند الذبح بینوا توجروا الجواب شکار کشتہ شدہ تیر بہ بسم اللہ بشرطیکہ
والجرح حلال است و در کتب فقہ یافتہ میشود و نیز در کتب احادیث و ہمچنین منصوص است و شکار
بندقہ غلیل و تفنگ و چھرہ آہن و غیرہ حرام است اولا اینکہ نص یافتہ نمیشود و احدے از مجتہدین
تصریح حل شکار بندوق نکردہ دوم در بندقہ و چھرہ تفنگ جراحت مفقود است چنانچہ
در بندقہ غلیل و زخم آن کہ صورۃ بنظر می آید در حقیقت جراحت نمی باشد بلکہ از ثقل و حدت
بندقہ لحم شکار سوختہ میگردد دوم یعنی خون کہ جاری می باشد از سوختگی عروقہا بہار
میشود نہ از جرح و مدار حل بر جرح است و قتل اگر چہ حاد باشد حرام میگردد لہذا بحالت
شک ہم احتیاطا حرام میشود بموجب این روایات ولا یحل صید البندقۃ والحجر والمعراض
والعصا وما اشبہہا وان جرح لانہ فی معنی الموقوذۃ والموقوذۃ حرام بالنص محیط
فالحاصل ان الموت ان کان بالجرح بیقین حل وان کان بالثقل لا یحل وکذا ان وقع الشک
یحرم احتیاطا ۱۲ اختیار شرح مختار فان ادرکہ ای الصید المرسل للکلب او الرمی حیا ذکاہ
فان ترکہا عمدا فمات حرم کما حرم الصید اذا قتلہ معراض بعرضہ والمعراض السہم الذی
یکون بلا ریش سمی بہ لانہ یصیب بعرضہ الشی بعرضہ او قتلہ بندقۃ ہی طینۃ مدورۃ یرمی
بہا ثم مات بہا ویقال لہا الجلاہق بثقلہ وان کانت ذات حدۃ وانما حرم لاحتمال

انها تقتل بثقلها حتی لو کانت خفیفة بها حدة یحل لتعین الموت بالجرح ۱۲ شرح الیاس البندقة لا تجرح ۱۲ عینی ویحرم الصید اذا قتله بندقة ثقیلة ذات حدة لان البندقة تکسر ولا تجرح وکانت کالمعراض ۱۲ شمنی من مختصر وقایه انست حکم صورت مسئوله شرعاً که تحریر یافت

محمد عبد الواحد | غلام حسین | حافظ شریف حسن | محمد فضل حق | شهیر عالم محمد علی

هو الموفق

از تتبع کتب فقه حنفیه مستفاد میشود که مناط حل و حرمت صید یکه بسبب سر دادن آله شکار مرده بدست یاب شود بر حدت و ثقل آله قتل است اگر بجز یکه حدت و ثقل هر دو داشته باشد صید آن جانور اتفاق افتاد ملاحظه رود که اگر موتش بحدت و جرح آله متیقن باشد آن جانور بلا شبه حلال است و اگر بثقل متیقن باشد بلا شبه حرام و در صورت شک حکم بحرمت بمقتضای احتیاط است پس مسئوله کلیه که محدد ثقل دارد و حدت ندارد در حرمت متیقن ست و گولی بندوق عرفی که از آهن و رصاص باشد چون حدت و ثقل هر دو دارد ترجیح یکی بر دیگری متعذر نیز حکم بحرمت آن جانور مرده بمقتضای احتیاط است لیکن چهره آهنی در رصاص که محدد حدت دارد و ثقل ندارد چون موت بحدت متیقن ست پس شکار یکه از چهره بندوق که بهنگام شکار با تسمیه اش سر داده باشند مرده بدست آید حلال است و از قواعد مذکوره تفرقه که در گولی بندوق و چهره آتش و غلوله غلیل است چون روز روشن ست و در گولی بندوق اگرچه دق و جرح هر دو موجود است لیکن ترتب حکم بر دق و ثقل موافق قاعده مذکوره است نه بر جرح آن فقط والله اعلم حرره سلامت الله عفی عنه کانپوری

محمد سلامت الله

استفتاء دیگر از مولوی سید محمد ولایتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گولی کا مارا شکار ساتھ تسمیہ کے حلال ہی اس سبب سے کہ گولی نہایت سختی سے دم اور قطع
الاوداج کرتی ہی اور موت گولی کے کھائے شکار کی یقینا بالجرح ہی اور کل جو چیز کہ جس میں یہ
صفت پائی جاوی اسکا بھی یہی حکم ہی لقوله علیه السلام انهر الدم بما شئت
وافر الاوداج بما شئت وما انهر الدم وافری الاوداج فكل اور یہ جو
عبارت قاضیخان کی ہی لا يحل صيد البندقة والحجر والمعراض والعصا
وما اشبه ذلك وان جرح لانه لا يخرق الا ان يكون شئ من ذلك قد
حدده وطوله كالسهم وامكن ان يرمى به فان كان كذلك وخرقه
بحده حل اكله واما الحجر الذي يدق في الباطن ولا يخرق في الظاهر
لا يحل لانه لا يحصل به انهار الدم شرعا انتهى اوسکا مصداق علیہ صرف
بندقہ طین ہی نہ گولی بندوق کی جیسا کہ ہدایات لانه لا يخرق او يدق في الباطن
ولا يخرق في الظاهر سی صاف ظاہر ہی اور حدده او طوله صرف اسواسطے
کہا ہی تاکہ جرح اور خرق پایا جاوی پس خاصیت اسکی صرف بندقہ طین میں ہی
نہ بندوق میں کہ تحصیل حاصل ہی اور روایات مفصلہ ذیل سی بھی یہی بندقہ طین
مراد ہی في الكنز وغيره الذي قتله البندق فحرام والبندقة لا تجرح وفي
العيني والهداية لانها تدق وتكسر ولا تجرح فصار كالمعراض انتهى و

یعنی کل ما اصابہ المعراض ونہ یعنی کل ما اصابہ البندق فمات بہا کذا فی الکافی کیونکہ بندوق کا آلۂ جرح ہونا یقیناً ثابت ہی جیسا کہ طحطاوی کی باب قصاص میں لکھا ہی فالمقتول بالبندقۃ یقتص لہ اذ ہی آلۃ یقصد بہا القتل بجرح وتفرق الاجزاء قال شیخ زادہ وقد رجع الی ہذا امر کان ینازع فی کون القتل بہا عمداً موجباً للقصاص اور نیز اوسی باب میں لکھا ہی کل آلۃ یحصل بہا الذکوۃ یترتب علی القتل بہا القود ولا ینعکس کلیاً لان المشترط فی الذکوۃ فری الاوداج وانہار الدم وہذا لا یحصل الا بمحدد کالمسلۃ والابرۃ پس اسکا عکس موجبہ جزئیہ ہوا اور موجبہ جزئیہ کو سالبہ جزئیہ لازم ہی تو اب ضرور ہی اگر دو اشیاء بندوق کا ایک فرد افراد موجبہ جزئیہ سی یا سالبہ جزئیہ سی سالبہ جزئیہ سی بن نہیں سکتا کیونکہ جرح اور تفرق اجزا جو باعث ہی فری الاوداج اور انہار دم کا وہ پایا جاتا ہی چنانچہ یہی وجہ ہی کہ مسلہ اور ابرہ کا استثنا کیا نہ بندقہ کا پس لابدی داخل ہوگا تحت میں موجبہ جزئیہ کا اور یہہ عین مقصود ہی اور اگر کوئی گمان کری کہ شاید ماکولات میں احتیاط زائد مقصود ہو سو یہہ گمان فاسد ہی کیونکہ قصاص میں اس سی زیادہ احتیاط مقصود ہی اگر اندک اشتباہ بھی قتل بالثقل کا بندقہ میں پایا جاتا تو حکم قصاص کا اوس پر مترتب نہوتا حالانکہ تصریح اس دلیل کی ذہی آلۃ جرح لقولہ علیہ السلام زوال الدنیا اہون علی اللہ من قتل امرء مسلم اب رہگئی باقی عبارت طحطاوی کی سو یہہ ہی والحاصل انہ ان کان القتل بالثقل لم یحل وان وجد الادماء کما اشار الیہ فی الدرر وہو محمل ما اجاب بہ شیخ زین حین سئل عن صید الطیر ببندقۃ الرصاص والطین ہل یحل اکلہا ام لا اجاب بعدم حل اکلہا انتہی ابو السعود قال فی التبیین الاصل فی جنس ہذہ المسائل ان الموت اذا حصل بالجرح بیقین حل وان حصل بالثقل او شک فیہ فلا یحل حتماً او احتیاطاً انتہی قلت فلا احتیاط فی صید الرصاص ان لا یوکل لانہ انما یقتل بواسطۃ اندفاعہ العنیف لا بحدہ واللہ اعلم بالصواب ہکذا فی الطحطاوی

یہان بہی مراد بندوقہ غلیل ہی خواہ طین سی ہو یا اور ہا ہی سے ورنہ بندوق مین شکل
بالثقل محل قول شیخ زین کا نہین سکتا بسبب ثبوت جرح یقینی کی تو فضا
اگر کوئی بیادلین ثبت ہہی مدعا حاصل ہی بسبب رجوع شیخ زین کی قول اول
سی چنانچہ تصریح اخر مسئلہ مین اشارہ طرف اسکی ہی یعنی پہلی شیخ زین قتل بالثقل
کا قائل تہا اور پہر رجوع کی اوس سی تو اس صورت مین ہی قول اول شیخ زین کا قابل
تسلیم کی نہ ٹہرا اور کیونکر ہوگا کہ الجرح یقینی ہونا اوسکا عند الفقہا ثابت
حتی کہ جو منازعین تہی اونہون نی بہی رجوع کی اور الجرح ہونا اسکا قبول
کیا پس حکم یہہ صورت اذا حصل بالجرح بیقین حل مین داخل ہی اور
قلت فالاحتیاط لنحو جو بیان کیا اوسکا یہی مطلب ہی کہ شکار گولی کا
حلال ہی لیکن احتیاطا از راہ تقوی کی یہہ ہی کہ نہ کہایا جاوی لیکن حلال ہونی مین اوسکی
کچہ شک نہین نہ کہانا متعلق تقوی کی ہی فقط

تحریم الحرام رد الحلال از مولانا محمد مظہر کریم ادام ظلہم

العمیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین	فیضہ

بعد حمد و صلوۃ کے کچہہ بیان ہی بیچ حرمت شکار گولی بندوق اور رفع شبہات
بعض اہل علم کی کہ قائل حلت اوسکی کی ہوئی تمہید اس مسئلہ کی اسطرح پر ہی
کہ تمام ہندوستان مین درمیان ہر خاص و عام کی یہہ بات شائع و ذائع ہی
کہ جو جانور شکار ہی صدمہ ضرب گولی وغیرہ سی گر پڑتا ہی اگر نوبت ذبح کی اوسکی
چہری وغیرہ سی پہونچتی ہی اوسکو کہاتی ہین ورنہ مردار سمجہہ کر پہینک دیتی
ہین وقت استفسار کی بعض اہل علم نی فتوی دیا کہ ایسا جانور شکار سی حلال
ہی اسی تعجب ہوا کہ علماء دیار مختلفہ اہل علم ورا نہا سی جستین کی ایسی جانور
کو حرام کہتی آئی ہین خلاف جمہور کی کس دلیل سی حلال فرماتی ہین

پوچھا گیا کہ استخراج اس مسئلہ کا ضوابط کلیہ فقہا کرام سے کیا ہے یا سند جزئیہ خاص
کسی کتاب کا رکھتے ہیں ہنگام مباحثہ دریافت ہوا کہ کوئی روایت جزئیہ خاص در
باب حلت نہیں ہے موت گولی کی شکار کی بالجرح قرار دیکر قواعد کلیہ سے استنباط
فرماتے ہیں اور روایت درمختار ولشترط التسمیۃ من الذابح حالۃ الذبح او
الرمی بصید او الارسال او حال وضع الحدید لحمار الوحش اذا لم یقعد
عن طلب سے متمسک ہیں یعنی او حال وضع الحدید الخ کو مصداق کشتہ گولی ٹہرا
ہیں اور گولی بندوق کو تحت نار گردانتے ہیں اور توڑ گولی کو کہ معروف و مشہور
ہے کاٹ مثل تلوار قرار دیتے ہیں جو کہ سوای دعوی اور بیان ماسبق کی کوئی دلیل
قاطع مستندہ کسی کتاب یا قول کسی عالم معتبر کی ایسی بیان نہیں فرمائی کہ اوس سے
ہونا گولی کا آلۃ الجرح یقینی و داخل ہونا تحت اونار کی یا مصداق ہونا او حال وضع
الحدید ثابت ہووے اور بلا لحاظ معنی عبارت مذکورہ درمختار سے سطح مصداق
کشتہ گولی نہیں ہو سکتا تھا اس خاکسار اور بعض فضلاء اس شہر نے یہہ فرمانا اونکا
تسلیم نہ کیا و بفحوای روایات ذیل فی الحموی شرح الاشباہ والنظائر ناقلا
من الفوائد الزینیہ انہ لا یحل الافتاء من القواعد والضوابط و
انما علی المفتی حکایۃ النقل الصریح ۱۲ وفی السراج المنیر واجمعوا
علی ان المقلد لا یفتی الا بطریق الحکایۃ فیحکی بالحفظ نقلا عن
الکتب المصححۃ کما فی العمادی والقنیۃ ۱۲ فی فتاوی عالمگیری
وان لم یکن المفتی من اہل الاجتہاد لا یحل لہ ان یفتی الا بطریق
الحکایۃ مجرد قول اونکا بدون حکایت و نقل صریح کسی کتاب فقہ کی قابل قبول
و اعتبار نہ سمجھا گیا مگر بعض اشخاص کو بسبب فرمانے بعض اہل علم کی حرمت و
حلت شکار گولی بندوق میں شک واقع ہوا لہذا اس عاصی نے یہ سوال بخدمت
علماء دہلی و رامپور و لکھنؤ و کانپور کی بطلب جواب معہ سند کتب فقہیہ ارسال
کیا استدعا یہ ہے کہ مجتہدی و مہری علماء بلاد مذکورہ باندراج روایات کتب معتبرہ فقہیہ

موصول ہوئی سب حضرات علماء کرام نے حرام ہونا تحریر فرمایا اور عبارات کتب معتبرہ میں
تصریح جزئیہ حرمت شکار گولی پائی گئی حسب تفصیل ذیل کے اول کتاب تفسیر احکام
آیات القرآن عبارت اوسکی یہہ ہے اور تفسیر اکلیل میں ہے کہ جو جانور بندوق کی
گولی سے مرجاوے وہ بھی موقوذہ میں ہے دوسری نوافیت الاختصاص بیان خواص
الحیوان من الحکم والخواص عبارتہ ہٰذا والکلام فی البندق المعتاد قدیما وہو ما یصنع من
الطین اما البندق المعتاد الآن وہو ما یصنع من الحدید ویرمی بالنار فحرام مطلقا لانہ
محرق یدق سریعا غالبا ولو فی الکبیر تیسری قول شیخ زین مصنف بحر الرائق
واشباہ والنظائر وفتاوی زینیہ جو منقول ہے طحطاوی حیث قال اجاب الشیخ
زین حین سئل عن صید الطیور ببندق الرصاص والطین ہل یحل
اکلہا ام لا اجاب لا یحل کلہا چوتھی طحطاوی حاشیہ درمختار علیہ ہٰذا فقلت
فالاحتیاط فی صید الرصاص ان لا یوکل لانہ انما یقتل بواسطۃ اندفاعہ
العنیف لا بحدہ حضرت محلل نے باوجود ملاحظہ استفتا و دستخط علماء کبار و روایات
کلیہ و جزئیہ مندرجہ کتب معتبرہ اپنے قول سے رجوع نہ کیا اور عبارات و روایات فقہیہ
میں تاویلات رکیکہ کیا اور توجیہات غلطیہ دہقینہ مقابلہ عبارات صریحہ بیان کیا
اور تحریر فضلاء کبار کو کہ حال تبحر علوم نقلیہ و عقلیہ سرایشان کا کالشمس فی النہار
ہے غلط اور اتفاق اونکی کا اور خطا و نافہمی کی محمول فرمایا اور باوجود اس دعوی کی
اثبات کوئی نقل روایت جزئیہ مندرجہ کسی کتاب فقہ دلیل نہ لائی اور تحریر اپنی ہاتھہ
سے انکار کرتی ہین مگر زبانی تقریر اکثر لوگوں سے کرتی ہین بالفعل ایک مرد صالح
ذی علم نے تقریر زبانی اونکی جو بمقابلہ استفتاہای شکار بندوق علمای کرام مشعر
بحلت شکار بندوق ورد تمام علما لکھکر میری پاس بھیجی لہذا رفع شبہات لاطائل
حلت تقریر حضرت محلل کرتا ہون بعونہ تعالی قال المحلل گولی کا مارا شکار ساتھہ
تسمیہ کی حلال ہی اس سبب سے کہ گولی انہار دم اور فری الاوداج کرتی ہے اور مقصود
بندوق کی شکار کے یقینا بالجرح ہی اقول دلیل غیر مسلم منقوض ہی اور گولی فری اوداج

نہیں کرتی ہے بسبب عموم بلا دلیل باطل ہے اسواسطے کہ مری اوداج نزدیک
فقہا علیہم کی عبارات قطع عروق اربعہ یعنی مری و حلقوم و وداجین جہتے و
اقل قطع تین عروق کا ہے یعنی کہ تین عروق سے کٹا ہونا ذبیحہ کا درست نص ہے
کما صرح فی شرح الوقایة وعروقه الحلقوم والمری والودجان وحل
بقطع ای ثلث منها اقامة للاکثر مقام الکل فی الهدایة والعرق التی
تقطع فی الذکوة اربعة الحلقوم والمری والوداجان واقله الثلث غیرنا الم
المری والوداجین فی الدر المختار وعروقه الحلقوم والمری والوداجان
وحل المذبوح بقطع ای ثلث منها اذ للاکثر حکم الکل انتہی جو بند
کا قطع مجاز یا تین عروق کی نہیں کرتی ہے کما مر ہے ظاہرا اور ذبح بین سیلان
دم و مری اوداج دونون شرط ہے جیسا کہ عبارت وقایہ و بکل ما افری الاوداج
وانهر الدم وتنویر الابصار وحل الذبح بکل ما افری الاوداج وانهر الدم
وخزانة المفتین واما الذی فی الالة ما انهر الدم وافری الاوداج سے واضح
کیونکہ واو عطف کا جمع و شمول و مشارکت پر دلالت کرتا ہے فی نور الانوار
والواو لمطلق العطف من غیر تعرض مقارنة ولا ترتیب یعنی ان الواو
لمطلق الشرکة فان کان فی عطف المفرد علی المفرد فالشرکة ثابتة فی
المحکوم علیه وبه وان کان فی عطف الجمل فالشرکة فی مجرد الثبوت
والوجود وایضا فیه کان الواو یدل علی ثبات الحکم للمعطوف علیه
والمعطوف بکلیهما فکذلك فیکون بمعنی الواو ولکن الواو تدل علی الاجتماع
والشمول فی الهدایة لان العطف للمشارکة فی الحکم فی الجملة لان الواو للتشریك
فیقتضی وجود الاول فی دقائق الاعراب ان الواو للجمع فی فصول الاحکام فی
اصول الاحکام فلو عطف بینهما بحرف الواو فاعلم ان الواو بلا اختلاف
للعطف ولکن عندنا هو للعطف مطلقا فیکون من حیث الاشتراک
بین المعطوف والمعطوف علیه فی الخبر من غیر ان یقتضی مقارنة

او ترتیبا وهو قول اکثر اهل اللغة وعلى هذا قال محمد رحمه الله في الاصل اذا
حلف بالله لا یکلم فلانا و فلانا او لا یدخل هذه الدار وذلك الدار لا یحنث
ما لم یتکلمهما او لا یدخلهما و عبارت عینی شرح ہدایہ سے یہہ بات صاف
متحقق ہے کہ اشتراط انہار شرط فری الاوداج ہے پس گویا یہ معنی ہیں کہ اوداج نہیں
ہے اگر صرف سیلان خون مسفوح ہوا سبب بہنے فری اوداج کی ذبیحہ درست نہوگا
علاوہ اسکی کلیہ جو جرح وانہار دم کرے ذبیحہ ساتہہ اوسکی درست ہے موجب
تصریحات فقہاء عظام کی عموما نہیں ہے بلکہ عام مخصوص منہ البعض ہے بہت ایسے
صورتیں ہیں کہ انہار دم و جرح کو فقہا نے اعتبار نہ کیا اور باوجود انہار دم وجرح
کی حرام لکہا ہے چنانچہ خود بتقریر محلل میں عبارت طحطاوی و ان وجد الا دماء و عبارت
قاضی خان ان جرح موجود ہے اوس سے ادماء وجرح کا نامعتبر ہونا عیان
ہے بلکہ بعض صورت میں فری اوداج سے بہی ذبیحہ حلال نہیں ہوتا ہے چنانچہ اگر مردہ
یعنی کارد سنگین کو پہینک ماری اور سر شکار کا گردن سے علیحدہ ہو جاوے یا قطع
اوداج کرے حرام ہے کما قال فی الهدایة وکذا ان رماه بها فابان راسه او قطع
اوداجه لان العروق تنقطع بثقل الحجر کما تنقطع بالقطع فوقع الشك قوله
اور کل وہ چیز الی قوله فکل اقول او جمع کا اس حدیث میں بہی دلالتا ورید استماع
دونوں امر کی کرتا ہے علاوہ اسکی یہہ جملہ متنازعہ فیما بیننا نہیں ہے قوله اور یہہ
جو عبارت قاضیخان کی ہے قوله تحصیل حاصل ہے اقول حضرت محلل کہ ما صدق علیہ
اسکا صرف بندقہ غلیل گردانتے ہیں ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بندقہ
سے ہر شی مدور مراد ہو کیونکہ معنی لغوی بندقہ کی گوی گلین ہے اگر اصطلاح میں
ہر چیز گول کو کہیں خواہ مٹی سے ہو یا پتہر یا آہن یا رصاص سے کہہ منافات نہیں ہے
اور اسقدر مناسبت معنی لغوی کافی ہے چنانچہ محاورات الفاظ سے یہہ امر ہویدا ہے
علاوہ اسکی عبارت طحطاوی فالمقتول بالبندقة بثقله سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ اطلاق بندقہ کا گولی بندوق پر ہے جیسا کہ غلیلہ گلی پر و اگر لفظ بندقہ

شامل گولی بندوق نہ ہوتی تو اور کوئی لفظ مثل رصاص وغیرہ جس سی گولی بندوق
متمیز ہو سکتی زائد کی جاتی اور جو کہ حضرت محلل بندقہ سی مراد بندقہ غلیل لیتی ہین
کتب موجودہ فقہیہ مین بتصریح لفظ غلیل کی دیکھنی مین نہین آئی بندقہ اعم لکھا ہی خواہ
غلیل سی ہو خواہ کفنہ خواہ ہاتھہ سی خواہ بندوق یا اور کسی چیز سی پھینکی اگر کسی کتاب
مین لفظ غلیل مذکور ہو حضرت محلل بیان فرماوین صرف تعبیر قولی وذہنی انکی کافی
نہین ہی اور جو جناب محلل عبارت لانہ لایخرق سی دلیل اور مراد ہونی صرف بندقہ
غلیل فرماتی ہین لانسلم اور لایخرق سی مراد لایخرق بحدہ ہی نہ مطلق خرق اسواسطے
کہ معنی خرق کی نفوذ ہی کما صرح فی الکافی والغایتہ والعینی شروح الہدایہ والطحطاوی
اور معنی نفوذ لغت مین درگذشتن تیر از جاییکہ رسد ہی کما فی الصراح پس معنی قول قاضیخان
لانہ لایخرق کی یہہ ہین کہ بندقہ وغیرہ نفوذ ساتھہ تیزی ودہار کی نہین کرتی ہی واگر
تیز ودہاردار کو لیوین اور خرق بحدہ کریگی درست ہوگا چنانچہ عبارت آخر قاضیخان
خرقہ بحدہ دال اوپر اسکی ہی پس جب یہہ معنی ہوی غلیلہ گلی اور گولی بندوق مین گو کہ
خرق ہو مگر خرق بحدہ مفقود ہی اور یہہ دونون مساوی الحکم مین بیچ نہونی تیزی و
دہار کی اور جو محلل عبارت قاضیخان یدق فی الباطن ولایخرج فی الظاہر سی اُ
بندقہ غلیل ونفی گولی بندوق لیتی ہین مستبعد ہی اسواسطی کہ قاضیخان بعد بیان
مسئلہ حرمت صید بندقہ وغیرہ مع دلیل کی لشروع اما الجرح الذی یدق بیان
مسئلہ جداگانہ کرتا ہی وہ جز مسئلہ سابقہ کا نہین ہی چنانچہ لفظ استیناف
یعنی اما دلیل متن ہی وہو کلمہ اما کا واسطہ استیناف کی کتب نحو مین مصرح ہی قاضیخان
اس جملہ کو دلیل حرمت صید بندقہ مین نہین لایا ہی اور نہ یہہ جملہ معطوف اوپر لایخرق
کی ہی قولہ اور روایات مفصلہ ذیل سی الی قولہ کذا فی الکافی اقول دیدہ سکی باتو
ہو چکی ہی علاوہ اسکی ہم کہتی ہین کہ حرام ہونا صید بندقہ کا موجب منصوصات ارباب
متون وشروح وفتاوی ہا ثابت ہی اور کتب فقہیہ مین تصریح نہین ہی کہ غلیل سی
پھینکی پس بندقہ بمعنی لغوی لیتی اوی کلمن کو اگر بندوق سی چلاوین تو لاریب

بموجب اطلاق عبارات فقہا کی کشتہ اوسکا حرام ہوگا و اگر بندوق کی نشانہ لگانی کی سبب چلانی
بندوق سی کشتہ گولی لگنی سی بہی حلال ہوگا تو لائق تسلیم و قبول نہوگا کیونکہ متقدمین و متاخرین
علما و فقہاء کرام نی بعموم حرمت صید بندقہ تحریر فرمائی ہی یعنی یہہ تفصیل نہیں کی کہ اگر بندوق
سی گولی لگنی سی کشتہ ہو تو چاہی حلال ہوگا و درصورت اسکی ماننی کی اطلاق فقہا باطل و بی اصل ہوگی
وہ غیر ممکن قولہ کیونکہ بندوق کا آلہ جرح ہونا یقینا ثابت ہی الی قولہ موجبا للقصاص اقول
عبارت طحطاوی سی ہونا بندوق کا آلہ جرح وصید و ذبائح مین ہرگز ثابت نہیں ہوتا ہی در باب
قصاص مین جو عبارت طحطاوی سی آلہ جرح ہونا اوسکا نکلتا ہی تو یہہ ضرور نہیں ہی کہ جو معنی
جرح کی باب قصاص مین مراد ہون وہی صید و ذبائح مین مراد و معتبر ہون اصطلاح فقہا کی
ہر باب مین علیحدہ ہوتی ہی جیسا کہ سکر ایک لفظ ہی نقض وضو مین اوسکی اور معنی اور حد شرب خمر
مین اور معنی اور وجوب حد مین اور معنی مراد ہین کما صرح فی الحلبی و غیرہ من المعتبرات اور باب صید و
ذبائح مین جملہ وہ چیزین کہ انہار دم و فری اوداج اپنی تیزی و دہار سی کرین آہن جیسا آہن سی
ہو یا غیر اوسکی ہی اور باب قصاص مین سلاح و قائم مقام سلاح جو متفرق اجزا ہو اور آلہ آہن یا
اوسکی مثل تیزی و دہار ہو یا نہو سوای آہن کی جو محدد ہو یعنی دہار دار معتبر ہی پس آلہ
ذبح و صید و قصاص مین مساوات نہین ہی و نہایون بعید مثلا آلہ آہنین غیر تیز سی جو کوئی
کسیکو مار ڈالیگا اوسپر قصاص واجب ہوگا اور اس سی جانور کو مار ڈالیگا تو کہانا اوسکا
درست نہوگا کیونکہ اسمین دہار نہین ہی اور طحطاوی مین کہ وجوب قصاص کشتہ گولی بندوق
سی لکہا ہی متفرع اوپر دو امر کی ہی ایک یہہ کہ گولی بندوق سخت ثقیلہ و کذا اکل مالا یلبث
ای لا یمکث اذا ضرب بل ینفذ مین داخل ہی دوسری یہہ کہ گولی بندوق کی رصاص سی
ہوتی ہی جنس آہن سی ہی اور آہن اور جنس آہن مین تیزی و دہار ہو یا نہو اور قطع کری
یا دق کری مقتول اوسکی پر قصاص لازم آتا ہی چنانچہ عبارت طحطاوی سی یہہ صاف
ظاہر ہی بخلاف صید و ذبائح کی کہ اوسمین حدت و جرح شرط ہی اور دق سی حرمت ہوتی
ہی فی الطحطاوی و فی البزازیہ متی تولد و القی فیہ لسانا او القاہ فی المنار یجب
القصاص کالسلاح و کذا اکل ما لا یلبث ای لا یمکث اذا ضرب بل ینفذ قال

المكي مانصه قال الرملي وكل ما لا يلبث عادة الخصم في ان القتل بالبندق عمدا
وفي حاشية ابي السعود لمسكين فالمقتول بالبندقة يقتص له اذ هي الة يقصد بها
القتل وتجرح وتفرق الاجزاء قال شيخنا وقد يرجع الى هذا من كان ينازع في كون
القتل بها عمدا موجبا للقصاص اه قوله او المثقل من حديد قال في شرح الطحاوي
العمد ما تعمد قتله بالحديد كالسكين او السيف وما كان كالحديد سواء
كان له حدة يبضع بضعا او ليس له حدة ولكن يرض رضا كالعمود وسنجات
الميزان او غيرها او طعن بالرمح او الابرة او الاشفى بعد ان يقع عليه اسم
الحديد سواء كان الغالب عليه الهلاك او لم يكن لان الحديد منصوص
عليه لقوله عليه السلام لا قود الا بالسيف وفي رواية لا قود الا بالسلاح
وفي رواية لا قود الا بالحديد والمنصوص عليه لا يعتبر فيه المعنى وكذلك
ما كان من جنس الحديد مثل الصفر والرصاص والفضة والذهب والآنك
سواء قتله بضعا او رضا وما كان من غير جنس الحديد ان عمل عمل الحديد
فهو عمد والا فلا كما اذا احرقه بالنار فهو عمد لانها تعمل عمله لانها تشق الجلد
وكذلك ما كان له حد يعمل عمل السيف كالزجاج وليطة القصب وحجر له حد
مما يبضع بضعا او يطعن كخشب له حد فهذا يعمل عمل الحديد فهو عمد اه و
قال فخر الدين قاضيخان في فتاواه ظاهر الرواية في الحديد وما يشبه الحديد
كالنحاس وغيره لا يشترط الجرح لوجوب القصاص وقال في الاجناس ذكر
في الشروط الكبير انه لا قصاص في العمود الحديد لانه لا يجرح اه اتقاني قال
شيخ شيخنا قاسم في حاشيته على شرح المجمع فعلى ظاهر الرواية العبرة للحديد
نفسه جرح ام لا وعلى رواية الطحاوي العبرة للجرح نفسه حديدا كان او
غيره قال في الينابيع وهذه الرواية اصح اه وظاهر صنيع الزيلعي اختيارها
اه سندي في حاشيته قلت فعلى ظاهر الرواية لا شك في وجوب القصاص بالقتل
بالبندق لانها من جنس الحديد وعلى الاخرى لقتص لجرحها فان نظرنا

الی ظاہر الروایۃ وجب القصاص بالقتل بہا وان لم یجرح وعلی الاصح یجب اذا
جرح ۱۲ پس جو آلہ قصاص میں متفرق اجزا و جارح معتبر ہو کا ضرور نہیں کہ وہ انہار دم
و فری اوداج ذبیح میں بھی جیسے معتبر ہو وے اور قول اسی صاحب مطلاوی سے باب
صید و ذبائح میں تصریح حرمت بندقہ رصاص در باب قصاص میں قیود واجب ہونا بندقہ
سے موجود ہے پس صریح دلالت کرتا ہے اوپر اس امر کی کہ بموجب شرائط ذبح و صید کے
کشتہ گولی حرام ہے اور قصاص میں بموجب شرائط مذکورہ اوس باب کے قصاص لازم
ہے کچھ درمیان دونوں قول اوسکی منافات نہیں ہے قولہ اور نیز اوس باب میں
لکھا ہے الی قولہ قطعین مقصود ہے اقول تقریر منطقی محلل کی اس مقام میں مناسب نہیں ہے
اسواسطے کہ جس علم میں بحث ہوا وسی فن میں گفتگو مناسب ہوتی ہے اور بعض مردم جاہلہ
اس تقریر منطقی پر بہم اگر کرین تو حاصل ما بہ النزاع خبط ہو جاویگا اور تحریر طولانی ہوگی اور
ہر ایک شخص کی سمجھ میں نہ آویگا اور داب مناظرہ سے بعید ہے لہذا ہم اعراض
کرتے ہیں اور بقدر مطلب ضروری گفتگو کرتے ہیں ہم بندوق کو قوت موضع سالبہ
جزئیہ سے کہتے ہیں اس تقریر سے کہ عکس موجبہ کلیہ یعنی کل ما بہ الذکوۃ تقع بہ القود کا
موجبہ جزئیہ ہے یعنی بعض ما بہ القود تقع بہ الذکوۃ اور سالبہ جزئیہ اسکا علی فرض تقریر
المحلل موجبہ جزئیہ کو لازم ہے وہ یہ ہے کہ بعض ما بہ القود لا تقع بہ الذکوۃ اور ما نحن فیہ
بندقہ الرصاص تحت افراد بعض ما بہ القود کی داخل ہے پس ثابت ہوا کہ اسکا صید و ذبیحہ
کا حرام ہے حاصل ہے اور محلل جو داخل ہونا لابدی تحت موجبہ جزئیہ میں کہتے ہیں ممنوع
ہے اور جو محلل استثنا کرتا ہے مسلہ اور ابرہ کا تحریر فرماتے ہیں عبارت طحطاوی میں استثنا
نہیں ہے بلکہ منفی ہے اور معنی لا بمسلۃ و ابرۃ کی یہ ہیں کہ فری اوداج و انہار دم سا تھ
سوجی اور سوزن کی حاصل نہیں ہوتا ہے پس ذکوۃ اسکی درست نہوگی بخلاف قصاص
کی کہ وہاں انہار شرط نہیں ہے اور مسلہ و ابرہ آہن ہے پس قصاص ساتھ قتل
اسکی ہی ہو قولہ اگر کوئی گمان کرے الی آخرہ قال امر سلم اقول جیسی تقریر جناب محلل
کی کہ اگر اندک اشتباہ ہے قتل بالثقل کا بندقہ میں پایا جاتا تو حکم قصاص و شبہ مترتب

نہونا مثقل ہی بنا اسپر کہ عبارت درمختار و طحطاوی پر غور نہیں کیا کیونکہ درمختار مین بعد لفظ
سلاح کی اور مثقل من حدید مرقوم ہی یعنی آلہ مثقل حدید سے قتل عمد ہوتا ہی اور طحطاوی
نی اوپر اس قول درمختار کی بہت طول لکہا ہی جیسا کہ اوپر عبارت اسکی نقل ہوئی ہی
اور سنجات میزان و عمود و اشباہ وغیرہ کو آلہ قتل عمد مین قرار دیا ہی یہہ سب مثقل یقینا
ہین اور روایات ذیل سے بہی قتل عمد ہونا مثقل سے مستنبط ہوتا ہی قال فی رمز الحقائق
شرح کنز الدقائق واذا قتله بحديد او صفر غير محدد كالعمود والسنجة فيه روايتان اظهرهما عمد
في خزانة المفتين ولو قتله بحديد او صفر غير محدد كالعمود والسنجة و
غيرهما فيه روايتان قال في شرح المختار في ظاهر الرواية هو عمد لانه اصل
الالة في فتاوى الحمادية ناقلا من الينابيع والعمد ما تعمد ضربه بسلاح
كالسيف والسكين والرمح والسنان والابرة والمسلة وما كان من حديد كا
لعمود وسنجة الميزان سواء لذلك حدة يبضع بضعا او لم يكن له حدة
ولكن يرضه رضا وسواء كان الغالب عليه الهلاك او لم يكن بعد ان يقع
على آلة القتل اسم الحديد وكذلك ما كان من جنس الحديد كالصفر
والرصاص والذهب والفضة قتل به بضعا او رضا في فتاوى قاضيخان
اما الالة التي توجب القصاص اذا حصل القتل عمدا بالجارحة كالسيف
والسكين والرمح والسهم حديدا كانت الالة او غير حديد كما لو ذبحه
بليطة القصب والرمح الذي لا سنان له بعد ان يكون محددا او الحجر و
العود والنشابة والسهم الذي لا نصل فيه اذا رماه فاصابه فجرحه او
ضربه بعمود حديد او ما يشبه الحديد كالنحاس والشبه والرصاص
والذهب والفضة اذا ضربه فجرحه او شق بطنه بخشب محدد او رماه
بسنجة الف درهم فجرحه او لم يجرحه فمات من ذلك يقتل وذكر في
الاصل اذا ضربه بحديد لا حدة له كسنجة الميزان والعمود يجب
القصاص وان لم يجرح من الاسرار فاذا عمل الخشب او الحجر عمل في

الجراح الحق به ولو لم يتق شبهة انما البيت للقتل فقد مات بالكلب بلا شبهة
قوله اب رہ گئی باقی عبارت طحطاوی الی قوله یقینی کی اقول مراد لینا اس عبارت سے
بندقہ غلیل کا خواہ طین سے ہو یا رصاص سے فقط دعویٰ بلا دلیل ہے اور سخافت اس قول کا
اس سے ظاہر ہے عجب ہے کہ حضرت محلل نے باوجود تصریح لفظ رصاص کے مادہ
غلیل کا کس استدلال سے نکالا نہ دلیل نقلی ہے اور نہ تعامل مروج ہے واگر کوئی دلیل
اس بات کی کہ بندقہ رصاص مراد غلیل سے ہی رکھتے ہیں بیان فرماویں قوله وصنعا
الی قوله داخل ہے اقول کہنا اس امر کا کہ شیخ زین نے قول اول سے رجوع کیا اور ادعا کہ
محض بحکم صحیح ہے اور پھر کہ عبارت قد رجع سے یہ امر مستفاد نہیں ہے کما لا یخفی علی
الفطن اس مقام پر گفتگو آلہ قتل میں تھی جو شخص آلہ قتل میں اوسکو معدود نہیں کرتا
تھا اوس سے رجوع کی نہ معلوم کہ وہ شخص کون تھا چنانچہ یہ امر عبارت قد رجع الی آخرہ
سے صاف ظاہر ہے اور صاحب طحطاوی نے [illegible] شیخ زین کا رجوع کفندہ میں نہیں لکھا اور
یہ کہا کہ شیخ زین پہلے قائل اسکے تھے کہ بندقہ آلہ قتل عمد نہیں ہے ورنہ لفظ کل من
کان مذکور ہے حیرت ہے کہ حضرت محلل کس طرح اپنی طرف سے کہتے ہیں کہ شیخ زین نے
رجوع کیا قول اول سے ہذا بہتان علی الطحطاوی و شیخ زین اور طرفہ یہ ہے کہ شیخ زین نے
مسئلہ صید و ذبائح میں قائل حرمت صید بندقہ طین و رصاص ہیں اور طحطاوی میں
بھی مصرح ہے اگر رجوع کرنا اونکا نزدیک طحطاوی کے ثابت ہوتا تو قول مرجوع و مرجوع کو
بدون اشارہ طرف رجوع کے کیوں لاتا اور باب قصاص میں کیوں تصریح نام شیخ زین کے
رجوع قول اول سے نکرتا کوئی ضرورت مانع نہ تھی کہ تصریح نکرتا اور کسی کتاب سے رجوع
اونکی واضح نہیں ہے اور انکی دو قول ہرگز منقول نہیں ہیں اسطرح قول حضرت محلل کا کہ آلہ
جارح ہونا اوسکا یقینی عند الفقہا ثابت ممنوع ہے فقہا نے آلہ جارح ہونا کا انہار دم و فری
اوداج کری باب صید و ذبائح میں نہیں لکھا ہے بلکہ بالامال سبب نہونے کے پار ہونے کی
کی بندقہ بندقہ کا کتب فقہا میں ثابت و عیان ہے حضرت محلل جو کلام اوسکی اپنی
طرف سے تحریر فرماتے ہیں واگر کوئی روایت اس باب کی ہووے بیان فرماویں اور

ملت شیخ زین ابن نجیم صاحب بحر الرائق و اشباہ و نظائر و فوائد زینیہ وغیرہا متاخرین فقہا
مین مثل شمس الائمہ ہی حضرت محلل کا منصب نہین ہی کہ قول اوسکی کو تضعیف کرے اور
کوئی اہل علم بمقابلہ قول شمس الائمہ موصوف کی اعتبار اور فرمانے حضرت محلل کی نکریگا
اور جس حالت مین کہ صغری و کبری تقریر حضرت محلل کا ممنوع و غیر مسلم ٹھہرا بس نتیجہ اوسکا
یعنی یہہ عبارت بس حتی یہہ صوت اذا حصل بالجرح سقین حل مین فی داخل ہی یا خلل ہی قول
اور قلت فالاحتیاط الخ ما قال معوّتی کی ہی اقول یہہ مطلب کہ حضرت محلل ارشاد فرماتی
مین یہی تادیل کہ یہہ مستند نہ کسی کتاب مین لکھی ہی اور نہ مستند کسی قول عالم سے ہی نزد
نزدیک شخص علم کی ایسی تادیل طبعزاد حضرت محلل کی کب لائق اعتبار ہوگی جو شخص واقف
و ماہر علم فقہ و اصول فقہ سے ہی ہرگز قبول نہین کریگا اور حضرت محلل دو لفظ سے یہہ مطلب
نکالتی ہین ایک لفظ فالاحتیاط دوسری لا یوکل سے اور اسطرح تقریر کی ہین کہ مفہوم
لفظ احتیاط کا یہہ ہی کہ حلال ہی مگر اولی و احوط یہہ ہی کہ نہ کھایا جاوے اور لا یوکل
سے یہ لفظ ہی کہ شاید حرام نہ کرو کہ ہی صاحب طحطاوی نے صریح لفظ یحرم یا لا یحل نہین کہا
سو یہہ دونون بات خلاف مصطلح فقہاء کرام ہی یہہ صرف اختراع حضرت محلل کی ہی
سو اسطے کہ لفظ لا یوکل محاورات فقہا مین مرادف یحرم و لا یحل ہی چنانچہ غیر ماکول اللحم
و لا یوکل کتب فقہ مین بیچ ابواب سور و نجاست و صید و ذبائح و ما یحل و یحرم من الحیوان
کی ہزار جا موجود ہی کہین جگہہ لفظ لا یوکل سے ان ابواب مین مکروہ مراد نہین ہی چنانچہ
اسی جز سے خاص حرمت صید بندقہ مین مختار و شرح وقایہ و مواہب الاختصاص و
شمنی و شرح الیاس و کنز الدقائق مین لفظ حرم و یحرم و ہدایہ و فتاوی سراجیہ
و خزانۃ المفتین و کافی شرح وافی و عالمگیری و طحطاوی و مختار الفتاوی مین بلفظ لا یوکل
اور محیط و مختار الفتاوی و تحفۃ الملوک شرح المختصر للعینی و عبارت شیخ زین و قاضیخان
مین بلفظ لا یحل مذکور ہی و مال ہر ایک کا حرمت ہی اسیطرح اکثر مسائل حرمت صید
و ذبائح مین یا الفاظ ثلثہ مذکور مسطور ہین کما لا یخفی علی من لاحظ کتب الفقہ والحدیث
اور جو حضرت محلل سلمہ مفہوم لفظ احتیاط سے حلال ہونا کر خدا نا ہر ازراہ تقوی کی

کہ لیتی ہیں اور یہہ امر مصرح نہیں ہی اور مفہوم روایت سی جو سمجھا لیتی ہیں وہ معتبر نہیں
ہی چنانچہ امام ابو الفتح بن ابی بکر عبد الجلیل مرغینانی نی بیچ کتاب فصول الاحکام
الی اصول الاحکام کی فرمایا ہی عبارتہ ہکذا وظاہر المذہب عندنا ان المفہوم لیس
بحجة ثانیاً اصطلاح فقہا میں جس چیز میں سبب حرمت یقینی ہوتا ہی اوسکو حرام کہتا
اور جسمیں دونون سبب حرمت وحلت پایی جاوین یا شک ووہم ہو کہ اسمیں سبب حرمت
ہی اوسکو حرام احتیاطاً کہتی ہیں اور مقصود حرام احتیاطاً سی یہہ ہوتا ہی کہ حرام ہی
مگر سبب حرمت یقینی نہیں ہی بلکہ مشکوک ہی [illegible] سبب حلت ہوا احتیاطاً اوسکو
ترک کرتی ہیں تاکہ استعمال حرام کسی وجہ سی نہو اور فائدہ اس تفرقہ کا حکم میں اور شدت
وخفت حرمت اور حلت میں اثر تجنبا ہی چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سی مستفاد ہی
فی الاختیار شرح المختار فالحاصل ان الموت ان کان بالجرح بیقین حل وان کان
بالثقل لا یحل وکذا ان وقع الشک یحرم احتیاطا فی الطحاوی ناقلا من التیسیر
والاصل فی جنس هذه المسائل ان الموت اذا حصل بالجرح حل وان حصل
بالثقل او شک فیه فلا یحل حتما او احتیاطا فی الهدایة والاصل فی جنس
هذه المسائل ان الموت اذا کان مضافا الی الجرح بیقین کان الصید حلالا
واذا کان مضافا الی الثقل بیقین کان حراما وان وقع الشک فلا یدری
مات بالجرح او بالثقل کان الصید حراما احتیاطا [illegible] جس جگہ
شبہہ وشک حرام کا پایا ہوتا ہی اور سبب حلت یقینی ہوتا ہی نزدیک فقہا کی [illegible]
احتیاطاً ہوتا ہی اسواسطی کہ قاعدہ اصول کا ہی کہ جس جگہ حلال وحرام جمع ہوویں
یا سبب حلت وحرمت دونون پایی جاوین جانب حرمت کو غلبہ ورجحان ہوتا ہی
چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سی یہہ امر مستفاد ہی فی العینی شرح الهدایة قولہ ولو
[illegible] حلالا یعنی لو قطع النصف من کل واحد من الاربعة لا یحل ترجیحا
[illegible] للحرمة علی جانب الحل عند الاستواء فی الهدایة بخلاف ما اذا قطع
النصف لان الاکثر باق [illegible] لو قطع شیئا او احتاجا [illegible] فی

الكفاية حاشية الهداية يريد به لما كان الرجحان لجانب الحرمة وكان النصف
الباقي في حكم الاكثر في العناية شرح الهداية قوله بخلاف ما اذا قطع آه
فيقول لما كان جانب الحرمة مرجحا كان النصف الباقي في حكم الاكثر فكانه لم
يقطع شيئا وربما الوجه الى هذا القول احتياطا لجانب الحرمة في الهداد
شرح الهداية قوله لان الاكثر اي الاكثر الحكمي وهو النصف باق لان النصف
له حكم الاكثر في مواضع الاحتياط في الهداية ولانه اجتمع المبيح والمحرم
فيغلب جهة الحرام [illegible] الكافي قوله نصا اي بالنص وهو
قوله عليه الصلوة والسلام ما اجتمع الحلال والحرام في شيء الا وقد غلب الحلال
الحرام احتياطا اي لان الحرام واجب الترك والحلال جائز الترك فكان الاحتياط
في الترك في العيني شرح الهداية قوله نصا اي من جهة النص قال الشراح
اراد به قوله صلى الله عليه وسلم ما اجتمع الحلال والحرام الا غلب الحرام الحلال
قوله واحتياطا اي من جهة الاحتياط لانه لما دار بين كونه حراما وحلالا
فالاحتياط في تركه لئلا يستعمل الحرام من وجه في العناية شرح الهداية
قوله نصا اي بالنص وهو قوله صلى الله عليه وسلم ما اجتمع الحلال والحرام
الا وقد غلب الحرام الحلال في العيني شرح الهداية والعناية قوله شبهة
الحرمة يعني في الصورة الاولى مع ان الحرمة اسرع ثبوتا بغلبة الحرمة
على الحل منه ما في الكفاية شرح الهداية لان الحرمة اسرع ثبوتا لان معناها
الاحتياط في الهداية ولان احتمال الموت بسبب آخر قائم فما ينبغي ان يحل
اكله لان الموهوم في هذا كالمتحقق كما روينا في العيني شرح الهداية قوله هذا
يعني باب الصيد قوله كالمتحقق اي في حق الحل والحرمة في العناية واما اذا
وجده وفيه جراحة اخرى فليس له ان ياكل ترك الطلب او لم يترك كما سيجيء
لانه ظهر للموت سببان احدهما يوجب الحل والآخر يوجب الحرمة فيغلب
الموجب للحرمة في الهداية ولو وجد به جراحة سوى جراحة السهم لا يحل

ہی اور تیزی کہ ہوتا ہے اُس میں ہی اور یہی مصداق قتل بالثقل کا ہے جواز [illegible]
تحریر حق زبان سے منقول ہیں یہاں تک تمام ہوئی اب باقی رہی وہ امر کہ [illegible]
اپنی زبان سے فرمایا تھا اور وہ مندرج عبارت تحریری نہیں ہے ایک یہہ کہ صورت
محلول و باقی ہیں کہ نار سے انہار دم وغیرہ اوداج کرلی ہے اور ذبیحہ ساتھہ نار کی بموجب
تصریحات فقہا کی درست ہے پس کوئی یہ دوقت ہے ناری ذبیحہ ساتھہ اوسکی نہی
درست ہے کا جواب [illegible] ہے کہ [illegible] کتاب الذبح مختلف فیہ ہے طحطاوی نے
لکہی کہ یہہ روایت مخالف ہے اصول شمس الائمہ و اصول فخر الاسلام کی کہ اونہوں
نے درست نہونا ذبیحہ نار کا لکہا ہے وهذه الرواية خلاف ما ذكر في اصول
شمس الائمه واصول فخر الاسلام ان الذكوة لا تقع بالنار ذكره في
باب الكلالة التذكير وفي الخلاصه هذا غير مطرد في حق النار فانه لو الشق
الشاة في النار قتل به ولا يتعلق به الذكوة دوسری بعض لوگون کی جواز
ذبیحہ ساتھہ نار کی لکہا ہے اوسمیں یہہ شرط مصرح ہے کہ انگارہ آگ کو بجای
مذبح رکہے اور وہ انہار دم وغیرہ اوداج کرے وسوقت ذبیحہ درست ہوگا وگر
ایسا نہوگا ذبیحہ درست نہین جیسا کہ روایات ذیل سے ظاہر ہوتا ہے فی غاية البيان
شرح الهدايه ان النار تقع بها الذكوة لو جعلت على موضع الذبح وقطعت الحلقوم
والودجين حل الاكل في الدر المختار قوله ونار عطف على محدد لانها تنشق
الجلد وتعمل عمل الذكوة حتى لو وضعت في المذبح فاحرقت العروق اكل
يعني ان سال بها الدم والا لا كما في الكفاية في حلبي حاشيه شرح الوقايه وقال في
الكفاية الا ترى انها تعمل عمل الحديد حتى انها اذا وضعت في المذبح فقطعت
ما يجب قطعه في الذكوة وسال بها الدم حل وان احترق ولم يسل الدم لا يحل في البرجندي
نقلا من الخزانة اذا وضع الجمر في المذبح فقطع ما يجب قطعه في الذكوة وسال
الدم يحل علاوہ اسکی یہہ تصریحات فقہا درج اختیاری میں ہے ذکوۃ اضطراری
میں سے جواز بالصراحہ نہیں لکہا ہے اگر کسی فقیہ نے جواز صید [illegible] تارسی [illegible]